

حدیث کا درایتی معیار

تالیف
مولانا محمد تقی امینی

قدیمی کتب خانہ
آرام باغ - کراچی

Marfat.com

حدیث کا درایتی معیار

مولانا محمّد تقی امینی
(رفیق ندوۃ المصنّفین)
وناظم دینیات مسلم یونیورسٹی علیگڈھ

ناشر
قدیمی کتب خانہ
مقابل آرام باغ۔ کراچی ۱

Marfat.com

جملہ حقوق نشر و اشاعت محفوظ ہیں

نام کتاب ——— حدیث کا درایتی معیار

مصنف ——— مولانا محمد تقی امینی صاحب

سالِ اشاعت ——— ۱۹۸۶ء

تعداد ——— ایک ہزار

کتابت ——— بلقیس ناز

ناشر

قدیمی کتب خانہ

مقابل آرام باغ

کراچی ۱

Marfat.com

فہرستِ مضامین

مضامین	صفحہ
مقدمہ	۱۱
درایت کا مفہوم (۱۵)	
درایت کے لغوی معنٰی	۱۵
درایت کی عام اصطلاحی تعریف	۱۶
درایت کی خاص اصطلاحی تعریف	۱۷
علم درایت کے اصلاً دو جُزو ہیں	۱۷
نبوت (۱۹)	
رسول کی تحقیق	۱۹
آیتیں اور حدیثیں	۲۰
نبی کی تحقیق	۲۱
آیتیں اور حدیثیں	۲۲
رسول اور نبی	۲۳
نبوت کی بحث کے چار حصّے	۲۴
رسول اور نبی کا نفسیاتی تجزیہ	۲۴
تخمِ نبوت (۲۵)	
ایک مثال کے ذریعہ وضاحت	۲۶
ایک شبہ کا جواب	۲۶
قربِ نبوت (۲۷)	
تخمِ نبوت کی تربیت کی پہلی شکل	۲۷
تخمِ نبوت کی تربیت کی دوسری شکل	۲۹
وقتِ نبوّت (۳۱)	
نبوت کی قابلیت کیوں کر پیدا ہوئی	۳۱
نبوت کی قابلیت میں بشریت ختم نہیں ہوئی	۳۲
قابلیت کے بعد باضابطہ فیض رسانی شروع ہو گئی	۳۴
فیض رسانی کے وقت بعض کیفیات کی توجیہہ	۳۵
یہ فیض رسانی اللہ کی طرف سے ہوتی تھی	۳۶
متعلقہ حدیثیں	۳۷
حضرت عمرؓ کے تائیدی اقوال	۳۸
اللہ کی حفاظت و نگرانی ہوتی تھی	۳۸
فیض رسانی اللہ کی معرفت اور تربیت کے پروگرام سے متعلق تھی،	۳۹

Marfat.com

متعلقہ حدیثیں	۴۰	قرآن حکیم میں ازالہ نہیں بلکہ امالہ کی ضرورت ہے	۵۸
دو مثالوں کے ذریعہ وضاحت	۴۲	ایک مثال سے وضاحت	۵۹
ختمِ نبوت (۴۴)	۴۴	ثبوت میں ایک آیت	۵۹
تاریخِ انسانی کے دو بڑے حصے	″	لفظ تبدیلی کا استعمال	۶۰
قبل ختمِ نبوت	۴۵	رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں سے اوصاف میں تبدیلی کی مثالیں	۶۱
بعد ختمِ نبوت	″		
ختمِ نبوت سے متعلق آیتیں	۴۷	صحابہ رضؓ کے فیصلوں سے اوصاف کی تبدیلی کی مثالیں	۶۳
متعلقہ حدیثیں	۴۸		
ختمِ نبوت پر فیض رسانی	۴۹	متقدمین کے نزدیک نسخ کا استعمال	۶۵
اس فیض پر رسول ﷺ اللہ کی شہادت	۵۰	اوصاف میں تبدیلی ہی سے قرآن کی آخری و دوامی شکل برقرار رہتی ہے	۶۶
شاہد علی الشاہد کی حیثیت	۵۱		
درک و بصیرت کا کام	۵۲	**شعورِ نبوت (۶۷)**	
علماء انبیاء کے وارث	۵۳	شعورِ نبوت کا ثبوت	۶۷
وارث بنانے کا مقصد		حکمت کا مفہوم	۶۸
علمِ نبوت (۵۴)	۵۵	حکمت، علم و فہم کا نہایت اونچا درجہ ہے	۷۰
قرآنِ حکیم کی آخری اور دوامی شکل	۵۵	نبوت، کمالِ حکمت پر فائز ہوتی ہے	۷۱
پہلی کتابوں کا ذکر	۵۵	کمالِ حکمت میں نورانی شعاع کی آمیزش	۷۲
متعلقہ حدیثیں	۵۶	شعورِ نبوت کے تکوینی اجزاء	″
پہلی کتابوں میں نسخ و نسیان کا ذکر	۵۷	شعورِ نبوت کی خصوصیات	۷۳
بحیثیت مجموعی کتابوں پر ایمان لانے کا حکم	۵۸	آیتوں میں شعورِ نبوت کی طرف اشارہ	۷۳
نسخ کی حقیقت			

Marfat.com

شعورِ نبوت کے ادراک و مشاہدہ میں کوئی شریک نہیں ہے۔	۷۴	فرشتے اللہ کی مرضی و مشیت کے مکمل تابع ہیں	۹۲
اس ادارک و مشاہدہ کی رسائی ماورائے عقل تک ہے۔	۷۴	**فہم حدیث (۹۴)**	
شعورِ نبوت اور عقل میں ٹکراؤ نہیں ہے	۷۶	فہم حدیث کا تعلق حدیث کی معنویت سے ہے	۹۴
شعورِ نبوت دین و شریعت سے متعلق حدیثوں کا سرچشمہ ہے	۷۷	معنویت حاصل کرنے میں شعورِ نبوت کی برتری	۹۵
عقلی بشری دُنیوی حالات سے متعلق حدیثوں کا سرچشمہ ہے	۷۸	چند حقائق کی موجودگی میں کوشش کی ناکامی	۹۶
سفارت (۸۰)		قرآن مقاصد و مصالح اور اصول و کلّیات کی کتاب ہے	۹۸
فرشتوں سے مراد	۸۰	اس سے معنویت حاصل کرنے کا طریقہ	۹۸
فرشتوں کے سپرد مختلف کام	״	اس طریقہ میں تقدیم و تاخیر کی بحث بے سود ہے۔	۹۹
کائنات میں نورانی و مادّی دو قسم کی قوتیں	۸۲	آیتوں اور حدیثوں کی کمی بیشی کی بحث بھی بے سود ہے۔	۱۰۰
اصل اللہ کی مرضی و مشیت اور حکم ہے۔	۸۳	نفسی قوتوں کے خواص و اثرات	۱۰۲
مرضی و مشیت اور حکم کی پہلے اطلاع غالباً ملأ اعلیٰ کو ہوتی ہے	۸۴	نفسی بنیادی قوتوں سے متعلق آیتیں	۱۰۳
موقع کی مناسبت سے چند حدیثیں	۸۴	معنویت حاصل کرنے والی حدیثیں	۱۰۳
حکم و فیصلہ کے وقت فرشتوں کی کیفیت	۸۵	معنوی دلالت کی تشریح	۱۰۵
حکم و فیصلہ کی بعض مثالیں	۸۶	فطرت کی لغوی و اصطلاحی تحقیق	۱۰۶
نورانی سبب کی طرف بعض اشارات	۸۸		
شاہ ولی اللہ کے بیان سے مزید وضاحت	۹۱		

Marfat.com

شاکلہ کی لغوی واصطلاحی تحقیق	۱۰۹
جبلّت کی لغوی واصطلاحی تحقیق	۱۱۱
مزید اخذ واستنباط	۱۱۲
نفسیاتی بنیادوں کے درجات میں تفاوت ہوتا ہے	۱۱۳
امتزاج کے بعد ان میں پیچیدگی پیدا ہوتی ہے	۱۱۳
امتزاج کے بعد شاکلہ کی بیشمار قسمیں وجود میں آتی ہیں۔	۱۱۴
ابتدائی دو بڑی قسمیں	۱۱۵
ہر ایک کی چار بڑی شکلیں	۱۱۵
انسانی اور حیوانی بنیادوں کے انفرادی خواص	۱۱۶
نزاع وکشمکش والی چار بڑی شکلوں کے خواص واثرات	۱۱۷
مصالحت والی چار بڑی شکلوں کے خواص واثرات	۱۱۷
ان خواص واثرات پر نظامِ عالم موقوف ہے	۱۱۸
ان کے بارے میں قدرت کا احساس حد درجہ نازک ہے	۱۱۹
نیکی وبدی کے تار (۱۲۰)	
چند وہ قوتیں جن سے نیکی وبدی کے تار کا اصل تعلق ہے	۱۲۰
روح میں نورانی بنیاد کی آمیزش	۱۲۱
روح کی مختلف گروپ میں تقسیم	۱۲۲
اہلِ علم کے چند اقوال	۱۲۲
روح کے دو حصّے	۱۲۳
عقل میں نورانی بنیاد کی آمیزش	۱۲۴
عقل کا اشرف ترین ثمرہ	۱۲۵
عقل کے دو حصّے	۱۲۵
عقل سے متعلق چند حدیثوں کی وضاحت	۱۲۶
قلب میں نورانی بنیاد کی آمیزش	۱۲۷
قلب میں نیکی وبدی دونوں کی صلاحیتیں	۱۲۸
قلب، علم وادراک کا ذریعہ بھی ہے	۱۲۸
نفس میں نورانی بنیاد کی آمیزش	۱۲۹
ایک حدیث میں نورانی ومادّی بنیاد کی طرف اشارہ	۱۳۰
علامہ ابن قیمؒ کے بیان سے تائید	۱۳۱
نیکی وبدی کے تار کو غذا وقوت کا فطری انتظام	۱۳۱
نیکی وبدی کے تار کو وراثت کے ذریعہ غذا وقوت	۱۳۲
دونوں تاروں کو ماحول کے ذریعہ غذا وقوت	۱۳۴
جوہر انسانیت کا تربیتی پروگرام (۱۳۶)	
جوہر انسانیت کا وجود	۱۳۶

Marfat.com

تربیت کے لئے مستقل پروگرام کی تجویز	۱۳۷	کفر سے متعلق آیتیں اور حدیثیں	۱۵۴
تربیت کے لئے جامع لفظ تزکیہ ہے	۱۳۷	شرک سے متعلق آیتیں اور حدیثیں	۱۵۵
تزکیہ کے لغوی واصطلاحی معنی	۱۳۸	شرک خفی کا تعلق فسادنیت سے ہے	۱۵۷
تزکیہ کے لئے شعور نبوت کی اہمیت	۱۴۰	شرک خفی سے متعلق حدیثیں	۱۵۸
طبیب حاذق کے کام سے ایک گونہ مشابہت	۱۴۰	نفاق سے محبت کی حس کند ہوجاتی اور کشش مضمحل ہوجاتی ہے	۱۶۰
نفسی زندگی جسمانی سے کہیں زیادہ باریک ہے	۱۴۱		
تربیتی پروگرام کا اجمالی خاکہ	۱۴۱	نفاق کا تعلق قلب سے ہے	۱۶۱
ایمان واعتقاد سے متعلق دین کی بنیادی باتیں	۱۴۲	نفاق سے متعلق چند حدیثیں	۱۶۲
ایمان واعتقاد کی حقیقت	۱۴۳	نفاق کا اعلیٰ درجہ کفر سے بدتر ہے	۱۶۴
جن پر ایمان لانے کا حکم ہے	۱۴۴	نفاق کا ادنی درجہ فسق کے مساوی ہے	۱۶۵
ثبوت میں آیتیں	۱۴۴	فسق کا تعلق نفسِ امارہ سے ہے	۱۶۶
ایمان باللہ اصل ہے	۱۴۶	نفاق کے اسباب	۱۶۶
اسکے ذریعہ نورانی بنیاد کو غذا وقوت پہنچتی ہے	۱۴۶	اصل سبب	۱۶۷
تحت الشعور کے جذبۂ محبت سے رابطہ قائم ہوتا ہے	۱۴۷	طہارت اور پاکی سے متعلق دین کی بنیادی باتیں	۱۶۷
محبت کے چند اثرات	۱۴۸		
انسان کے حسنِ عمل کو بقاء ودوام کی سعادت سے نوازتا ہے	۱۵۰	عبادت وطاعت سے متعلق دین کی بنیادی باتیں	۱۶۹
حسنِ عمل کی ایک تعبیر	۱۵۲		
شرک کی پیوندکاری سے رشتہ کی نورانی خاصیت سلب ہوجاتی ہے	۱۵۳	نیکی وبدی سے متعلق دین کی بنیادی باتیں	۱۷۱
روح اور عقل دونوں کی نورانی حقیقت پائمال ہوتی ہے	۱۵۳	پاکیزہ وگندی چیزوں سے متعلق دین کی بنیادی باتیں	۱۷۲

Marfat.com

تربیت کا اثر کس قسم کے خواص واثرات میں ظاہر ہوتا ہے	۱۷۴	رکاکت کے تحت چند موضوع حدیثیں	۱۹۳
ایک شبہ کا جواب	۱۷۵	رسول اللہ کیطرف منسوب حدیث میں خوبصورت چہرہ کی تعریف مختلف انداز سے ہو	۱۹۵
نیکی وبدی کا دائرۂ کار	۱۷۶	اس کے تحت چند موضوع حدیثیں	۱۹۶
نقدِ حدیث	(۱۷۸)	رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب حدیث میں مختلف پیشے اختیار کرنے والوں کی برائی ہو	۱۹۸
داخلی نقدِ حدیث	۱۷۸	اس کے تحت چند موضوع حدیثیں	۱۹۸
قرآن حکیم میں داخلی نقد کی بنیاد	۱۸۰	رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب حدیث میں خاندان قوم اور شہر کی برائی ہو۔	۲۰۰
سنتِ نبوی ﷺ میں داخلی نقد کی بنیاد	۱۸۱	اس کے تحت چند موضوع حدیثیں	۲۰۱
صحابہؓ کے فرمودات میں داخلی نقد کی بنیاد	۱۸۳	رسول اللہ ﷺ کیطرف منسوب حدیث میں بے ڈھنگی اور اوٹ پٹانگ باتیں پائی جائیں	۲۰۲
محدثین نے داخلی نقد سے دریغ نہیں کیا	۱۸۴	اس کے تحت چند موضوع حدیثیں	۲۰۳
محدثین کی زیادہ توجہ جمع حدیث وخارجی نقدِ حدیث پر تھی	۱۸۶	رسول اللہ ﷺ کیطرف منسوب حدیث میں لغویت	۲۰۴
فقہاء کی زیادہ توجہ داخلی نقدِ حدیث پر تھی	۱۸۷	تمسخر، کم عقلی اور بیوقوفی کی بات پائی جائے	۲۰۴
حدیث سے دلچسپی رکھنے والوں کے تین گروہ	۱۷۸	اس کے تحت چند موضوع حدیثیں	۲۰۵
کم وبیش ہر گروہ کو درایت سے دلچسپی تھی	۱۸۹	رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کے واقعہ میں شانِ نبوت پر حرف آئے اور معیارِ نبوت برقرار نہ رہے۔	۲۰۷
حدیث کی شناخت کے لئے فنی ذوق کی ضرورت	۱۹۰	رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب حدیث	۲۰۹
داخلی نقدِ حدیث کے اصول وضوابط	۱۹۱	کلامِ انبیاء کے مشابہ نہ ہو	۲۰۹
رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب حدیث میں رکاکت پائی جاتی ہو	۱۹۱		
لفظی رکاکت	۱۹۱		
معنوی رکاکت	۱۹۲		
	۱۹۲		

Marfat.com

آدم کے قبول توبہ کا ایک موضوع واقعہ	۲۰۹	شہوت وفساد کی داعی ہو ا	۲۲۴
عرشِ معلیٰ پر جانے کی روایت موضوع ہے	۲۱۰	اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں	۲۲۵
علم وحسن سے متعلق بعض موضوع روایتیں		رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب حدیث	
خرقۂ صوفیہ کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف صحیح نہیں ہے	۲۱۲	قواعد طب کے خلاف ہو	۲۲۷
		اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں	۲۲۷
حضرت علی رضؓ کا حضرت حسن رحؒ بصری کو خرقہ پہنانا ثابت نہیں ہے۔	۲۱۲	قواعد طب کے موافق حدیثوں کی حیثیت	۲۲۸
		رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب حدیث	
فقرائے صوفیہ سے متعلق بعض موضوع روایتیں	۲۱۳	تاریخی حقائق کے خلاف ہو	۲۲۹
رسول اللہ کی طرف منسوب حدیث فی نفسہ باطل ہو۔	۲۱۳	اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں	۲۳۰
		رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب حدیث	
اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں	۲۱۴	کے خلاف صحیح شواہد موجود ہوں	۲۳۲
رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب حدیث محسوس عام مشاہدہ اور عادت کے خلاف ہو	۲۱۶	اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں	۲۳۲
		رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب حدیث	
اس حدیث کے تحت چند موضوع روایتیں	۲۱۶	اللہ کی تنزیہ وکمال کے خلاف ہو	۲۳۴
رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب حدیث عقل عام		اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں	۲۳۴
کے خلاف ہو	۲۱۸	رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب حدیث	
اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں	۲۲۰	صراحتِ قرآن کے خلاف ہو	۲۳۷
رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب حدیث حکمت و		اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں	۲۳۷
اخلاق کے اصول کے خلاف ہو	۲۲۲	رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب حدیث	
اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں	۲۲۲	سنتِ صریحہ کو توڑنے والی ہو	۲۳۹
رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب حدیث		اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں	۲۴۰

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب حدیث قرآن و سنت کے قواعد کے خلاف ہو ۲۴۱

اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں ۲۴۱

رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب حدیث میں پیشین گوئی ماہ اور سن کے تعین کے ساتھ ہو ۲۴۳

اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں ۲۴۴

رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب حدیث میں چھوٹے کام پر بڑے بھاری ثواب کی بشارت ہو ۲۴۶

اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں ۲۴۶

رسول اللہ کی طرف منسوب حدیث میں چھوٹی بات پر سخت وعید کا مبالغہ ہو ۲۴۸

اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں ۲۴۸

رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب حدیث میں مفاد، عصبیت اور اختلاف کو دخل ہو ۲۵۰

اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں ۲۵۱

گروہی عصبیت کے تحت چند موضوع روایتیں ۲۵۳

اختلاف دین کے تحت چند موضوع روایتیں ۲۵۳

اختلاف مسلک کے تحت چند موضوع روایتیں ۲۵۴

خارجی نقد کے بعض اصول داخلی نقد کے ساتھ خاص ہیں ۲۵۹

خارجی نقد کے بعض اصول دونوں میں مشترک ہیں ۲۶۲

اکثر و بیشتر خارجی و داخلی نقد میں ٹکراؤ نہیں ہوتا ۲۶۶

ٹکراؤ کی پہلی صورت ۲۶۷

اس کی دو شکلیں ۲۶۸

ٹکراؤ کی دوسری صورت ۲۷۰

اس کی ایک شکل ۲۷۰

ٹکراؤ پر نقد حدیث کا ماہر ہی قابو پا سکتا ہے ۲۷۱

غیر مستند کتب حدیث کی روایت میں ٹکراؤ دور کرنے کا طریقہ۔ ۲۷۲

کتبِ حدیث کی تقسیم ۲۷۴

مستند کتب حدیث کی روایت میں ٹکراؤ دور کرنے کا طریقہ۔ ۲۷۵

داخلی نقد کی فوقیت کے دلائل ۲۷۶

حق و انصاف کی بات ۲۷۸

شعورِ نبوت کی خصوصیت ۲۷۹

نقد و تحقیق میں افراط و تفریط کے دو گروہ ۲۸۰

عدل و اعتدال کی راہ ۲۸۴

مصنف کے مختصر حالات زندگی ۲۸۵

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

ہماری زبان میں روایتِ حدیث پر تو کام ہوتا رہا لیکن درایتِ حدیث پر کام کا تسلسل نہ جاری رہ سکا جس کی وجہ سے حدیث کی شناخت اور موقع محل کی تعیین میں دشواری پیش آتی رہی اور حدیث کی افادیت گویا ایک دَورِ زمانہ تک محدود ہو گئی۔

ادھر مستشرقین نے نقدِ حدیث پر جس انداز سے کام کیا اس میں حدیث کی اصلی صورت ہی مسخ ہو گئی (غالباً مستشرقین کا مقصد ہی یہی تھا، علمی تحقیق و تدقیق نہ تھا) جس کے بعد قرآن فہمی اور اس کی تشریح و توضیح کا کوئی ایسا معیار نہ باقی رہا کہ جس کی صحت کی ضمانت ہو۔

"حدیث" جس انداز کی علمی و عملی تشریح و توضیح اور قرآن فہمی کے لئے معیار ہے اس کی تفصیل کتاب کے صفحات میں ملے گی، ذیل میں چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں جس سے تشریحاتِ نبوی کی نوعیت ظاہر ہوتی اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس نوعیت کا کام شعورِ نبوت کے بغیر نہیں انجام پا سکتا۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے اصطلاحی الفاظ "ایمان، اسلام، صلوٰۃ، زکوٰۃ، صوم، حج، قربانی اور جہاد" وغیرہ کا مفہوم متعین کیا اور ان کی صحیح عملی کیفیت بیان کی۔

(۲) غیر اصطلاحی الفاظ کے معنی بیان کئے مثلاً: اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ (انعام ع ۹) (جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان میں ظلم کو نہیں ملایا) میں ظلم کے معنی شرک بیان کئے ہیں۔

(۳) جملوں کی تشریح کی جیسے "کُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ

Marfat.com

الْاَسْوَدِ " (بقرہ ع ۲۳) میں خیط ابیض اور خیط اسود سے رات کی تاریکی اور دن کی سفیدی مراد لی، پھر بعد میں "من الفجر" کا نزول ہوا)۔

(۴) آیتوں کی وضاحت کی مثلاً: اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (توبہ ع ۴) (انہوں نے اللہ کے سوا اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنالیا) کے متعلق فرمایا کہ حقیقۃً رب بنانا نہیں مراد ہے بلکہ جائز و ناجائز اور حلال و حرام کرنے میں احبار و رہبان کا حق تسلیم کرنا مراد ہے۔

(۵) آیتوں کے شانِ نزول بیان کئے مثلاً وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا (توبہ ع ۱۴) (ان تینوں آدمیوں کی توبہ قبول کی گئی جو پیچھے رہ گئے تھے) میں تین آدمی کعبؓ بن مالک، ہلالؓ بن امیہ اور مرارہؓ بن ربیع کی تعیین فرمائی۔

(۶) اشکال کے جواب دیئے۔ مثلاً: يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ (مریم ع ۲) (اے ہارون کی بہن) فرمایا کہ ہارون سے مراد نبی نہیں بلکہ دوسرا شخص ہے، اسی طرح مرنے کے بعد دوسری زندگی کے بارے میں طرح طرح کے اشکالات کے جواب دیئے۔

(۷) مجمل آیتوں کی تشریح کی جس کے بغیر صحیح مفہوم سے واقفیت دشوار تھی، مثلاً: معروف منکر، طیبات اور خبائث وغیرہ کے تحت بہت سی مروّجہ چیزوں کا حکم بیان کیا۔

(۸) مطلق آیتوں کو موقع و محل کے لحاظ سے مقیّد کیا، مثلاً جرائم کی سزاؤں سے متعلق آیتوں کو موقع و محل کے لحاظ سے مقیّد کرکے ان پر عمل درآمد واضح کیا۔

(۹) احکام کی شرطیں، رکاوٹیں اور قیدیں وغیرہ بیان کیں جن کے بغیر ان پر عمل دشوار تھا۔ مثلاً: نکاح، طلاق، خرید و فروخت وغیرہ معاملات کی تفصیل جس سے صحیح و غلط حلال و حرام کے درمیان امتیاز قائم ہوا۔

(۱۰) نئے احکام بیان کئے جن کا صریح ذکر اگرچہ قرآن میں نہیں ہے لیکن وہ اس سے مستنبط ہوتے ہیں۔ مثلاً: پھوپھی کی موجودگی میں بھتیجی سے نکاح یا خالہ کی موجودگی میں بھانجی سے

Marfat.com

نکاح حرام قرار دیا وغیرہ۔

(۱۱) جزئی احکام کے موقع و محل متعیّن کئے جیسے تیمم و نماز قصر کے مواقع بیان کئے اور شرعی رخصتوں کے بھی محل متعین کئے کہ کس جگہ ان رخصتوں پر عمل کرنے کی اجازت ہے اور کس جگہ نہیں ہے۔

(۱۲) اصول و کلیات کو مثال کے ذریعہ واضح کیا جس سے قیاس و استنباط کی راہیں کھلیں مثلاً: پالتو گدھے، دانتوں سے شکار کرنے والے درندے اور پنجہ سے شکار کرنے والے پرندوں کو خبائث میں شامل کر کے حرام قرار دیا۔

(۱۳) اصل کو فرع پر منطبق کر کے دکھایا اور اس کے حدود قیود بتائے جس سے دوسری فرع کا حکم نکالنے میں سہولت ہوئی جیسے اصل، ناحق مال کھانے کی ممانعت ہے، مروجہ معاملات، فرع ہیں ناحق مال کھانے کی صورت جس معاملہ میں پائی گئی آپ نے اس سے منع فرمایا۔

(۱۴) جزئیات پر مشتمل عام قاعدہ کی تشکیل کی جس سے مصالح مرسلہ وغیرہ (فقہ کے اہم اصول) میں کام لیا گیا مثلاً:

لَاضَرَرَ ولاضِرارَ فِی الْاِسلام	اسلام میں نہ نقصان اٹھانا ہے اور نہ نقصان پہنچانا ہے۔
الضرر یُزال	نقصان دور کیا جائے۔
المشقة تجلب التیسیر	مشقت آسانی کھینچتی ہے۔

(۱۵) قرآن حکیم میں جن مصالح و مقاصد کو ملحوظ رکھ کر احکام و اصول مقرر کئے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیش نظر بہت سے جزئی احکام بیان کئے جن سے اجتہاد کا دروازہ وسیع ہوا اور شرعی احکام کو بر محل منطبق کرنے میں سہولت ہوئی وغیرہ۔

اس میں شک نہیں کہ مستشرقین کا رویہ اب معذرت خواہانہ ہو گیا ہے اور وہ اعتراف کرنے لگے ہیں کہ نقدِ حدیث پر جو کام کیا گیا اس میں رسول اللہ کی ذات کو اخلاص کے ساتھ

Marfat.com

قرآن کی روشنی میں نہیں دیکھا گیا اور نہ قرآن کو مقدس کتاب ہی تسلیم کیا گیا لیکن جو زہر وہ پھیلا چکے ہیں اس کے اثرات ایک عرصہ تک باقی رہیں گے اور ہمارا تعلیم یافتہ طبقہ جس کی جڑیں مضبوط نہیں ہیں اس سے متاثر ہوتا رہے گا۔ اس بنا پر اور نقدِ حدیث پر مستشرقین نے جو کام کیا ہے (جن میں گولڈزیہر اور جوزف شاخت سرفہرست ہیں) اس کا جائزہ لینے اور جواب دینے کی شدید ضرورت ہے۔

اس سلسلہ میں اہل علم کی کوششیں قابل قدر ہونے کے باوجود ابھی مزید کام کی شدید ضرورت باقی ہے جس کی طرف اولین فرصت میں اہل علم کو توجہ کرنی چاہیئے۔

یہ کتاب درایتِ حدیث پر پیش کی جارہی ہے جس میں حدیث کی اصلی صورت اور اس کا "درایتی معیار" واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اللہ سے بصد عجز و زاری درخواست ہے کہ اپنے حقیر و ناتواں بندہ کی اس ناچیز کوشش کو قبول فرمائے اور مزید کام کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

میری طلب بھی ترے ہی کرم کا صدقہ ہے
قدم یہ اٹھتے نہیں خود، اٹھائے جاتے ہیں

محمد تقی امینی

Marfat.com

درایَت کا مفہُوم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دین وشریعت سے متعلق جو کچھ منسوب ہوا اس کو "حدیث" کہتے ہیں، اس نسبت کی صحت کو جانچنے کے لئے اہلِ علم نے ایک معیار مقرر کیا ہے، جس کا نام "درایتی معیار" ہے۔

درایت کے لغوی معنٰی | لغت میں درایت کے معنیٰ "معرفت" ہیں[1]۔

حدیث کی صحیح معرفت اسی صورت میں ممکن ہے جب کہ راوی (حدیث نقل کرنے والا) اور مروی (حدیث) دونوں سے متعلق پوری معلومات ہوں، یعنی راوی کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ کب اور کہاں پیدا ہوا؟ اس کا حافظہ قوی تھا، یا کمزور، نظر سطحی تھی یا گہری، فقیہ تھا یا غیر فقیہ، جاہل تھا یا عالم، اخلاق وکردار کیسے تھے؟ ذرائع معاش اور مشاغل کیا تھے؟ روایت کرنے میں مقررہ شرطوں کا لحاظ کیا ہے یا نہیں؟ اس طرح مروی کے بارے میں معلوم ہو کہ اس کے الفاظ وجملوں میں کسی قسم کی خامی وکمزوری یا مقررہ قواعد کی خلاف ورزی تو نہیں پائی جاتی ہے، معانی ومفہوم میں عقل، مشاہدہ، تجربہ، زمانہ کے طبعی تقاضے، کسی مسلّمہ اصول اور قرآنی تصریحات کی خلاف ورزی تو نہیں لازم آتی ہے جن سے کسی طرح بھی شانِ نبوتؐ پر حرف آئے یا فرموداتِ نبویؐ میں سطحیت ظاہر ہونے کا اندیشہ ہو۔

---

[1] راغب اصفہانی: المفردات فی غریب القرآن۔ ابن منظور: لسان العرب۔

درایت کی اصطلاحی تعریف دو طرح منقول ہے :۔

(۱) عام اور (۲) خاص۔ "عام" وہ ہے جس کا تعلق راوی اور مروی دونوں کی معرفت سے ہے اور "خاص" وہ ہے جس کا تعلق صرف "مروی" کی معرفت سے ہے۔

درایت کی عام اصطلاحی تعریف

عام کے تحت اس قسم کی تعریفیں آتی ہیں۔ مثلاً طاہرؒ بن صالح الجزائری الدمشقی کہتے ہیں :۔

علم دراية الحديث علم يعرف منه انواع الرّواية واحكامها وشروط الرواة واصناف المرويات واستخراج معانيها[1]	درایتِ حدیث وہ علم ہے جس سے راوی کی شرطیں، روایت کی قسمیں اور اس کے احکام کی معرفت ہوتی ہے نیز مرویات کی قسمیں اور ان کے معانی کے استخراج کا علم ہوتا ہے۔

ابن الاکفانیؒ اور جلالؒ الدین السیوطی کے بھی تقریباً یہی الفاظ ہیں[2]۔

عزالدینؒ ابن جماعہؒ کہتے ہیں :۔

علم الحديث دراية علم بقوانين يعرف بها احوال السند والمتن[3]۔	درایتی علمِ حدیث ان قوانین کے جاننے کو کہتے ہیں جن کے ذریعہ سند اور متن کے احوال کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

زین الدین بن علیؒ کہتے ہیں :۔

دراية الحديث وهو علم يبحث فيه عن متن الحديث	درایت حدیث وہ علم ہے جس میں حدیث کے متن اور اس کی سند سے بحث ہوتی

---

[1] طاہر بن صالح، احمد الجزائری الدمشقی "توجیہ النظر الی اصول الاثر" الفائدۃ الثالثہ۔ [2] ارشاد المقاصد از مقدمہ تحفۃ الاحوذی (عبدالرحمٰن مبارکپوری) الباب الاول الفصل الاول۔ جلال الدین السیوطی تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی مقدمۃ المؤلف۔ [3] نورالدین عتر الدخل۔ مقدمۃ علوم الحدیث لابن الصلاح۔

وطرقہ من صحیحها وسقمها وعلمها وما یحتاج الیہ۔[1]

اور حدیث کی صحت وسقم کا پتہ چلتا ہے، نیز جن چیزوں کی معلومات ضروری ہیں ان کے متعلق علم ہوتا ہے۔

درایت کی خاص اصطلاحی تعریف

خاص کے تحت یہ تعریفیں ہیں مثلاً طاش کبری زادہ کہتے ہیں:-

هو علم باحث عن المعنى المفهوم من الفاظ الحديث وعن المراد منها مبنيًا على قواعد العربية و ضوابط الشريعة ومطابقا لاحوال النبى صلى الله عليه وسلم۔[2]

درایت حدیث وہ علم ہے، جس میں الفاظ حدیث سے سمجھے گئے مفہوم ومراد سے بحث ہوتی ہے، جب کہ وہ عربی قواعد وشرعی ضوابط پر مبنی اور رسول اللہ ﷺ کے احوال کے مطابق ہوں۔

حاجی خلیفہ (صاحبِ کشف الظنون) اور نواب صدیق حسن خاں سے بعینہ یہی تعریف منقول ہے۔[3]

اس کی تائید، درایت کے "موضوع" سے بھی ہوتی ہے۔

وموضوعها احاديث الرسول صلى الله عليه وسلم من حيث دلالتها على المفهوم او المراد۔[4]

رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں، مفہوم یا مراد پر ان کی دلالت کی حیثیت سے درایت کا موضوع ہیں۔

علم درایت کے اصلاً دو جزو ہیں

مذکورہ مختلف تعریفوں سے ظاہر ہے کہ علم درایت کے اصلاً دو جزو ہیں۔

---

[1] زین الدین بن علی بن محمد شرح البدایہ فی علم الدرایہ (مخطوطہ آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) [2] طاش کبری زادہ مفتاح السعادہ ومصباح السیادہ، درایۃ الحدیث۔ [3] حاجی خلیفہ۔ کشف الظنون ج۔ ا علم الحدیث نواب صدیق حسن خان ابجد العلوم ج ۲۔ علم الحدیث الشریف [4] کشف الظنون ج۔ ا علم الحدیث

Marfat.com

(۱) فہمِ حدیث اور

(۲) نقدِ حدیث

لیکن ان دونوں کی بحث اس وقت تک بے معنیٰ رہتی ہے جب تک حدیث کے سرچشمہ سے واقفیت نہ ہو۔ اس بناء پر درایتی معیار کو درج ذیل مباحث میں تقسیم کیا جاتا ہے :۔

(۱) نبوّت

(۲) علمِ نبوت

(۳) شعورِ نبوّت

(۴) سفارت

(۵) فہمِ حدیث اور

(۶) نقدِ حدیث

آگے کی تفصیل سے واضح ہوگا کہ یہ سب مباحث درایت کے مفہوم میں داخل ہیں جن کے بغیر حدیث کی صحیح معرفت ناممکن ہے۔

Marfat.com

۱۔ نبوّت

عہدہ اور منصب کے لحاظ سے نبوت و رسالت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ عام طور سے دونوں کے درمیان جو مختلف فرق بیان کئے جاتے اور کتابوں میں موجود ہیں تحقیق و تلاش کے باوجود ان کی بنیاد قرآن کی کسی آیت یا صحیح حدیث میں نہ مل سکی۔ اس بناء پر فرق کی تفصیلات کو قصداً نظر انداز کیا جا رہا ہے۔

رسول کی تحقیق

رسول کی لغوی و اصطلاحی تحقیق یہ ہے:۔ رسول، رسالت سے ہے۔ لغت میں جس کے معنیٰ بھیجنا اور اصطلاحی معنیٰ:۔

سفارۃ العبد بین اللہ و	اللہ اور عقل والوں کے درمیان سفارت
بین ذوی العقول لیزیل بہا	ہے تاکہ اللہ اس کے ذریعہ انکی بیماریاں
عللھم و یعلمھم ما قصرت	زائل کر دے اور دنیا و آخرت کی جن مصلحتوں
عنہ عقولھم من مصالح	کے سمجھنے میں ان کی عقلیں ناکام ہیں ان
الدنیا و الاٰخرۃ۔[1]	کی اطلاع دے۔

رُسُل۔ رسول کی جمع ہے۔ جس کے لغوی معنی:۔

الّذی یتابع اخبار	وہ شخص جو اپنے بھیجنے والے کی خبروں
الّذی بعثہ۔[2]	کی اتباع کرتا ہے۔

---

[1] عبدالنبی احمد نگری "دستور العلماء ج ۲ الراء مع السین۔ [2] ابن منظور۔ لسان العرب فصل الراء حرف اللام

Marfat.com

لیکن یہاں وہ رسول مراد ہیں جن کو اللہ نے اپنی، معرفت اور جوہر انسانیت کی تربیت کے پروگرام کے ساتھ بندوں کی طرف بھیجا۔

انسان بعثه الله الی الخلق لتبلیغ الاحکام[1]

وہ انسان جس کو اللہ نے مخلوق کی طرف تبلیغ احکام کے لئے بھیجا۔

آیتیں اور حدیثیں

قرآنِ حکیم میں مختلف پیغمبروں کی زبانی یہ الفاظ ہیں:۔

وَلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ (الاعراف ع ۸)

لیکن میں رب العلمین کی طرف سے رسول ہوں۔

وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ (الاعراف ع ۱۳)

موسیٰؑ نے کہا کہ اے فرعون میں رب العلمین کی طرف سے رسول ہوں۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (آل عمران ع ۱۵)

محمدؐ تو ایک رسول ہیں آپ سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انا رسول الله بعثنی الی العباد ادعوهم اِلیٰ ان یعبدوا الله ولا یشرکوا به واُنزل علیّ کتاب۔ (مسند احمد بن حنبل ج ۵ حدیث محمود بن لبید)

میں اللہ کا رسول ہوں۔ مجھ کو اس نے بندوں کی طرف بھیجا۔ میں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور میرے اوپر کتاب اتاری گئی۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر آپؐ نے فرمایا:۔

واللہ اِنی رسول الله وَاِن کذبتمونی (بخاری ج ۱ کتاب الشرط)

خدا کی قسم میں اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم مجھ کو جھٹلاؤ۔

---

[1] شریف علی بن محمد جرجانی۔ کتاب التعریفات باب الراء۔

نبی کی تحقیق "نبی" کی لغوی واصطلاحی تحقیق یہ ہے:

"نبی" نبأ۔ سے ہے جس کے معنی خبر اور نبی کے معنی خبر دینے والے کے ہیں لیکن ہر خبر کو "نبأ" نہیں کہتے بلکہ جس سے یہ تین باتیں حاصل ہوں وہ "نبأ" ہے۔

۱۔ عظیم فائدہ

۲۔ یقین یا

۳۔ غلبۂ ظن[1]

بعض علمار لغت نے "نبی" کا مادہ نَبُوَۃٌ تسلیم کیا ہے جس کے معنیٰ رفعت وبلندی ہے۔

وسمّی نبیّا لرفعة محلّہٖ عن سائر الناس[2]	نبی کا مقام تمام لوگوں سے بلند ہوتا ہے اس لئے اس کو نبی کہتے ہیں۔

رسالت کی طرح نبوّت بھی سفارت ہے:

سفارة بین اللّٰہ وبین ذوی العقول من عبادہ لازالة علّلھم فی امر معادھم ومعاشھم[3]	دنیا وآخرت کے معاملہ میں بندوں کی بیماریاں دور کرنے کے لئے اللہ اور عقل والوں کے درمیان سفارت ہے۔

نبی کے اصطلاحی معنیٰ وہی ہیں جو رسول کے ہیں۔

انسان بعثہ اللّٰہ تعالیٰ اِلی الخلق لتبلیغ الاحکام[4]	وہ انسان جس کو اللہ نے تبلیغ احکام کے لئے مخلوق کی طرف بھیجا۔

دونوں کے اطلاق میں بھی کوئی فرق نہیں ہے:

ثم المعروف فی الشرع اطلاق الرّسول والنّبی علیٰ کلّ من	شریعت میں رسول اور نبی کا اطلاق ہر اس شخص کے بارے میں مشہور ہے جو

---

[1] [2] راغب اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن نبأ۔ نبی۔ [3] ایضاً۔ [4] عبدالنبی احمد نگری دستور العلمار ج ۳ النون مع الباء۔

Marfat.com

ارسل الی الخلق[1] مخلوق کی طرف بھیجا جاتا ہے۔

آیتیں اور حدیثیں

قرآن حکیم میں ہے:

فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ (البقرہ رکوع ۲۶)

پھر اللہ نے نبی بھیجے خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے اور ان کے ساتھ سچی کتاب اتاری۔

حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحٰقؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت نوحؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت ایوبؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت ہارونؑ، حضرتِ زکریاؑ، حضرت یحییٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت الیاسؑ، حضرت اسمٰعیلؑ، حضرت الیسعؑ، حضرتِ یونسؑ، اور حضرت لوطؑ علیہم السلام کے ذکر کے بعد قرآن حکیم میں ہے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ (الانعام رکوع ۱۰)

یہ وہ لوگ تھے جن کو ہم نے کتاب فہم (قوت فیصلہ) اور نبوت عطا کی۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ (الاحزاب ع ۱)

اے نبیؐ! اللہ سے ڈریئے اور کافروں اور منافقوں کی اطاعت نہ کیجئے۔

عبداللہ بن سلام (یہودیوں کے بڑے عالم) کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ پہنچنے کی اطلاع ملی تو آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

انی سائلك عن ثلث لا یعلمهن اِلّا نبیٌّ[2]

میں آپؐ سے ایسی تین باتیں پوچھنا چاہتا ہوں جن کو نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

نبیوں کی ایک صفت یہ بیان کی گئی ہے:

---

[1] ابوالبقاء الحسینی کتاب الکلیات فصل النون۔ [2] بخاری ج ۱ کتاب الانبیاء باب خلق آدم الخ۔

والنبیّ صلی اللہ علیہ وسلّم	نبی (حضرت محمد) صلی اللہ علیہ وسلم کی
نائمۃ عیناہ وَلاینام قلبہ	دونوں آنکھیں سوتی تھیں اور آپ کا دل نہ
وکذالك الانبیاء تنام اعینھم	سوتا تھا اسی طرح تمام نبیوں کی آنکھیں
ولاتنام قلوبھم[1]	سوتی تھیں لیکن ان کا دل نہ سوتا تھا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مثال دیتے ہوئے فرمایا:

مثلی ومثل الانبیاء کمثل رجلٍ	میری اور نبیوں کی مثال ایسی ہے جیسے
بنی دارًا فاکملھا واحسنھا	کسی نے گھر بنایا، اس کو مکمل ومزیّن کیا مگر
الاموضع لبنۃ[2]	ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔

رسول اور نبی

رسول اور نبی میں عہدہ ومنصب کے لحاظ سے فرق نہ ہونے کے باوجود یہ بات اپنی جگہ اہم ہے کہ قرآنِ حکیم نے رسول اور نبی کے دو لفظ استعمال کئے ہیں۔ کہیں واؤ کے ساتھ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَانَبِيٍّ۔ (الحج رکوع ۷) اور کہیں واؤ کے بغیر مثلاً حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بارے میں ہے وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا (مریم رکوع ۴) یہ آیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہے۔ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ۔ (الاعراف رکوع ۲۰) اس کے سیاق وسباق اور محل استعمال میں غور کر کے مستقل تحقیق کی ضرورت ہے۔

ائمۂ لغت نے رسول ونبی کے درمیان عام وخاص کی نسبت قائم کی ہے۔

والرسول اخصّ من النبی لان	رسول نبی سے خاص ہے کیوں کہ ہر رسول
کل رسول نبی ولیس کل نبی رسولاً[3]	نبی ہے اور ہر نبی رسول نہیں ہے۔

اس نسبت کی بنیاد بھی قرآن وحدیث میں تلاش کرنے کی ضرورت ہے جس کا یہ موقع نہیں ہے۔

---

[1] بخاری ج ۱ کتاب المناقب باب کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تنام عینہ ولاینام قلبہ۔ [2] ایضاً باب خاتم النبیین۔ [3] ابن منظور۔ لسان العرب، فصل النون حرف الہمزہ۔

Marfat.com

نبوّت کی بحث کے چار حصّے

ذیل میں نبوت کی بحث کو چار حصّوں میں تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ اس کو قریب الفہم بنانے میں سہولت ہو:

۱- تخمِ نبوّت

۲- قربِ نبوّت

۳- وقتِ نبوّت اور

۴- ختمِ نبوّت

ہر ایک کی تفصیل درج ذیل ہے۔

رسول اور نبی کا نفسیاتی تجزیہ

نفسیاتی بنیادوں کے لحاظ سے رسول و نبی میں اعلیٰ انسانی (نورانی) بنیاد اور قوی حیوانی بنیاد ہوتی ہے (نفسیاتی بنیادوں کی تحقیق فہم میں آئے گی،) اسی بناء پر ان کی زندگی میں وہ خواص و اثرات ظاہر ہوتے جو اس نوع کا خاصہ ہیں۔ مثلاً عزم و ہمت میں پختگی و بلندی۔ اونچے درجے کے کاموں پر نظر۔ اعلیٰ درجہ کے مناصب و مقامات اور عمدہ قسم کی رہنمائی و پیشوائی وغیرہ۔ اور اسی بناء پر قرآن و حدیث میں ان کو بشر کہا گیا۔ مثلاً:

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِنْ نَّحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (ابراہیم ع ۲)

ان سے ان کے رسولوں نے کہا کہ نہیں ہیں ہم مگر تمہارے جیسے بشر۔

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (مریم رکوع ۱۲)

آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے ہی جیسا بشر ہوں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انما انا بشر وانہ یاتینی الخصم فلعل بعضکم ان یکون ابلغ من بعض فاحسب انہ قد صدق

میں بشر ہی ہوں میرے پاس مقدمہ کا "فریق" آتا ہے ممکن ہے تم میں سے ایک دوسرے سے زیادہ چرب زبان ہو، میں

Marfat.com

واقضی لہ، بذٰلك فمن قضیت	اس کو سچّا سمجھ کر اس کے حق میں فیصلہ
لہ بحق مسلم فانما ھی قطعة	کر دوں، جس کے لئے کسی مسلمان کے حق
من النّار فلیاخذ ھا او	کا فیصلہ کیا گیا وہ یہ سمجھ لے کہ آگ کا ٹکڑا ہے
فلیترکھا۔[1]	پھر چاہے اس کو لے لے اور چاہے اس کو چھوڑ دے۔

صحابہؓ نے کہا:

اتکتب کل شیئ تسمعہ وَ	کیا تم ہر چیز کو لکھتے ہو جس کو سنتے ہو حالانکہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں غصّہ
بشر یتکلم فی الغضب والرضا۔[2]	اور خوشی کی حالت میں کلام کرتے ہیں۔

تخمِ نبوّت لیکن ان بنیادوں کے امتزاج و ترکیب سے رسولوں اور نبیوں کا جو "جوہر انسانیت" وجود میں آیا اس کا خمیر (آرگنائزیشن) ابتدا ہی سے اس نوع کے دوسرے انسانوں سے مختلف تھا، پھر اس کو خارج سے نورانی شعاعوں کے ذریعہ اتنی "نورانی قوت" پہنچائی گئی کہ جوہر انسانیت کی انسانی (نورانی) اور حیوانی بنیادوں کے تناسب میں تبدیلی ہو گئی اس زائد "نورانی قوت" کو ہم "تخمِ نبوت" کہیں گے۔ رسولوں اور نبیوں سے نبوت و رسالت کا عہد اسی "تخم" سے لیا گیا تھا۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ	اور جب ہم نے نبیوں سے آپؐ سے
وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرَاھِیْمَ	اور نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، اور عیسیٰؑ بن
وَمُوْسٰی وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ وَاَخَذْنَا	مریم سے ان کا عہد لیا اور ان سب
مِنْھُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا۔[3]	سے پکا عہد لیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث میں غالباً اسی طرف اشارہ ہے۔

---

[1] بخاری۔ ج ۱۔ ابواب المظالم باب قول اللہ وَھُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ [2] ابوداؤد اوّل، کتاب العلم

[3] الاحزاب ع ۱۔

Marfat.com

صحابہؓ نے سوال کیا:

یا رسول اللہ متٰی وجبت لک النّبوۃ قَال وٰادم بین الرُوح وَالجسد[1]۔	اے اللہ کے رسولؐ آپ کے لئے نبوّت کب ثابت ہوئی، آپؐ نے فرمایا جب کہ آدمؑ روح اور جسم کے درمیان تھے۔

ایک مثال کے ذریعہ وضاحت

اس کی مثال ایسی سمجھئے کہ جس طرح برقی مقناطیسی لہروں کے ڈالنے سے دماغی خلیوں کی برقی حرکت میں تبدیلی کی جاسکتی ہے جو خلیہ کے مثبت و منفی چارج کے تناسب میں تبدیلی سے رونما ہوتی ہے، اسی طرح نورانی شعاعوں کے ڈالنے سے رسول اور نبی کے علمی و عملی حرکت میں تبدیلی کی گئی تھی جو جوہر انسانیت کے مثبت و منفی نورانی و حیوانی بنیاد) چارج کے تناسب میں تبدیلی سے رونما ہوئی تھی جس کی طرف اشارہ اس حدیث میں موجود ہے:

ما منکم من احَدٍ الا وقد وکل بہ قرینہ من الجن قالوا وایاک یارسول اللہ قال وایای الا ان اللہ اعاننی علیہ فاسلم فلا یأمرنی الا بخیر[2]۔	تم میں ہر ایک کا ہمنشیں جِن (شیطان) ہے صحابہؓ نے عرض کیا اور آپ کا بھی اے اللہ کے رسولؐ! آپ نے فرمایا میرا بھی ہے لیکن اللہ نے میری مدد کی اور وہ میرا مطیع ہو گیا اب وہ صرف خیر و بھلائی کی ترغیب دیتا ہے۔

ایک شبہ کا جواب

اس سے یہ شبہ نہ کیا جائے کہ "سائنس" جوہر انسانیت میں تبدیلی سے رسول اور نبی بنا سکتی ہے، کیوں کہ جسمِ انسانی میں جس حد تک اس کی رسائی ہوئی ہے اسی میں کارگزاریاں اس کی حد درجہ محدود ہیں۔ مثلاً اوپر کی مثال میں دماغی خلیوں کا "آرگنائزیشن" ہر انسان میں یکساں نہیں ہوتا بلکہ پیدائشی طور پر مختلف ہوتا ہے۔

---

[1] ترمذی ابواب المناقب باب باجاء فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم [2] مسلم صفۃ المنافقین باب تحریش الشیطان وبعثہ سرایاہ الخ۔

Marfat.com

(جس میں انسان کو کوئی دخل نہیں ہے) اس لئے برقی ومقناطیسی لہروں کے ڈالنے سے یکساں تبدیلیاں بھی نہیں کی جاسکتی ہیں ۔ سائنس کی رسائی جوہر انسانیت تک ابھی نہیں ہوسکی ۔ نورانی شعاعیں (جو اس پر ڈالی گئی تھیں) بھی اس کی دسترس سے باہر ہیں پھر رسول اور نبی کے جوہر انسانیت کا آرگنائزیشن" دوسرے تمام انسانوں سے مختلف تھا اس لئے نورانی شعاعوں کے ڈالنے سے کسی اور انسان میں نہ ویسی تبدیلی کا سوال پیدا ہوتا ہے اور نہ تبدیلی کے نتیجہ میں ویسی علمی وعملی حرکت کے ظہور کی گنجائش نکلتی ہے ۔ مذکورہ مثال نبوّت ورسالت کو محض قریب الفہم بنانے کے لئے دی گئی ہے کوئی اور تشبیہ مقصود نہیں ہے ۔

قربِ نبوّت

رسولوں اور نبیوں کی پیدائش کے بعد تخمِ نبوّت کی تربیت وپرورش کا انتظام کیا گیا جس کی ہر ایک کے مناسب حال دو شکلیں تھیں ۔

تخمِ نبوّت کی تربیت کی پہلی شکل

1 ۔ وقتاً فوقتاً نورانی شعاعیں مناسب انداز سے ڈالی جاتی رہیں جس کے سایہ میں "تخم" کی پرورش ہوتی رہی ۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ آیت ہے :

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ [1] کیا ہم نے آپ کا سینہ نہیں کھول دیا ۔

شرح صدر اور سینہ کھولنے کی ایک تعبیر حدیثوں میں شقِ صدر (سینہ چیرنا) سے کی گئی ہے ۔

ان رسول اللہ اتاہ جبریل	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کیساتھ
وھو یلعب مع الغلمان فاخذہ	کھیل رہے تھے کہ جبرئیلؑ آئے اور آپؐ کو
فصرعہ وشق عن قلبہٖ فاستخرج	لٹا کر قلب کی جانب شگاف لگایا اور
القلب ثم شق القلب فاستخرج	قلب نکال کر اس کو چیرا اس سے جما ہوا

[1] سورۃ الم نشرح ع ۱ ۔

Marfat.com

منه علقة فقال هذه حظ الشيطان منك قال فغسله فی طشت من ذهب من ماء زمزم ثم لأمه ثم اعاده فی مكانه[1]

خون (کی نجاست) نکال کر کہا کہ یہ آپؐ کے اندر شیطان کا حصہ تھا، پھر سونے کے طشت میں رکھ کر اس کو آبِ زمزم سے دھویا اور باندھ کر اس کو اسی جگہ لوٹا دیا۔

ہمارے خیال میں شرحِ صدر اور شقِ صدر کی تعبیریں نورانی شعاع اور اس کے اثرات کی ہیں۔

یہ شرحِ صدر اس شرحِ صدر سے مختلف ہے جو قرآن حکیم کی اس آیت میں ہے:

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ[2]

جس کو اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے۔

کیوں کہ یہ نبوّت کے لئے شرح صدر ہے جس سے مادی کثافتوں کا بوجھ نکال کر کارِ نبوت کے لائق بنانا مقصود ہے جیسا کہ آگے کی آیت میں اشارہ ہے:

وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ (الم نشرح ع ۱)

اور آپؐ کے اوپر سے آپؐ کا بوجھ اتار دیا جس نے آپ کی کمر کو توڑ رکھا تھا۔

جب کہ دوسروں کا شرحِ صدر "اسلام" کے لئے ہے۔ پھر حدیث میں "شق صدر" کی جو تشریح ہے اس سے خود ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں کے شرحِ صدر میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

نبوّت سے قبل شعاع ڈالنے کا ذکر اس حدیث میں بھی ہے:

اقام رسول الله صلى الله عليه وسلم بمكة خمس عشرة سنة يسمع الصّوت ويرى الضوء سبع

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں پندرہ سال ٹھہرے۔ سات سال آواز سنتے اور روشنی دیکھتے رہے اور کچھ نہ دیکھتے

---

[1] مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۱۴۹ حدیث انسؓ بن مالکؓ۔ [2] الانعام ع ۱۵۔

Marfat.com

سنین ولایزی شیئا وثمان سنین یوحیٰ الیہ[1]

تھے اور آٹھ سال آپؐ کی طرف وحی کی جاتی رہی۔

تربیت کی دوسری شکل

رسولوں اور نبیوں کو پیدائش کے بعد اور قبلِ نبوت ان مراحل سے گزارا جاتا رہا جس سے تخمِ نبوت کو غذا و قوت پہنچتی رہی مثلاً حضرت ابراہیمؑ کا نبوت سے پہلے آسمان و زمین کے خالق کی تلاش، سورج، چاند، ستاروں میں غور و فکر، حضرت اسمٰعیلؑ کی خاص انداز میں پرورش، مقدس سفر کے لئے تیاری، باپ کے خواب کو عملی جامہ پہنانے پر آمادگی، حضرت اسحٰقؑ کی جانشینی اور مسجد کی پاسبانی حضرت یوسفؑ کی آزمائش، پاک دامنی اور صبر و شکر، حضرت موسیٰؑ کی خاص طریقہ سے پرورش، حفاظت اور فرعونیوں سے تن تنہا مقابلہ، حضرت عیسیٰؑ کی بچپن ہی سے سعادت مندی، سلامت روی اور زاہدانہ زندگی، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت و دیانت، اخلاق حسنہ اور مراسمِ شرک سے پرہیز وغیرہ۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کا روزہ کی حالت میں کوہِ طور پر رہنا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا روزہ رکھ کر سنسان جنگل میں عرصہ تک رہنا خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نبوت سے پہلے غارِ حرا میں تنہا قیام، فکر و مراقبہ اور عبادت و ریاضت وغیرہ سب تخمِ نبوت کی تربیت و پرورش کے لئے تھا جیسا کہ حدیث میں ہے:

ثم حُبِّبَ الخلاء وکان یخلو بغار	پھر آپؐ کو تنہائی سے رغبت ہوئی اور غار
حراء فیتحنّث فیہ وھو التعبّد	حرا میں تنہا رہنے لگے جہاں آپؐ کئی کئی
للّیالی ذوات العدد قبل اَن	دن کا توشہ لے جا کر قیام کرتے اور کئی کئی
ینزعَ الی اھلہ ویتزوّد لذلک	رات عبادت کرتے تھے پھر جب توشہ ختم
ثم یرجع اِلیٰ خدیجۃ فیتزود	ہو جاتا تو حضرت خدیجہؓ کے پاس آکر پھر

---

[1] مسلم کتاب الفضائل باب کم اقام النبی صلعم بمکۃ والمدینۃ و المسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۲۰۶ عن ابن عباس

Marfat.com

لمثلها حتّٰی جاء الحق۔[1]

کئی دن کا توشہ لے جاتے یہاں تک کہ "حق" آگیا۔

دراصل قدرت کی نظر میں ظہورِ نبوت کے لئے تخمِ نبوت کی تربیت و پرورش کا ایک معیار و پیمانہ مقرر تھا جس تک رسائی مختلف مرحلوں سے گزرے بغیر نہ ہو سکتی تھی جیسا کہ قرآن حکیم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے مختلف مراحل ذکر کرنے کے بعد ہے۔

ثُمَّ جِئْتَ عَلٰی قَدَرٍ یّٰمُوْسٰی وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِیْ (طٰہٰ رکوع ۲)

پھر اے موسیٰ تم ایک مقررہ انداز پر پورے اترآئے اور ہم نے تمہیں اپنے لئے منتخب کرلیا۔

اور اسی معیار و پیمانہ پر پورا اترنے کی بناء پر رسول اللہ (حضرت محمدؐ) کی قبل از نبوت زندگی کو بطور سند پیش کیا گیا:

فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ (یونس رکوع ۲)

تم میں کافی عمر تک اس سے پہلے رہ چکا ہوں۔

تربیت کی یہ دونوں شکلیں علم و شعور اور عملی کمال کی مناسبت سے تھیں کیوں کہ "تخمِ نبوت" میں انہیں دونوں کی غیر معمولی صلاحیت پیوست تھی اور انہیں کے ذریعہ رسول اور نبی اپنی برتری اور ضرورت ثابت کرتے ہیں۔

---

[1] بخاری ج ۱ باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

Marfat.com

۳۔ وقتِ نبوّت

وقتِ نبوّت

تخمِ نبوّت کی تربیت و پرورش کے بعد جوہرِ انسانیت جب اس قابل ہوگیا کہ عالمِ بیداری میں برتر شعور یا نور سے تعلق جوڑ کر اخذ و استفادہ اور کسبِ فیض کرسکے تو نبوت و رسالت کے عہدہ پر سرفراز کیا گیا۔

نبوّت کی قابلیت کیوں کر پیدا ہوئی؟

یہ قابلیت اس طرح پیدا ہوئی کہ نورانی شعاعوں کے ذریعہ "زائد قوت" پہنچانے سے ایک طرف نورانی بنیاد کے خواص و قویٰ منوّر ہوگئے اور دوسری طرف حیوانی بنیاد کے وہ شعلے بجھ گئے جو شیطان کی آماجگاہ تھے۔ قویٰ و خواص کے منور ہوجانے ہی کی بنا پر غالباً قرآن حکیم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نور سے تعبیر کیا گیا۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ (المائدہ رکوع ۳)

تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور (رسول) اور ظاہر کرنے والی کتاب آگئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس "نور" میں اضافہ کی برابر دعا فرماتے رہے:

اللّٰھم اجعل لی نورًا فی قلبی واجعل لی نورًا فی سمعی واجعل لی نورًا فی بصری واجعل لی نورًا عن یمینی ونورًا عن شمالی واجعل لی نورًا

اے اللہ میرے لئے میرے قلب میں نور ہو، میرے کان اور آنکھ میں نور ہو، میرے لئے میرے دائیں اور بائیں نور ہو، میرے آگے اور میرے پیچھے نور ہو، میرے نور میں

من بین یدی ونورا من خلفی و زدنی نورًا وزدنی نورًا۔[1]

اضافہ فرما، میرے نور میں اضافہ فرما۔
میرے نور میں اضافہ فرما۔

قاضی بیضاوی نے قویٰ وخواص کے منور ہونے کی ایک حد بھی بیان کی ہے:۔

الاتریٰ ان الانبیاء لما فاقت قوتھم وَاشتعلت قریحتھم بحیث یکاد زیتھا یُضِیئُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ ارسل الیھم الملائکۃ۔[2]

کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ جب انبیاء کی قوت فائق ہوگئی اور ان کی طبیعت اس درجہ روشن ہوگئی کہ گویا زیتون کا تیل آگ چھوئے بغیر خود بخود روشن ہے تو اللہ نے ان کے پاس فرشتے بھیجے۔

شعلے بجھ جانے کا ثبوت اوپر کی حدیث میں ہے کہ شیطان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فاسلم (وہ میرا مطیع ہوگیا) اور شاہ ولی اللہ کی اس تعبیر میں بھی ہے۔

اما شق الصدر وملؤہ ایمانا فحقیقتہ غلبۃ انوار الملکیۃ وانطفاء لھب الطبیعۃ و خضوعھا لما یفیض علیھا من حظیرۃ القدس۔[3]

لیکن شقِ صدر (سینہ چاک کرنا) اور اس کو ایمان سے بھرنے کی حقیقت انوارِ ملکیہ کا غلبہ اور طبیعتِ بشریہ کا شعلہ بجھ جانا ہے، نیز حظیرۃ القدس (نورانی دنیا) سے فیض قبول کرنے کی طرف طبیعت کا آمادہ اور متوجہ ہو جانا ہے۔

نبوّت کی قابلیت میں بشریت ختم نہیں ہوئی

"شعلے" بجھ جانے کے باوجود جوانی بنیاد ختم نہیں ہوئی بلکہ اس کے قویٰ وخواص باقی رہے اور متعلقہ اعمال وافعال صادر ہوتے رہے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام کی

---

[1] بخاری الادب المفرد باب دعوات النبیؐ۔ [2] قاضی ناصر الدین البیضاوی۔ بیضاوی رکوع ۴ تفسیر واذ قال ربك للملٰئکۃ الخ [3] ولی اللہ۔ حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ سیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

Marfat.com

زندگی میں بشری طبیعت وخصوصیات سے کسی کو انکار نہیں ہے۔ حیوانی بنیاد کو نورانی شعاعوں کے ذریعے اس تناسب سے متاثر کیا گیا کہ نورانی دنیا سے فیض حاصل کرنے کی رکاوٹ دور ہوجائے اور قبولِ فیض کے لئے راستہ ہموار ہوجائے۔ اگر نورانی شعاعوں کے ذریعہ اس بنیاد کے قویٰ وخواص جلا دیئے جاتے تو رسول اور نبی کی بشریت ختم ہوجاتی اور پھر ان کی زندگی دوسرے انسانوں کے لئے "نمونہ" نہ قرار پاتی، قاضی بیضاوی نے تناسب کے بعد کی کیفیت کو جسمِ انسانی کی ایک مثال کے ذریعہ سمجھایا ہے۔

ان العظم لما عجز عن قبول الغذاء	ہڈی اور گوشت کے درمیان تباعد (دوری)
من اللحم لما بینهما من التباعد	کی وجہ سے جب ہڈی گوشت سے غذا حاصل
جعل الباری تعالیٰ بحکمته بینهما	کرنے میں عاجز ہوئی تو اللہ نے اپنی حکمت
الغضروف المناسب لهما لیاخذ من	سے غضروف (چینی ہڈی) پیدا کر دی تاکہ
هذا ویعطی ذلک[1]	وہ اس سے غذا حاصل کر کے اس کو دے۔

غالباً اس تناسب کی کیفیت کو ملاحظہ کرنے اور مادی ونورانی دنیا کے فاصلہ کو مزید کم کرنے کے لئے ابتداء وحی کے وقت فرشتہ (جبریل) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دبانے اور بھینچنے کی روش اختیار کی جیسا کہ حضرت عائشہؓ سے غارِ حرا کا واقعہ اس طرح مروی ہے۔

"فجاءه الملک فقال اقرأ فقال فقلت ما انا	پھر آپؐ کے پاس فرشتہ آیا اور کہا اقرأ
بقارئ قال فاخذنی فغطنی حتی بلغ منی	(پڑھیئے) آپؐ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں
الجهد ثم ارسلنی فقال اقرأ فقلت ما	ہوں آپؐ کا ارشاد ہے کہ فرشتے نے اس زور
انا بقارئ فاخذنی فغطنی الثانیة حتی بلغ	سے مجھے پکڑ کر دبایا کہ مجھ کو مشقت برداشت
منی الجهد ثم ارسلنی فقال اقرأ فقلت ما	کرنی پڑی پھر اس نے چھوڑ دیا اور کہا کہ

---

[1] قاضی ناصر الدین بیضاوی ع ۴ تفسیر واذ قال ربک الخ۔

انا بقارئ قال فاخذنی فغطنی الثالثة حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال اقرأ باسم ربك الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربك الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم۔[1]

پڑھیئے میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں پھر اس نے زور سے بھینچا اور ویسی ہی مشقت اٹھانی پڑی اسطرح تین مرتبہ ہوا، اسکے بعد اس نے کہا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ۔

قابلیت کے بعد باضابطہ فیض رسانی شروع ہوگئی

مذکورہ قابلیت کے بعد نورانی دنیا سے فیض رسانی کا باضابطہ سلسلہ شروع ہوگیا جو بالعموم فرشتوں کے ذریعہ انجام پاتا تھا۔ فرشتے، اللہ اور رسولوں کے درمیان سفارت کے فرائض بھی انجام دیتے تھے) لیکن فیض رسانی کی بعض خاص شکلیں بھی تھیں جیسا کہ ان آیتوں میں ہے:

وَنَادَیْنَاهُ اَنْ یّٰاِبْرٰهِیْمُ[2]
اور ہم نے اس کو پکارا کہ اے ابراہیم۔

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰی تَكْلِیْمًا۔[3]
اور اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا بول کر۔ وحی

اَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی۔[4]
کی اپنے بندہ (محمد) کی طرف جو وحی کی۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کی ایک شکل یہ بیان فرمائی۔

احیانا یاتینی مثل صلصلة الجرس وهو اشده علی۔[5]
وحی کبھی میرے پاس مثل گھنٹہ کی آواز کے آتی ہے اور یہ میرے اوپر سخت ہوتی ہے۔

قاضی بیضاوی کہتے ہیں۔

ومنهم اعلی رتبة کلمه بلاواسطة
رسول اور نبی میں جو اعلیٰ مرتبہ کے تھے ان

---

[1] بخاری و مسلم و مشکوٰۃ باب المبعث و بدء الوحی [2] الصّٰفّٰت رکوع ۳ [3] النساء رکوع ۲۳
[4] النجم رکوع ۱ [5] بخاری ج ۱ باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

Marfat.com

کما کلم موسیٰ علیہ السلام فی المیقات ومحمداً صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج۔[1]	سے اللہ نے بلاواسطہ کلام کیا جیسے موسیٰ علیہ السلام سے میقات میں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے شب معراج میں کلام کیا۔

فیض رسانی کے وقت بعض کیفیات کی توجیہ

نورانی دنیا سے اخذ فیض کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جن کیفیات سے دوچار ہونا پڑتا تھا ان میں بعض کا ذکر حدیثوں میں موجود ہے۔ مثلاً چہرہ کا متغیر ہوجانا، سردی کے زمانہ میں جبینِ اقدس پر پسینے کے قطروں کا نمودار ہونا، اعصاب کا غیر معمولی بار محسوس کرنا اور استغراق کی کیفیت طاری ہونا وغیرہ۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے :-

ولقد رأیتہ ینزل علیہ الوحی فی الیوم الشدید البرد فیفصم عنہ وان جبینہ لیتفصد عرقا۔[2]	سخت سردی میں جب آپؐ پر وحی آتی تو میں نے دیکھا کہ وحی کے بعد آپ کی پیشانی مبارک پسینہ پسینہ ہوجاتی تھی۔

حضرت یعلیٰ نے وحی کے وقت کی ایک کیفیت یہ بیان کی ہے :

فاذا رسول اللہ محمر الوجہ و ھو یغط ثم سری عنہ۔[3]	رسول اللہؐ کا چہرۂ مبارک سرخ تھا اور سانس دب رہی تھی پھر ایسی کیفیت دور کر دی گئی۔

عبادہؓ بن صامت سے روایت ہے :

اذا انزل علیہ الوحی کرب لذلک وتربد وجہہ۔[4]	جب آپؐ پر وحی نازل کی جاتی تو آپؐ اس کی شدت محسوس کرتے اور چہرہ مبارک متغیر ہوجاتا۔

---

[1] قاضی ناصر الدین البیضاوی " بیضاوی رکوع ۴ تفسیر وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ الخ

[2] بخاری ج ۱ باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ [3] بخاری ج ۱ کتاب المناسک باب غسل الخلوق ثلاث مرات۔ [4] مسلم و مشکوٰۃ باب المبعث و بدء الوحی۔

Marfat.com

ان کے علاوہ اور روایتیں بھی ہیں جن میں وحی کے وقت کی کیفیات کا ذکر ہے ۔یہ مختلف کیفیات دراصل حیوانی بنیاد کے قویٰ وخواص یا بشری طبیعت وخصوصیت کی موجودگی کا نتیجہ تھیں جن کو ہمہ وقت غذا وقوت پہنچتی رہتی تھی، نورانی شعاعوں کے ذریعے "زائد قوت" پہنچانے کے باوجود یہ قویٰ وخواص باقی تھے اور ان کے ساتھ زبردست تصادم اس وقت ہوتا تھا جب آپؐ مقامِ نور (وحی) میں ڈوب کر اخذ فیض کرتے تھے۔کیونکہ یہ مقام اس قدر لطیف ہے کہ اسکی نورانی لطافت معمولی مادی کثافت کو بھی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔لامحالہ اس مقام کے مسافر کو مادی کثافتوں سے بلند ہونے کے لئے سخت قسم کی کشمکش سے دوچار ہونا پڑے گا جس کے آثار اعضاء جوارح اور اعصاب پر ظاہر ہونا لازمی ہیں۔

یہ فیض رسانی اللہ کی طرف سے ہوتی تھی

نورانی دنیا سے یہ فیض رسانی اللہ کیطرف سے اور اللہ کی حفاظت ونگرانی میں ہوتی تھی، رسول اور نبی کے علاوہ کسی اور کو یہ فیض رسانی نہ اللہ کی طرف سے ہوتی اور نہ اس کی حفاظت ونگرانی رہتی تھی۔جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے:

يَآ اَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا۔[1]

ابراہیمؑ نے کہا اے میرے باپ میرے پاس وہ علم آیا جو آپ کے پاس نہیں آیا آپ میری اتباع کیجئے میں سیدھے راستہ کی ہدایت کروں گا۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا۔[2]

اور ہم نے داؤد وسلیمان (علیہم السلام) کو علم

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا۔[3]

دیا اور اسی طرح ہم نے آپ کیطرف قرآن کی وحی کی اپنے حکم سے، نہ آپ کتاب جانتے تھے اور نہ ایمان (تفصیل جو وحی کے ذریعہ معلوم ہوئی) لیکن ہم نے اس کو روشنی بنایا کہ اس کے ذریعہ اپنے

---

[1] مریم رکوع ۳۔ [2] النمل رکوع ۲۔ [3] الزخرف رکوع ۵۔

Marfat.com

بندوں میں جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں۔

وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ۔[1]
اور اللہ نے آپؐ کو وہ سکھایا جو آپ نہ جانتے تھے

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ۔[2]
بے شک ہم نے آپ کی طرف سچی کتاب اتاری تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے آپ کو دکھلایا۔

متعلّقہ حدیثیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہودیوں نے ایک مرتبہ پوچھا:

فانہ لیس من نبیّ الا اللہ ملك یاتیہ بالخیر فاخبرنا من صاحبك۔
ہر نبی کے لئے فرشتہ ہوتا ہے جو اسکے پاس خیر و بھلائی لاتا ہے۔ آپ اپنے صاحب (فرشتے) کے بارے میں بتائیے کہ وہ کون ہے؟

رسول اللہؐ نے جواب میں فرمایا:۔

جبریل علیہ السلام[3]
وہ جبریل علیہ السلام ہیں۔

ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا:۔

علمت کم خزنۃ النار وحملۃ العرش[4]
میں نے جانا کہ دوزخ کے محافظ اور عرش کے اٹھانے والے کتنے فرشتے ہیں۔

ابو رفاعہؓ (صحابی) کہتے ہیں:۔

وجعل یعلّمنی مما علّمہ اللہ[5]
اور آپؐ مجھ کو بتانے لگے اس علم سے جو اللہ نے آپؐ کو سکھایا۔

عمرو بن عنبسہ جب اسلام قبول کرنے کے لئے آئے تو عرض کیا:۔

اخبرنی عما علمك اللہ واجہلہ۔[6]
مجھے آپ وہ بتایئے جو اللہ نے آپؐ کو

---

[1] النساء رکوع ۱۷۔ [2] النساء رکوع ۱۶۔ [3] مسند احمد بن حنبل ج۔ ۱ ص ۲۷۴ عن ابن عباس [4] ایضاً ج ۲ ص ۲۱۲ عن عبداللہ بن عمرو بن العاص [5] مسلم کتاب الجمعہ باب حدیث التعلیم فی الخطبہ [6] اگلے صفحہ پر

سکھایا اور میں اس کو نہیں جانتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت جبریلؑ سے کہا:۔

مایمنعك ان تزورنا اکثر مما تزورنا	جس قدر آپؑ میرے پاس آتے ہیں اس سے
قال فنزلت وما نتنزل الا بامر	زیادہ آنے میں آپ کیلئے کون چیز مانع ہے اس
ربك [1]	پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ہم اسی وقت اترتے
	ہیں جب اللہ کا حکم ہوتا ہے۔

حضرت عمرؓ کے تائیدی اقوال

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے کاتب (سکریٹری) نے انکے فیصلہ کی پیشانی پر یہ الفاظ لکھ دیئے:۔

ھذا ما رأی اللہ و رأی عمرؓ۔	یہ وہ فیصلہ ہے جو اللہ کی اور عمرؓ کی رائے ہے۔

اس پر حضرت عمرؓ نے منع کیا اور اللہ کی طرف نسبت کی جگہ یہ کہا:۔

قل ھذا ما رأی عمرؓ [2]	کہو کہ یہ وہ فیصلہ ہے جو حضرت عمرؓ کی رائے ہے۔

اپنی رائے اور رسول و نبی کی رائے کا فرق بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

ایھا الناس ان الرأی انما کان من	اے لوگو! رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے صائب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصیباً	اور درست اسلئے ہوتی تھی کہ اللہ آپ کو
ان اللہ کان یریہ وانما ھو منا الظن والتکلف [3]	دکھاتا تھا، ہماری رائے ظن اور تکلف ہے۔

اللہ کی حفاظت و نگرانی ہوتی تھی

اللہ کی حفاظت اور نگرانی سے متعلق یہ آیتیں اور روایتیں ہیں:

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ	آپ اپنے رب کے حکم کا انتظار کیجئے آپ

(بقیہ حاشیہ ۵ صفحہ ۳۷ کا) مسلم صلوٰۃ المسافرین و قصرہا باب اسلام عمرو بن عنبسہ [1] صفحہ ہذا۔ مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۲۳۱ عن ابن عباس۔ [2] ابن قیم اعلام الموقعین ج ۱ ماروی عن عمر فی الرأی [3] ابن قیم اعلام الموقعین ج ۱۔ ماروی عن عمر فی الرأی۔

Marfat.com

بِاَعْیُنِنَا۔[1] ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔

وَلَوْلَاۤ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَیْهِمْ شَیْـًٔا قَلِیْلًا[2] اگر ہم آپؐ کو ثابت نہ رکھتے تو آپؐ انکی طرف کچھ مائل ہو جاتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ نماز کے بعد فرمایا:۔

ان الشیطان عرض لی فشد علیّ یقطع الصّلوٰۃ علیّ فامکننی اللہ منہ اردت ان اربطہٗ الی سارۃ من سوار المسجد الخ۔[3]

شیطان آیا اور اس نے سختی کی کہ نماز کو قطع کر دے اللہ نے مجھے اس پر قدرت دی اور میں نے ارادہ کیا کہ مسجد کے ستونوں میں سے کسی ایک ستون میں اسے باندھ دوں۔

ایک روایت شیطان سے حفاظت و نگرانی کی اوپر گزر چکی۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے:۔

ماخیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین امرین احدھما ایسر من الاٰخر الا اختار ایسرھما مالم یکن اثما فان کان اثما کان ابعد الناس منہ[4]

رسول اللہؐ کو جب کبھی ایسی دو باتوں کے درمیان اختیار دیا گیا کہ ان میں کی ایک دوسری سے زیادہ آسان ہے تو آپؐ نے ان میں سے ایک آسان تر کو اختیار فرمایا جب کہ اس میں گناہ نہ ہوا اگر کوئی گناہ کا کام ہوا تو آپؐ سب سے زیادہ دور رہنے والے ثابت ہوئے۔

فیض رسانی اللہ کی معرفت اور تربیت کے پروگرام سے متعلق تھی

رسول اور نبی کو یہ فیض رسانی اللہ کی معرفت اور جوہر انسانیت کی تربیت کے پروگرام سے متعلق تھی۔ قرآنِ حکیم میں ہے:۔

قُلْ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ[5]

آپؐ کہہ دیجئے کہ کیا تم لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہو حالانکہ اس نے مجھے ہدایت دی۔

---

[1] الطور رکوع ۲۔ [2] بنی اسرائیل رکوع ۸ [3] بخاری ج ۱ کتاب بدء الخلق باب صفت ابلیس وجنودہٗ۔

[4] مسلم۔ ج ۲۔ کتاب الفضائل باب مباعدتہ صلی اللہ علیہ وسلم للاثام.... [5] الانعام رکوع ۹۔

Marfat.com

بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيْلُهٗ ۔[1]

بلکہ انہوں نے اس کو جھٹلایا جس کے سمجھنے پر انہوں نے قابو نہ پایا حالانکہ ابھی اسکی حقیقت نہیں آئی۔

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۔[2]

آپ کہدیجئے کہ اگر اللہ چاہتا تو میں نہ اس کو پڑھتا اور نہ اس کو بتاتا کیونکہ میں تو کافی عرصے تک اس سے پہلے تم میں رہ چکا ہوں۔

يَهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۔[3]

اللہ اس کے ذریعہ سلامتی کے راستہ کی اس شخص کو ہدایت دیتا ہے جو اسکی رضا کی پیروی کرے اور ان کو اپنے حکم کے مطابق تاریکی سے روشنی کیطرف نکالتا ہے اور ان کو صراط مستقیم کی ہدایت دیتا ہے۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۔[4]

یہ میرا سیدھا راستہ ہے اس کی اتباع کرو اور راستوں پر مت چلو وہ تمہیں اللہ کے راستہ سے باہر کردیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

متعلقہ حدیثیں

لا یؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعًا لما جئت بہ ۔[5]

تم میں کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوتا جب تک کہ اپنی خواہش کو اس کے تابع نہ بنالے جس کو لے کر میں آیا ہوں۔

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے:۔

جاء ثلثۃ رھط الی ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسألون عن عبادۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما اخبروا بھا

تین شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے پاس آپؐ کی عبادت کا حال دریافت کرنے کیلئے آئے جب ان سے تفصیل بیان کی گئی تو اپنے حق

---

[1] یونس رکوع ۴۔ [2] یونس رکوع ۲۔ [3] المائدہ رکوع ۳۔ [4] الانعام رکوع ۱۹۔ [5] شرح السنہ و مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ الفصل الثانی۔

Marfat.com

كانهم تقالّوها فقالوا اين نحن من النبی صلعم وقد غفرالله له ماتقدم من ذنبه وماتاخّر فقال احدهم اما انا فاصلی اللّيل آبداً وّقال الاٰخر انا اصوم النهار ابدً وّلا افطر وقال الاٰخر انا اعتزل النساء فلا اتزوج ابداً فجاء النبی صلی الله علیه وسلم اليهم فقال انتم الذين قلتم كذا وكذا اما والله انی لاخشاكم لله واتقاكم له لكنی اصوم وافطر واصلّی وارقد واتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فليس منی۔[1]

میں گویا اس کو کم سمجھا انہوں نے کہا کہ کہاں ہم اور کہاں آپؐ۔ آپؐ کی تو اگلی پچھلی سب مغفرت ہو چکی ہے ان میں سے ایک نے کہا کہ میں ہمیشہ رات کو نمازیں پڑھتا رہوں گا۔ دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزہ رکھونگا کبھی افطار نہ کرونگا۔ تیسرے نے کہا میں ہمیشہ عورتوں سے الگ رہونگا اسی اثنا میں رسول اللہؐ تشریف لے آئے اور فرمایا کہ تم لوگوں نے ایسی ایسی باتیں کہی ہیں؟ غور سے سُن لو۔ تم سب میں زیادہ میں اللہ سے ڈرنے والا اور متقی ہوں لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں میں رات کو نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں جو شخص میری سنت سے اعراض کریگا وہ مجھ سے نہ ہوگا۔

ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا:۔

مابال رجال يبلغهم عنی امر ترخصت فيه فكرهوه وينزهوا عنه فوالله لانا اعلمهم بالله وَاشدهم له خشية۔[2]

لوگوں کا کیا حال ہے کہ ان کو میری طرف سے رخصت کا حکم پہنچتا ہے تو اس کو ناپسند کرتے اور اس سے پرہیز کرتے ہیں خدا کی قسم میں ان میں سب سے زیادہ اللہ کو جاننے والا اور اس سے ڈرنے والا ہوں۔

دوسری روایت میں ہے:۔

انی اتقاكم واعلمكم بالله انا۔[3]

بے شک تم میں سب سے زیادہ متقی اور اللہ کو سب

---

[1] بخاری و مسلم و مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ الفصل الاول [2] مسلم ج ۲ کتاب الفضائل باب العلم صلی اللہ علیہ وسلم [3] بخاری ج ۱۔ کتاب الایمان باب قول النبی انا اعلکم باللہ الخ۔

سے زیادہ جلنے والا ہوں۔

ایک اور موقع پر فرمایا :۔

لاتشدّدوا علیٰ انفسکم فیشدد اللّٰہ علیکم فان قومًا شدّدُوا علیٰ انفسہم فشدّد اللّٰہ علیہم فتلک بقایاھم فی الصوامع والدیار ورَھْبَانِیَّۃَ نِ ابْتَدَعُوْھَا مَاکَتَبْنَاھَا عَلَیْہِمْ۔[1]

اپنے اوپر سختی نہ کرو ورنہ اللہ تمہارے اوپر سختی کرے گا جس قوم نے اپنے اوپر سختی کی اللہ نے بھی ان پر سختی کی نصاریٰ اور یہودیوں کے راہب اپنی اپنی عبادت گاہوں میں انہیں کے بقایا ہیں، جیسا کہ قرآن میں ہے کہ رہبانیت کو انہوں نے خود ایجاد کیا ہم نے ان کے لئے نہیں مقرر کیا۔

دو مثالوں کے ذریعہ وضاحت

معرفت و تربیت کے اس پروگرام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال کے ذریعہ سمجھایا :۔

مثل مَا بعثنی اللّٰہ بہ من الہدیٰ والعلم کمثل الغیث الکثیر اصاب ارضا وکانت منہا طائفۃ طیبۃ قبلت الماء فانتبت الکلأ والعشب الکثیر وکانت منہا اجادب امسکت الماء فنفع اللّٰہ بہا الناس فشربوا وسقوا وزرعوا واصاب منہا طائفۃ اخریٰ انما ھی قیعان لاتمسک ماء ولا تنبت کلأ فذٰلک مثل

وہ علم و ہدایت جس کو اللہ نے میرے ساتھ بھیجا مثل زوردار بارش کے ہے جو زمین میں ہوئی۔ زمین کا ایک حصہ روئیدگی کے قابل تھا اس نے پانی کو قبول کیا اور ہر طرح سرسبز و شاداب ہو گئی دوسرا سخت حصہ روئیدگی کے قابل نہ تھا اس نے پانی کو روک لیا اور اسکے ذریعہ اللہ نے لوگوں کو نفع پہنچایا۔ لوگوں نے پیا سیرابی حاصل کی اور کھیتی کی۔ ایک اور حصہ چٹیل میدان تھا جو نہ پانی کو روک سکتا اور نہ سبزہ اگلنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ ان لوگوں کی مثالیں ہیں جنہوں نے

[1] ابوداؤد و مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔

Marfat.com

من فقه فی دین اللہ ونفعہ بما بعثنی اللہ بہ فعلم وعلّم و مثل من لم یرفع بذٰلک رأسا ولم یقبل ھدی اللہ الذی ارسلت بہ۔[1]

اللہ کے دین میں سمجھ حاصل کی اور جس کو اللہ نے میرے ساتھ بھیجا ہے، اس سے نفع اٹھایا، سیکھا اور سکھایا۔ نیز ان لوگوں کی مثالیں ہیں جنہوں نے اسکی طرف سر نہیں اٹھایا (توجہ نہ دی) اور اللہ کی اس ہدایت کو قبول نہیں کیا جس کو لے کر میں بھیجا گیا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک مثال دی جو ہر رسول و نبی کے لئے یکساں ہے:۔

مثلی کمثل رجل استوقد نارًا فلمّا اضاءت ما حولھا جعل الفراش و ھذہ الدوابّ التی تقع فی النّار یقعن فیھا وجعل یحجزھن ویغلبنہ فیتقحمن فیھا فانا آخذ بحجزکم عن النّار وانتم تقحمون فیھا۔[2]

میری مثال ویسی ہی ہے جیسے کسی نے آگ جلائی جب اس نے اپنے اردگرد روشن کر دیا تو پتنگے اور آگ میں گرنے والے کیڑے مکوڑے اس میں گرنے لگے آگ جلانے والا ان کو روک رہا ہے اور وہ اس پر غالب آکر آگ میں گرتے جا رہے ہیں اس طرح میں تمہیں پکڑ پکڑ کر آگ سے روک رہا ہوں اور تم دوزخ کی آگ میں گھستے جا رہے ہو۔

یہ دونوں مثالیں لوگوں کی نفسیاتی حالت کو سمجھنے، اللہ کی معرفت اور تربیت و ہدایت کے پروگرام کی نوعیت سے واقف ہونے اور رسول و نبی کی حیثیت متعین کرنے میں بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔

---

[1] مسلم ج ۲۔ کتاب الفضائل باب بیان مثل بعث النبی صلعم الخ [2] بخاری و مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب و السنۃ

Marfat.com

۴۔ ختمِ نبوّت

ختمِ نبوّت نورانی دنیا سے یہ فیض اللہ کی معرفت وجودِ انسانیت کی تربیت و پرورش کے لئے تھا جس کے قویٰ و خواص ابتداءً خام حالت میں تھے (جس طرح سونا کان سے نکل کر خام حالت میں ہوتا ہے) پھر بتدریج اس پروگرام کے ذریعہ ان میں پختگی و توانائی آتی رہی اور جب اس جوہر کی صلاحیت "مطلوبہ سرفرازیوں" کے لئے ابھر آئی تو فیض رسانی کے سلسلہ کو بند کر دیا گیا کیونکہ اگر اس کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہتا تو انسان نورانی دنیا کی فیض رسانی پر اعتماد و بھروسہ کر کے مخفی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی جدوجہد میں مصروف نہ ہوتا اور تعمیر و ترقی کی وہ نوع وجود میں نہ آتی جو سلسلہ ختم ہونے کے بعد وجود میں آئی جیسا کہ ختمِ نبوت سے قبل ہر اہم کام کے لئے رسول اور نبی کا انتظار قوموں کے حالات و واقعات سے ثابت ہے۔

تاریخِ انسانی کے دو بڑے حصّے اسطرح جوہرِ انسانیت کی خامی و پختگی کے لحاظ سے تاریخِ انسانی دو بڑے حصّوں میں منقسم ہے:۔

(۱) قبل ختمِ نبوت اور

(۲) بعد ختمِ نبوت

قبلِ ختمِ نبوّت قبلِ ختمِ نبوت جوہرِ انسانیت کی خامی بتدریج دور کی جا رہی تھی اس لئے ہر قوم و گروہ میں رسول و نبی آتے رہنا ناگزیر تھا اور ان میں کسی بھی تعلیم

Marfat.com

وبقار واستحکام نہ حاصل ہونا لازمی تھا۔ اگر پختگی سے پہلے رسول و نبی کا سلسلہ بند کر دیا جاتا یا ان
ں کسی کی تعلیم کو بقار و دوام کی سعادت حاصل ہوتی تو جوہر انسانیت کو پختگی نہ میسر آتی اور موجودہ
ھامی کو استقرار و جاؤ حاصل ہو جاتا پھر خلافت و نیابت کا وہ تصور نہ ابھرنے پاتا جو ختمِ نبوت
کے بعد ابھرا۔

بعدِ ختمِ نبوّت

بعدِ ختمِ نبوّت میں خامی دور کرنے کا مرحلہ ختم ہو چکا تھا۔ اب پختگی و توانائی کے بعد صلاحیتوں کی "ضابطہ بندی" کا مرحلہ تھا جس کے لئے مختلف رسولوں اور نبیوں کا آتے رہنا یا تعلیمات میں ردّ و بدل کرتے رہنا دونوں سخت مضر تھے اس بناء پر صلاحیتوں کی "ضابطہ بندی" کے لئے ایک رسولؐ اور اس کی تعلیم کو جامع و کامل بنا کر بقاؤ دوام کی سعادت سے نوازا گیا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جوہرِ انسانیت میں نورانی و حیوانی بنیادوں کے درمیان تجاذبی قوت کی ایک حد مقرر ہے جو دونوں کی طبعی خصوصیات پر مبنی ہے پختگی کے بعد اس حد میں اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔ ورنہ خلافت و نیابت کی صلاحیتوں کا نظام درہم برہم ہو جائے گا، جس طرح لوہے کے ٹکڑے میں خارجی مقناطیسی میدان کے ذریعہ لوہائی مقناطیسیت پیدا کرنے میں ایک حد ایسی آتی ہے کہ پیدا شدہ مقناطیسیت میں مزید اضافہ نہیں کیا جا سکتا خواہ خارجی مقناطیسی میدان میں کتنا ہی اضافہ کیوں نہ کیا جائے۔ ختمِ نبوّت پر جو پروگرام دیا گیا وہ اس حد کے لحاظ سے نہایت جامع و کامل ہے کہ حد کو اپنی جگہ رکھتے ہوئے اس پر مزید اضافہ کی گنجائش نہیں ہے اور حد کو بدل دینے میں خلافت و نیابت کا نظام درہم برہم ہوتا ہے اس لئے رسالت و نبوّت کو ختم کر دیا گیا اور مزید فیض رسانی کا سلسلہ روک دیا گیا۔

ختمِ نبوّت سے متعلق یہ آیت ہے:-

ختمِ نبوّت سے متعلق آیتیں

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ

(محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ

رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔[1]

کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

عربی لغت و محاورے میں ختم کے معنی بند کرنے، مہر لگانے، ختم کر دینے اور کام سے فارغ ہو جانے کے ہیں۔ مثلاً:

ختم الاناء	برتن کا منہ بند کر دیا۔
ختم الکتاب	خط پر مہر لگا دی۔
ختم علی القلب	دل پر مہر لگا دی۔
ختم الشیئ (بلغ اٰخرہ)	شی کے آخر تک پہنچ گیا۔
ختم القوم (اٰخرھم)	قوم کا آخری آدمی۔
ختم العمل (فرغ من العمل)	کام سے فارغ ہو گیا۔

عربی زبان کی ہر مستند لغت میں ختم اور خاتم کے یہی معنی ہیں[2]۔ پھر جوہر انسانیت میں تجاذبی قوت کی مقررہ حد لوگوں کو معلوم نہ تھی اس لئے وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا کے ذریعہ ہر قسم کے شکوک و شبہات کو ختم کر دیا گیا کہ اللہ ہر چیز کو جاننے والا اور ختم نبوت کے وقت کو بھی وہی جانتا ہے کہ اس کا کیا وقت ہے؟

ختم نبوت جس رسولؐ پر ہوا وہ روئے زمین کے تمام انسانوں کا رسول ہے، ہر قوم ہر گروہ کے لئے علیحدہ رسول و نبی کی ضرورت نہیں رہی۔ قرآنِ حکیم میں ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ (سبا ع ۳)	ہم نے آپؐ کو تمام لوگوں کے لئے خوشی اور ڈر سنانے والا رسول بنا کر بھیجا لیکن اکثر لوگ اس حقیقت سے) واقف نہیں ہیں۔
قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ	آپؐ کہہ دیجئے اے لوگو! میں تم سب کی طرف

---

[1] الاحزاب ع ۵۔ [2] اقرب الموارد۔ لسان العرب اور قاموس وغیرہ۔

Marfat.com

اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (الاعراف ع ۲۰)

اللہ کا رسول ہوں جس کے لئے آسمان و زمین کا ملک ہے۔

متعلقہ حدیثیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف آیتوں سے معنویت حاصل کرکے فرمایا:۔

كَانَتْ بنو اسرائيل تسوسهم الانبياءُ كلما هلك نبي خلفه نبي وانه لا نبيّ بعدي وسيكون خلفاء[1]۔

بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء کرتے تھے جب کسی نبی کا وصال ہوجاتا تو دوسرا نبی اسکا جانشین ہوتا تھا مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا بلکہ خلفاء ہوں گے۔

ان مثلي ومثل الانبياء من قبلي كمثل رجل بنى بيتا فاحسنه واجمله الا موضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوفون به ويعجبون له ويقولون هلّا وضعت هٰذه اللّبنة فانا اللبنة وَانا خاتم النبيين[2]۔

میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے نبیوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین وجمیل بنائی مگر ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی تھی۔ لوگ اس عمارت کے گرد چکر لگاکر دیکھتے اور اسکی خوبی پر اظہار حیرت کرتے ہوئے کہتے تھے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

اس مضمون کی کئی حدیثیں مسلم میں بھی ہیں اور آخری حدیث میں یہ الفاظ ہیں:۔

فجئت فختمت الانبياء[3]

پس میں آیا اور میں نے انبیاء کا سلسلہ ختم کردیا۔

ایک حدیث میں فرمایا:۔

انّ الرّسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدي ولا نبيّ[4]

رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا میرے بعد اب نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔

---

[1] بخاری ج ۱۔ کتاب المناقب باب ماذکر عن بنی اسرائیل [2] بخاری ج ۱ کتاب المناقب باب خاتم النبیین
[3] مسلم ج ۲ کتاب الفضائل باب خاتم النبیین۔ [4] مسند احمد بن حنبل عن انس بن مالک (باقی اگلے صفحے پر)

Marfat.com

كان كل نبی يبعث الیٰ قومه خاصةً ولبعثت الیٰ كل احمر واسود۔[1] ارسلت الی الخلق كافة وختم بی النّبیون۔[2]

ہر خاص نبی اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں ہر سیاہ و سرخ کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں اور میرے اوپر نبیوں کا سلسلہ ختم ہوگیا۔

ختمِ نبوّت پر فیض رسانی

ختمِ نبوّت پر جو فیض رسانی کی گئی وہ چوں کہ مقررہ حد پر پہنچنے کے بعد ہے اس بنا پر صلاحیتوں کی ضابطہ بندی کے لحاظ سے کامل و مکمل ہے اب اس میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی۔ قرآن حکیم میں ہے:۔

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ط لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ط (الانعام ع ۱۴)

آپ کے رب کی سچائی اور انصاف کی باتیں کامل ہوگئیں، اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط (مائدہ ع ۱)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کردیا اور تمہارے لئے اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے دینِ اسلام کو پسند کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فضّلت علی الانبیآء بست اعطیت جوامع الکلم[3] الخ

میں نبیوں پر چھ چیزوں میں فضیلت دیا گیا ہوں۔ ان میں ایک یہ ہے کہ "جوامع الکلم" مجھے عطا ہوا۔

دوسری روایت میں ہے:۔

بعثت بجوامع الکلم۔[4]

میں "جوامع الکلم" کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔

"جوامع الکلم" سے مراد آسان و مختصر الفاظ جن میں کثیر معانی پائے جائیں[5] ابن قیم کہتے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۷ کا) ترمذی کتاب الرؤیا باب ذہاب النبوّۃ۔ [1] (حاشیہ صفحہ ہذا) مسلم ج ۱ کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ۔ [2،3،4] مسلم ج ۱ کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ۔ [5] نووی شرح مسلم حوالہ بالا

Marfat.com

جوامع الکلم ھی الالفاظ الکلیۃ العامۃ المتناولۃ لافرادھا۔[1]

جوامع الکلم وہ عام کلی الفاظ جو اپنے تمام افراد کو شامل ہوں۔

عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے :۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم فواتح الخیر وجوامعہ اوجوامع الخیر وفواتحہ۔[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امور خیر کے فواتح (سرچشمے) اور امورِ خیر کے جوامع (مجموعے) کی تعلیم دی گئی۔

اس فیض پر رسول اللہؐ کی شہادت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس فیض (پروگرام) پر "شاہد" بنا کر بھیجا گیا۔

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا۔[3]

اے نبیؐ! ہم نے آپ کو بھیجا گواہ بنا کر بشارت دینے والا ڈرانے والا اللہ کے حکم سے اسکی طرف دعوت دینے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقامِ شہادت پر کھڑا کر دینا اپنے اندر بڑی معنویت رکھتا ہے۔ یہ شہادت فہم وادراک سے، قول وعمل سے دنیا وآخرت میں ہر جگہ مراد ہے چنانچہ نماز کے بعد آپ فرمایا کرتے تھے۔

انا شھید انت الرّب وحدك لاشریك لك انا شھید ان محمدًا عبدك ورسولك انا شھید ان العباد کلھم اخوۃ۔[4]

میں گواہ ہوں کہ تو ربّ ہے تنہا ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے، میں گواہ ہوں کہ محمدؐ تیرا بندہ اور تیرا رسول ہے۔ میں گواہ ہوں کہ سب بندے بھائی بھائی ہیں۔

آخرت کے بارے میں ہے :۔

---

[1] ابن قیم۔ اعلام الموقعین ج ۱۔ تفسیر جوامع الکلم۔ [2] مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۴۰۸ عن عبداللہ بن مسعود۔ [3] الاحزاب ع ۶۔ [4] مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص ۳۶۹ عن زید بن ارقم۔

Marfat.com

انی فرط لکم وانا شہید علیکم[1] — میں تم سے پہلے جانے والا ہوں اور تم پر گواہ ہوں۔

اسی شہادت کی بناء پر حدیث میں ہے :۔

فمن اطاع محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم فقد اطاع اللہ ومن عصٰی محمدًا فقد عصی اللہ ومحمد فرق بین الناس[2] — جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے محمدؐ کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں۔

شاہد علی الشاہد کی حیثیت

"اس شہادت" کو جن لوگوں نے اپنی زندگی میں رچایا اور بسایا ان کو بھی "شاہد" بنایا گیا جن کی حیثیت "شاہد علی الشاہدؐ" کی ہے۔

قرآن حکیم میں ہے :۔

لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (الحج ع ۱۰) — تاکہ رسول تم پر گواہ ہو اور "تم" لوگوں پر گواہ ہو۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۝ (البقرہ ع ۱۷) — اسی طرح ہم نے تم کو معتدل امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔

اس "شاہد" کو جس قدر فضیلت و برتری حاصل ہے وہ "مقامِ شہادت" کی بنا پر ہے جیسا کہ فرشتوں نے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک مثال کے ذریعہ سمجھایا :۔

فقالوان لصاحبکم ھذا مثلا فاضربوالہ مثلا فقالوا مثلہ کمثل رجل — فرشتوں نے کہا کہ تمہارے اس صاحب (رسولؐ) کی ایک مثال ہے اس کو بیان کرو وہ مثال

---

[1] بخاری ج ۲ کتاب الرقاق باب مایحذر من زہرۃ الدنیا الخ [2] بخاری ج ۲ کتاب الاعتصام بالاقتداء بسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

Marfat.com

بنی داراً وَجعل فیہا مَأدبۃ و بعث داعیا فمن اجاب الداعی دخل الدّار واکل من المادبۃ ومن لم یجب الداعی لم یدخل الدّار ولم یأکل من المأدبۃ فقالوا الدار الجنۃ والداعی محمدؐ[1]

یہ ہے کہ کسی نے گھر بنایا اور اس میں دسترخوان چنا اور کھانے کے لئے بلانے والے کو بھیجا جس نے داعی کی بات قبول کی وہ گھر میں داخل ہوا اور دسترخوان سے کھایا اور جس نے نہیں قبول کیا نہ وہ گھر میں داخل ہوا اور نہ دسترخوان سے کھایا کہا انہوں نے کہ دار سے مراد جنّت ہے اور داعی سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

دوسری جگہ ہے:۔

انتم تتمون سبعین امۃ انتم خیرھا واکرمہا علی اللہ تعالیٰ[2]

تم ستّر بڑی امتوں کے تمام کرنے والے ہو اللہ کے نزدیک تم ان میں سب سے بہتر اور معزز ہو۔

درک وبصیرت کا حکم

مقامِ شہادت ہی کی بناء پر اس پروگرام میں درک وبصیرت حاصل کرنے کا حکم دیا گیا کہ اس کے بغیر فرائض کی ادائیگی کی کوئی شکل نہیں ہے۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ○ (التوبۃ ع ۱۵)

کیوں ایسا نہ کیا گیا کہ مومنوں کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکل آئی ہوتی جو دین میں تفقہ حاصل کرتی اور جب وہ اپنے گروہ میں واپس جاتی تو لوگوں کو (جہل وغفلت کے نتائج سے) ہوشیار کرتی تاکہ لوگ برائیوں سے بچیں۔

تفقّہ فی الدین (دین میں فہم وبصیرت) کے لئے رسمی علم کافی نہیں ہے بلکہ وہ فہم وفراست درکار ہے جو عقل وقلب دونوں کے آمیزہ سے تیار ہوتی ہے[3]، اس کے بغیر مذکورہ مقام شہادت

---

[1] بخاری ج ۲ کتاب الاعتصام باب الاقتداء بسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [2] ترمذی ومشکوٰۃ باب ثواب ہذہ الامۃ [3] امینی: فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر۔ فقہ کی حقیقت۔

Marfat.com

نہیں حاصل ہوسکتا۔ دین میں تفقہ، اللہ کی بڑی نعمت ہے جو ہر کسی کو نہیں حاصل ہوتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من یرد اللہ بہ خیرًا یُفَقِّہْہُ فِی الدین وانا قاسم واللہ یعطی۔[1]

جس شخص کے ساتھ اللہ خیر کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین میں تفقہ (بصیرت) عطا فرماتا ہے۔ میں (علم کو) تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ سمجھا دیتا ہے۔

ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:۔

ان رجالا یأتونکم من اقطار الارض یتفقھون فی الدین فاذا اتوکم فاستوصوا بھم خیرًا۔[2]

لوگ تمہارے پاس مختلف اطراف سے دین میں تفقہ حاصل کرنے کیلئے آئیں گے جب وہ آئیں تو ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو، یہ میری وصیت ہے۔

علماء انبیاء کے وارث

مقام شہادت ہی کی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے علماء کو انبیاء کا وارث قرار دیا اور عالم کی عابد پر فضیلت بیان فرمائی۔

ان فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلۃ البدر علیٰ سائر الکواکب وان العلماء ورثۃ الانبیاء لم یورّثوا دینارًا ولا درھما وانما ورّثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر۔[3]

عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر علماء انبیاء کے وارث ہیں انبیاء دینار اور درہم کے وارث نہیں بناتے وہ علم کے وارث بناتے ہیں جس نے علم حاصل کیا اس نے بڑا حصہ پالیا۔

دوسری جگہ ہے:۔

فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم۔[4]

عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہی ہے جیسے میری فضیلت تم میں ادنیٰ شخص پر ہے۔

---

[1] بخاری و مسلم و مشکوٰۃ کتاب العلم۔ [2] ترمذی و مشکوٰۃ کتاب العلم الفصل الثانی۔

Marfat.com

وارث بنانے کا مقصد

انبیاء کی وراثت یا شہادت تربیت کے پروگرام کی صرف ترجمانی سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس کے لئے ہر دور، وزمانہ میں وہ تعبیر وتشریح اور اخذ واستنباط کی صلاحیت درکار ہے کہ جس کے ذریعہ نمو پذیر زندگی اور ترقی پذیر معاشرہ کا رشتہ اس سے منقطع نہ ہونے پائے۔ یہ زندگی اور معاشرہ جو ہر انسانیت کی انہی صلاحیتوں سے وجود میں آئے گا جن کی پختگی کے بعد پروگرام آیا ہے۔ اس بناء پر زندگی اور معاشرہ کی ترقی سے جس قدر نئی جزئیات پیدا ہوں گی وہ سب اس کے اصول وکلّیات میں موجود ہیں، صرف ان سے اخذ واستنباط کی ضرورت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء کو انبیاء کا وارث قرار دے کر گویا یہ ظاہر فرمایا کہ نبوت اگرچہ ختم ہوگئی لیکن کارِ نبوّت ہمیشہ جاری رہے گا اور ہر دور، وزمانہ میں اس کی تعبیر وتشریح اور اس سے اخذ واستنباط کا سلسلہ جاری رہے گا۔ اگر اس سلسلہ کو بند کیا گیا تو ختم نبوّت پر حرف آئے گا اور کارِ نبوّت نہ جاری رہ سکے گا جب کہ اس کا جاری رہنا ختمِ نبوّت کا مقصود ومطلوب ہے۔

Marfat.com

۵۔ علمِ نبوّت

علمِ نبوت سے مراد وہ کلام الٰہی ہے جو نبیوں اور رسولوں پر بذریعہ فرشتہ اتارا گیا۔ یہ کلام "نبوّت کے خلقی وجدان و داخلی شعور کا نتیجہ نہیں بلکہ خارجی و ماورائی حقیقت ہے جو ہر قسم کی آمیزش سے پاک اور ہر طرح کے اثرات سے محفوظ ہے۔

وَ اِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ (شعراء ع ۱۱)

یہ قرآن رب العلمین کا اتارا ہوا ہے جس کو روح الامین نے آپؐ کے قلب پر اتارا ہے۔

دوسری جگہ ہے:۔

يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ (النحل ع ۱)

وہ فرشتوں کو الروح یعنی اپنا حکم (وحی) دے کر اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے نازل کرتا ہے۔

تیسری جگہ ہے:

رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِى الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ (المومن ع ۱)

اللہ رفیع الدرجات اور عرش کا مالک ہے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے الروح یعنی حکم (وحی) ڈالتا ہے۔

ایک اور جگہ ہے:۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (البقرہ ع ۱۱)

آپ کہہ دیجیے کہ جو شخص جبریلؑ کا دشمن ہے تو جبریلؑ ہی نے تو قرآن کو اللہ کے حکم سے آپؐ کے دل پر اتارا ہے۔

Marfat.com

قرآنِ حکیم کی آخری ودوامی شکل

ختمِ نبوّت سے پہلے چوں کہ جوہرِ انسانیت کے قویٰ وخواص خام حالت میں تھے اوران میں بتدریج پختگی وتوانائی پیدا کرنے کا مرحلہ تھا اس بناء پر کلام الٰہی (کتاب) ان کی مناسبت سے حسبِ ضرورت بھیجا جاتا رہا اور وقتاً فوقتاً اس میں ردوبدل کرکے بہتر شکل دینے کی کوشش ہوتی رہی تاکہ بتدریج پختگی وتوانائی کی راہ ہموار ہوسکے۔ لیکن ختمِ نبوّت پر جو کلامِ الٰہی (کتاب) اتارا گیا وہ چوں کہ قویٰ وخواص کی پختگی وتوانائی کے بعد صلاحیتوں کی ضابطہ بندی کے لئے ہے، اس میں ردوبدل ضرر رساں ہونے کے علاوہ خلافت ونیابت کے لئے حیوانی ونورانی بنیاد کے درمیان تجاذبی قوت کی جو حد مقرر تھی اس میں بھی اضافہ کی گنجائش نہ رہ گئی تھی اس بناء پر پختگی وتوانائی کے بعد کلامِ الٰہی (قرآنِ حکیم) کو آخری ودوامی شکل دے کر مہرِ نبوّت کی تصدیق اس پر ثبت کردی گئی۔

پہلی کتابوں کا ذکر | پہلی کتابوں کا ذکر ان آیتوں میں ہے:۔

اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی صُحُفِ	یہ باتیں گزشتہ صحیفوں میں بھی ہیں، ابراہیم
اِبْرَاهِیْمَ وَ مُوْسٰی (اعلیٰ ع ۱)	اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔
اَوَلَمْ تَأْتِهِمْ بَیِّنَةُ مَّا فِی الصُّحُفِ	کیا پہلے صحیفوں میں جو کچھ ہے اسکی گواہی ان
الْاُوْلٰی (طٰہٰ ع ۸)	کو نہیں پہنچی۔
وَ اِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ (شعراء ع ۱۱)	بلاشبہ یہ پہلوں کی کتابوں میں ہے۔
وَاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا (النساء ع ۳)	اور ہم نے داؤدؑ کو زبور دی۔
اِنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِیْهَا هُدًی وَّنُوْرٌ (المائدہ ع ۷)	ہم نے توراۃ اتاری جس میں ہدایت اور نور ہے۔
وَاٰتَیْنٰهُ الْاِنْجِیْلَ فِیْهَا هُدًی وَّنُوْرٌ (المائدہ ع ۷)	ہم نے عیسیٰ کو انجیل دی اس میں ہدایت اونور ہے۔

متعلقہ حدیثیں | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

انزلت صحف ابراھیم علیہ السّلام فی اوّل	ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے رمضان کی پہلی

لیلۃ من رمضان وانزلت التوراۃ لست مضین من رمضان والانجیل بثلاث عشرۃ خلت من رمضان وانزل الفرقان لاربع وعشرین خلت من رمضان۔[1]

رات میں اتارے گئے، تورات چھ رمضان اور انجیل تیرہ رمضان کو نازل ہوئی اور قرآن چوبیس رمضان کو نازل کیا گیا۔

دوسری جگہ ہے :۔

اعطیت مکان التوراۃ السبع و اعطیت مکان الزبور المئین و اعطیت مکان الانجیل المثانی وفضلت بالمفصل[2]

میں توراۃ کی جگہ سات لمبی سورتیں دیا گیا، زبور کی جگہ سو سے زائد آیتوں والی سورتیں دیا گیا انجیل کی جگہ سو سے کم آیتیں دیا گیا اور اس سے بھی کم آیتوں والی سورتوں کیساتھ میں فضیلت دیا گیا۔

پہلی کتابوں میں نسخ ونسیان کا ذکر

ان کتابوں میں نسخ (ردوبدل) کا ذکر اس آیت میں ہے :۔

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ اَوْ نُنْسِہَا نَأْتِ بِخَیْرٍ مِّنْہَآ اَوْ مِثْلِہَا (البقرۃ ع ۱۳)

ہم اپنے احکام سے جو کچھ بدل دیتے یا بھلا دیتے ہیں تو اس کی جگہ اس سے بہتر یا اس جیسا حکم نازل کرتے ہیں۔

"نسخ" میں پچھلی تعلیم موجود تھی اور "نسیان" میں پچھلی تعلیم فراموش ہو گئی تھی لیکن ہر دو صورتوں میں ہر نئی تعلیم پچھلی سے بہتر یا اس کے مثل تھی کمتر نہ تھی کیونکہ بتدریج پختگی و توانائی کی طرف لے جانے کے لئے اصل تکمیل وارتقاء ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

لَقَدْ جئتکم بہا بیضاء نقیۃ ولو کان موسٰی حیا ما وسعہ الا

میں تمہارے پاس صاف اور ستھری ملّتِ حنفیہ لایا ہوں اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو

---

[1] مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص ۱۰۷

Marfat.com

اتباعی[1]۔ تو ان کو بھی میری اتباع کے بغیر چارہ نہ تھا۔

دوسری روایت میں ہے :۔

والذی نفس محمد بیدہ لو بدأ لکم موسٰی فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل ولو کان حیاً و ادرک بنبوّتی لاتبعنی[2]

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تمہارے سامنے موسیٰؑ ظاہر ہوں اور تم مجھے چھوڑ کر انکی اتباع کرو تو سیدھی راہ سے گمراہ ہو جاؤ گے اگر موسیٰؑ زندہ ہوتے اور میری نبوت کو پاتے تو وہ میری اتباع کرتے۔

بحیثیت مجموعی کتابوں پر ایمان لانے کا حکم

نسخ ونسیان ہی کی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب کی نہ تصدیق کا حکم دیا اور نہ تکذیب کا بلکہ بحیثیت مجموعی کتابوں پر ایمان لانے کا حکم دیا۔

لا تصدّقوا اھل الکتب ولا تکذّبوھم وقولوا اٰمنّا باللہ وما انزل الینا (الآیۃ)[3]

تم اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب کرو بلکہ یہ کہو کہ ہم اللہ پر اور ان کتابوں پر ایمان لائے جو ہماری طرف اتاری گئیں۔

نسخ ونسیان دونوں کا تعلق پہلی کتابوں سے ہے جیسا کہ اس سے اوپر کی آیت مَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ الخ سے ظاہر ہے۔ نسیان کی صورت اس لئے کہ جب تک حفاظت ویاد رکھنے کا قدرتی انتظام نہ ہوا مت اد زمانہ کی وجہ سے تعلیم فراموش ہو جاتی ہے۔ جوہر انسانیت کی پختگی وتوانائی سے پہلے چوں کہ کتاب الٰہی میں تسلسل وارتقاء پایا جاتا رہا اس بناء پر حفاظت ویاد رکھنے کا کوئی قدرتی انتظام نہ کیا گیا البتہ نسخ کا تعلق سمجھنے کے لئے اس کی حقیقت جاننا ضروری ہے۔ لغت کی کتابوں میں نسخ کی یہ حقیقت بیان کی گئی ہے۔

---

[1] احمد ومشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ الفصل الثانی [2] مشکوٰۃ باب الاعتصام الفصل الثالث

[3] ایضاً الفصل الاول۔

Marfat.com

ازالة الحکم بحکم یتعقبہ[1]۔	کسی حکم کو بعد کے حکم سے زائل کرنا۔
ابطال الشیٔ واقامة اٰخر مقامہ[2]۔	شے کو باطل کرکے اسکی جگہ دوسری شے رکھنا ایک
نسخ الاٰیة بالاٰیة ازالة حکمہا[3]	آیت کو دوسری آیت سے منسوخ کرنا اسکے حکم کو زائل کرنا ہے۔
النسخ ان تزیل امراً کان من قبل	نسخ یہ ہے کہ پہلی بات سے جس پر عمل کیا جاتا ہو اس
یعمل بہ ثم تنسخہ بحادث غیرہ[4]۔	کو زائل کرکے اس کی جگہ نئی بات رکھی جائے۔
النسخ ان تعمل بالاٰیة ثم تنزل اٰیة	نسخ یہ ہے کہ کسی آیت پر عمل کیا جائے پھر دوسری
اخریٰ فتعمل بہا وتترک الاولیٰ[5]	آیت عمل کیلئے نازل ہو اور پہلی چھوڑ دی جائے نسخ
النسخ ابطال شیئ واقامة غیرہ مقامہ[6]	کسی شی کو باطل کرکے اس کی جگہ کسی اور شی کو کرنا۔

ان تصریحات سے ظاہر ہے کہ نسخ کی حقیقت "ردوبدل کرنا" ہے یعنی ایک حکم کو ہٹا کر اس کی جگہ دوسرا حکم رکھنا جس کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے جب کہ خامی دور کرکے بتدریج ترقی دینا مقصود ہو۔ جوہر انسانیت کی پختگی وتوانائی کے بعد چوں کہ یہ مقصود نہیں باقی رہتا اس بناء پر نسخ کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی۔ ایسی حالت میں نسخ کا تمام تر تعلق پہلی کتابوں سے قائم ہوتا ہے۔ آخری کتاب (قرآن حکیم) چونکہ پختگی وتوانائی کے بعد نازل ہوئی اس بناء پر "نسخ" سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

قرآنی احکام میں ازالہ نہیں بلکہ "امالہ" کی ضرورت ہے

پختگی وتوانائی کے بعد جو چیز مقصود بنتی ہے وہ اعتدال وتوازن برقرار رکھنا ہے جن کے لئے حکم کے ازالہ کی نہیں بلکہ امالہ کی ضرورت ہے اور امالہ کا تعلق حکم کے ردوبدل سے نہیں بلکہ اسکے نفاذ سے ہے یعنی حکم کو برقرار رکھتے ہوئے نفاذ کے وقت اس کے اوصاف میں تبدیلی کردی جائے مثلاً حالات کے لحاظ سے

---

[1] راغب اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن۔ [2] ابن منظور۔ لسان العرب۔ فصل النون حرف الخاء [3] سید محمد مرتضیٰ زبیدی۔ تاج العروس جز ثانی فصل النون باب الخاء [4] [5] [6] ایضاً محمد طاہر پٹنی مجمع بحار الانوار ج ۳ نسخ۔

Marfat.com

۱۔ عام کو خاص بنا دیا جائے۔

۲۔ مطلق کو مقید کر دیا جائے۔

۳۔ وسعت کو محدود کر دیا جائے۔

۴۔ کسی شرط یا صفت کا اضافہ کر دیا جائے۔

۵۔ بعض صورتوں کو مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

۶۔ عارضی طور پر نفاذ کو روک دیا جائے وغیرہ۔

ایک مثال سے وضاحت

اس کی مثال ماہر طبیب کے اس نسخہ کی ہے جس کو وہ نبض کی حرکت، مریض کی حرارت، مرض اور مزاج کی کیفیت، قویٰ، عمر اور موسم کو ملحوظ رکھ کر تجویز کرتا ہے اور پھر مریض مرض اور موسم کے احوال میں تبدیلی کے ساتھ نسخہ میں معمولی تبدیلی کرتا رہتا ہے اگر سابقہ حالت پھر واپس آجاتی ہے تو سابقہ لکھی ہوئی دوائیں دوبارہ استعمال کرانے لگتا ہے، بعینہ اس کا یہی طرز عمل تجویز کی ہوئی غذا کے بارے میں ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں نہ نسخہ کی کسی دوا کو نظر انداز کیا جا سکتا اور نہ طبیب کے اختیارِ تمیزی کو سلب کیا جا سکتا ہے۔

یہ "امالہ" گویا طبیب کا اختیارِ تمیزی ہے جس کے لئے ہماری زبان میں موقع و محل کی تعیین کا لفظ زیادہ موزوں ہے اور اس کے لئے احکام منصوصہ و غیر منصوصہ کی تخصیص نہیں ہے۔

ثبوت میں ایک آیت

امالہ یا اوصاف میں تبدیلی کا ثبوت بڑی حد تک قرآنِ حکیم کی اس آیت میں ہے۔

وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰیَةً مَّكَانَ اٰیَةٍ وَّاللّٰهُ	جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت
اَعْلَمُ بِمَا یُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ	بدل دیتے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے جو اتارتا
مُفْتَرٍ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ	ہے تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے گھڑ لیا ہے ایسا

Marfat.com

(النحل ع ۱۴) نہیں ہے بلکہ ان میں کے اکثر نہیں جانتے ہیں

اس آیت میں ابدال کے بجائے "تبدیل" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس سے مراد کہیں ذات کی تبدیلی اور کہیں صرف اوصاف کی تبدیلی ہوتی ہے، ذات اپنی جگہ برقرار رہتی ہے۔

التبدیل التغییر مطلقا اما فی الذات کتبدیل الدراھم بالدنانیر او فی الاوصاف کتبدیل الفضۃ خاتما[1]

"تبدیل" سے مطلقاً بدلنا مراد ہے خواہ ذات میں ہو جیسے درہم کی تبدیلی دینار کیساتھ یا اوصاف میں ہو جیسے چاندی کی تبدیلی انگوٹھی کی شکل میں۔

ابدال اور تبدیل کا یہ فرق بیان کیا گیا ہے۔

ان التبدیل تغییر الصورۃ الی صورۃ اخریٰ والجوھرۃ بعینھا والابدال تنحیۃ الجوھرۃ واستئناف جوھرۃ اخریٰ[2]

تبدیل صرف صورت کو بدلنا ہے، اصل جوہر اپنی جگہ باقی رہے اور "ابدال" جوہر کو بدلنا ہے کہ اس جگہ دوسرا جوہر آجائے۔

کلام عرب میں دو محاورے ہیں:۔

ابدلت الخاتم بالحلقۃ ۔ بدّلت الخاتم بالحلقۃ۔

دونوں کے استعمال میں فرق ہے پہلا اس وقت استعمال ہوتا ہے جب انگوٹھی کو ہٹا کر پھلا اس کی جگہ رکھ دیا جائے اور دوسرا اس وقت جب کہ انگوٹھی کو پگھلا کر چھلا بنا لیا جائے پہلے میں اصل "جوہر" بدل جاتا ہے اور دوسرے میں جوہر باقی رہتا ہے صرف اوصاف میں تبدیلی ہوتی ہے[3]۔

لفظِ تبدیل کا استعمال

قرآنِ حکیم میں لفظ تبدیل کا استعمال دونوں طرح ہے۔

ذات کی تبدیلی مثلاً۔

---

[1] شیخ محمد طاہر پٹنی۔ مجمع بحار الانوار ج ۱۔ [2] محمد مرتضیٰ زبیدی تاج العروس جزء سابع فصل الباء من باب اللام۔ [3] ایضاً۔

Marfat.com

فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ (الفرقان ع ٦)

یہی لوگ ہیں کہ اللہ انکی برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دے گا

صرف اوصاف کی تبدیلی۔ مثلاً:۔

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْداً غَيْرَهَا (النساء ع ٨)

جب کبھی ان کی کھال جل جائے گی تو ہم اس کی جگہ دوسری کھال بدل دیں گے۔

پہلی کتابوں میں ردّ و بدل کا ذکر لفظ "نسخ" کے ساتھ اور آخری کتاب (قرآنِ حکیم) میں بدلنے کا ذکر تبدیل کے ساتھ خود اس بات کا قرینہ ہے کہ یہاں "تبدیلی" سے مراد صرف اوصاف کو بدلنا ہے، ذات اپنی جگہ برقرار رہتی ہے جیسا کہ اس کی تائید رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام کے فیصلوں نیز متقدمین کے طرزِ عمل سے ہوتی ہے مثلاً:

رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں سے اوصاف میں تبدیلی کی مثالیں

قرآنِ حکیم میں حدود قائم کرنے کا حکم عام ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانۂ جنگ اور دشمن کی سرزمین میں حدود قائم کرنے سے منع کیا ہے:۔

لا تقطع الایدی فی الغزو[1] — غزوہ میں ہاتھ نہ کاٹے جائیں۔

لا تقطع الایدی فی السفر[2] — سفر میں ہاتھ نہ کاٹے جائیں۔

(۲) اجنبی عورتوں کی طرف دیکھنے سے منع کیا گیا ہے تاکہ وساوسِ شیطان و فساد کا دفعیہ ہو اور اللہ کی حرمتیں محفوظ رہیں لیکن جس سے شادی کا ارادہ ہو رسول اللہ نے اس کو دیکھنے کی اجازت دی۔

انظر الیہا فانہ احریٰ ان یؤدم بینکما[3] — اس کو دیکھ لو اس سے آپس میں الفت و محبت کی زیادہ امید ہے۔

---

[1] و [2] مشکوٰۃ باب قطع السرقہ [3] احمد و ترمذی و مشکوٰۃ باب النظر الی المخطوبہ۔

Marfat.com

(۳) ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میں نے ایسے جرم کا ارتکاب کیا ہے جس سے میرے اوپر حد لازم آتی ہے آپ حد جاری کر دیجئے اس پر آپ نے فرمایا :۔

الیس قد صلّیت معنا قال نعم قال	کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی
فان اللہ قد غفر لك ذنبك	اس نے عرض کیا ہاں پڑھی ہے آپؐ نے فرمایا
او حدك[1]۔	اللہ نے تمہارا گناہ یا تمہاری حد معاف کر دی۔

معافی کا اثر اس شخص پر یہ ہوا کہ اس نے شراب نوشی سے توبہ کر لی۔ بعض روایتوں میں ہے کہ اس نے کہا، آپؐ کے کوڑوں کے خوف سے شراب چھوڑنے میں اپنی توہین سمجھتا تھا لیکن آپؐ نے معاف کر دیا تو واللہ اس ملعون کو کبھی ہاتھ نہ لگاؤں گا۔

(۴) زنا کے ایک واقعہ میں مجرم کی جگہ غیر مجرم پکڑ لیا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سزا کا حکم بھی سنا دیا لیکن بعد میں مجرم نے خود ہی اپنے جرم کا اقرار کر لیا اور ماخوذ شخص کو اس سے بری کر دیا۔ یہ صورت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے دونوں کی سزا معاف کر دی ماخوذ شخص کو اس بنا پر کہ وہ اصل مجرم نہ تھا اور مجرم کی اس بنا پر کہ محض دوسرے کی جان اور حق کے تحفظ کی خاطر اپنے جرم کا اقرار کر لیا۔

حضرت عمرؓ نے اس خیال سے کہ اعترافِ جرم کے بعد سزا نہ دینا مجرم کی حوصلہ افزائی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سزا دینے کی درخواست کی تو آپؐ نے انکار فرمایا :۔

فابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	آپؐ نے انکار کیا اور فرمایا کہ اللہ کی طرف
فقال انہ قد تاب الی اللہ[2]	اس نے رجوع کر لیا ہے۔

اس قسم کی بہت سے مثالیں ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ کی مخصوصات (جو آپؐ کے لئے خاص ہیں اور کسی عام قاعدہ و قانون کے تحت نہیں آتے) قرار دے کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ ان سے اوصاف کی تبدیلی کا بہترین ثبوت ملتا ہے۔

---

[1] مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ۔ [2] ابن قیم۔ اعلام الموقعین ج ۳ فصل فی تغیر الفتویٰ۔

Marfat.com

صحابہؓ کے فیصلوں سے اوصاف کی تبدیلی کی مثالیں

صحابہ کرامؓ کے فیصلوں میں بھی اوصاف کی تبدیلی کی بہ کثرت مثالیں ہیں، یہاں صرف حضرت عمرؓ کے چند فیصلے ذکر کئے جاتے ہیں کہ ان کے سمجھنے میں لوگ طرح طرح کی غلط فہمیوں کے شکار ہوئے ہیں۔

(۱) حضرت عمرؓ نے کتابیہ (اہل کتاب) عورت سے نکاح کرنے کی ممانعت کر دی حالانکہ قرآنِ حکیم میں اس کی اجازت موجود ہے۔

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ (المائدہ ع ۱)

اور اہل کتاب کی پاکدامن عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں۔

ابوبکر جصاص نے ممانعت کے سلسلے میں یہ واقعہ نقل کیا ہے:۔

حضرت حذیفہؓ نے ایک یہودیہ عورت سے نکاح کیا۔ جب اس کی اطلاع حضرت عمرؓ کو ہوئی تو انہوں نے علیحدگی کا حکم دے دیا۔ حذیفہؓ نے جواب میں لکھا کہ کیا وہ حرام ہے؟ اس پر حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ میں حرام تو نہیں کہتا ہوں لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ تم بدکار عورتوں کے جال میں پھنس جاؤ گے۔[1]

فانی اخاف ان یقتدی بك المسلمون فیختاروا نساء اهل الذمة لجمالهن وکفیٰ بذالك فتنة نساء المسلمین[2]

میں ڈرتا ہوں کہ دوسرے مسلمان تمہاری پیروی کریں گے اور ذمیہ (کتابیہ) عورتوں کی خوبصورتی کی وجہ سے مسلمان عورتوں پر ان کو ترجیح دیں گے یہ بات بڑی آسانی کے ساتھ مسلمان عورتوں کیلئے فتنہ بن سکتی ہے۔

---

[1] ابوبکر جصاص۔ احکام القرآن ۲ باب تزوج الکتابیات۔ [2] محمد۔ کتاب الآثار باب تزوج الیہودیۃ والنصرانیۃ۔

(۲) بیت المال (سرکاری خزانہ) میں چوری سے ہاتھ کاٹنے کا حکم نہیں دیا اور فرمایا کہ بیت المال میں سب کی شرکت ہے۔

لیس علیہ قطع[1] — ایسے چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے

ایک خادم نے مالکہ کے آئینہ (قیمت ساٹھ درہم) کی چوری کی حضرت عمرؓ نے یہ کہہ کر اس کا ہاتھ کاٹنے سے منع کر دیا۔

خادمکم سرق متاعکم[2] — تمہارے خادم نے تمہارے مال کی چوری کی۔

ان غلاموں کو بھی ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں دی جنہوں نے ایک اونٹ چرایا تھا جب انہیں معلوم ہوا کہ غلاموں کا مالک ان کو ننگا بھوکا رکھتا ہے چنانچہ حکم واپس لیتے ہوئے فرمایا۔

اراك تجيعهم[3] — میں دیکھتا ہوں کہ تم ان کو بھوکا رکھتے ہو۔

اسی سال قحط سالی میں چوری پر ہاتھ کاٹنے کا حکم نہیں دیا۔

لا تقطع اليد فی غدق وعام سنة[4] — خوشہ کی چوری اور قحط سالی میں ہاتھ نہ کاٹے جائیں۔

جب کہ قرآنِ حکیم کی آیت عام ہے اس میں نہ کوئی تخصیص ہے اور نہ استثناء ہے۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا أَيْدِيَهُمَا (المائدہ ع ٦) — چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت دونوں کا ہاتھ کاٹ دو۔

یہود و نصاریٰ کے ذبیحہ خانے ہٹانے کا حکم دیا۔ حالانکہ قرآنِ حکیم میں ان کا ذبیحہ حلال کیا گیا ہے:۔

فَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ (المائدہ ع ١) — اور اہل کتاب کا ذبیحہ تمہارے لئے حلال کیا گیا ہے۔

(۴) اس صورت میں پورا مہر واجب کیا جس میں شوہر اور بیوی کے درمیان خلوتِ صحیحہ

---

[1] ابو یوسف۔ الخراج فصل ما یجب فیہ الحدود فی سرقۃ۔ [2] مالک۔ موطا باب لا قطع فیہ۔
[3] ایضاً۔ [4] ابن قیم۔ اعلام الموقعین ج ۳ المثال الثالث فی سقوط الحد۔

ہوا اور پھر طلاق ہو جائے۔

عن عمرؓ فی اغلاق الباب وارخاء	دروازہ بند کر دینے اور پردہ گرا دینے سے وہ
الستر انه یوجب المهر[1]	مہر واجب کرتے تھے۔

حالانکہ قرآنِ حکیم میں ہے کہ نکاح کے بعد اگر کوئی شخص تعلقات کی ادائیگی کے بغیر طلاق دے تو نصف مہر واجب ہوتا ہے :۔

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ	اگر تم عورتوں کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق
تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً	دو اور ان کا مہر مقرر کیا ہو تو مقررہ مہر کا
فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ ۔ (البقرۃ ع ۳۱)	نصف دینا ہوگا۔

اس قسم کی بہت سی مثالیں ہیں جو حالات کے لحاظ سے حکم کے اوصاف میں تبدیلی پر دلالت کرتی ہیں یعنی حکم اپنی جگہ برقرار رہتا ہے اور حالات کے لحاظ سے اس کے اوصاف میں تبدیلی ہوتی ہے جو اس وقت تک برقرار رہتی ہے جب تک حالات باقی رہتے ہیں۔

متقدمین کے نزدیک نسخ کا استعمال

غالباً ان مثالوں ہی کے پیش نظر متقدمین نے قرآنِ حکیم میں نسخ کا استعمال تبدیلیِ اوصاف کے مفہوم میں کیا ہے۔ ابن قیمؒ کہتے ہیں :۔

ان النسخ عند المتقدمین رفع	نسخ متقدمین کے نزدیک عام مطلق اور ظاہر
دلالة العام والمطلق والظاهر	وغیرہ کی دلالت اٹھا دینے کو کہتے ہیں، کبھی
وغیرها تارة اما بتخصیص تقیید	عام کو خاص یا مطلق کو مقید بنایا جاتا یا مطلق
او حمل مطلق علی مقید وتفسیرہ	کو مقید پر حمل کر کے اس کی تفسیر و توضیح کی
وتنبیهه حتی انهم یسمون	جاتی ہے یہاں تک کہ استثناء۔ شرط اور صفت
الاستثناء والشرط والصفة	کو بھی "نسخ" کہا جاتا ہے کیونکہ انکے ذریعہ بھی ظاہر

---

[1] اسمٰعیل بن یحیی المزنی مختصر المزنی باب الحکم فی الدخول واغلاق الباب الخ برحاشیہ کتاب الاُم للشافعی ج ۳۔

Marfat.com

نسخا لتضمن ذلك رفع دلالة الظاهر وبيان المراد فالنسخ عندهم وفی لسانهم هو بيان المراد بغير ذلك بل بالخارج عنه[1]

کی دلالت اٹھادی جاتی اور مراد کو بیان کیا جاتا ہے "سلف" کی زبان میں "نسخ" مراد کے بیان کا نام ہے یہ بیان اس لفظ کے غیر بلکہ کسی امرِ خارج سے بھی ہوتا ہے۔

دوسری جگہ ہے :۔

هو رفع الظاهر لتخصيص او تقييد او شرط او مانع فهذا اكثر من السلف يسميه نسخا[2]

کسی تخصیص، تقلید، شرط یا مانع کی وجہ سے ظاہری حمل کو نظر انداز کرنا عمومی طور پر سلف اس کا نام "نسخ" رکھتے ہیں۔

اوصاف میں تبدیلی ہی سے قرآن کی آخری و دوامی شکل برقرار رہتی ہے

حکم کو برقرار رکھتے ہوئے اس کے اوصاف میں تبدیلی کی بہ کثرت مثالیں راقم کی کتاب "احکام شرعیہ میں حالات وزمانہ کی رعایت" میں ملیں گی۔ حالات کے لحاظ سے احکام کے نفاذ میں اگر اوصاف کی تبدیلی نہ تسلیم کی جائے تو قرآنِ حکیم کی، آخری و دوامی شکل مجروح ہوتی اور صلاحیتوں کی ضابطہ بندی میں اعتدال و توازن برقرار رکھنا دشوار ہوتا ہے۔ اوصاف میں تبدیلی کے بعد پھر رہتی دنیا تک کسی نئی کتاب (کلام الٰہی) کی ضرورت نہیں رہ جاتی۔ یہی آخری کتاب ہر دور و زمانہ کے لئے کافی ہوتی ہے۔ صرف اسکی حفاظت کا سوال رہتا ہے جسکی ذمہ داری اللہ نے اپنے ذمہ لی ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (حجر ع ۱)

ہم نے ہی قرآن اتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

قرآن کی حفاظت کا جو انتظام ہے اور جس طرح وہ محفوظ ہے تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ یہ قدرتی انتظام و حفاظت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

---

[1] ابن قیم۔ اعلام الموقعین ج ۱۔ فصل المراد بالنسخ عند عامۃ السلف [2] ابن قیم اعلام الموقعین ج ۱۔ فصل المراد بالنسخ عند عامۃ السلف۔

Marfat.com

۶۔ شعورِ نبوّت

نبوت سے مراد علم وحکمت کا نور اور فہم وادراک کا وہ کمال ہے جو انبیاء علیہم السلام کو اللہ کی جانب سے عطا ہوتا ہے یہ "شعور" نبوّت کے خلقی وجدان کا نتیجہ اور اس کے لئے لازم ہے جس کے بغیر نبوّت کے فرائض انجام دینے کی کوئی شکل نہیں ہے۔

شعورِ نبوّت کا ثبوت | قرآنِ حکیم کی اس آیت سے "شعورِ نبوت" کا ثبوت ملتا ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ۔ (النساء رکوع ۱۵)	اے نبی! ہم نے آپؐ کی طرف حق کے ساتھ کتاب اتاری تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے آپ کو دکھایا۔ (سُجھایا)۔

بِمَا اَرٰىكَ اللّٰهُ کی تفسیر مفسرین سے یہ منقول ہے۔

بما عرفك واوحىٰ بِهٖ اليك[1]	اس کے مطابق جس کی اللہ نے آپؐ کو معرفت دی اور آپؐ کی طرف وحی بھیجی۔
بِمَا اعلمك اللّٰه[2]	اس کے مطابق جس کا اللہ نے آپؐ کو علم دیا۔

امام فخرالدین رازی نے مذکورہ آیت میں "علم" کو "رویۃ" سے تعبیر کرنے کی یہ وجہ بیان کی ہے:۔

---

[1] قاضی بیضاوی تفسیر بیضاوی؛ سید محمود آلوسی: روح المعانی نساء ع ۱۵ [2] فخرالدین رازی تفسیر کبیر جزء ثالث نساء ع ۱۵۔

Marfat.com

لان العلم الیقینی انبر أعن جہات الرّیب یکون جاریًا مجری الرّؤیۃ فی القوۃ والظہور۔[1]

وہ علم یقینی جو شک کو رد کرنے والا ہے، قوت اور ظہور میں رویت (دیکھنے) کے قائم مقام ہوتا ہے۔

پھر حضرت عمرؓ کا یہ قول نقل کیا ہے:۔

لا یقولن احد قضیت بما ارانی اللہ تعالیٰ فان اللہ تعالیٰ لم یجعل ذلک الا لنبیہ واما احدنا رایہ یکون ظنا لا علما۔[2]

کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میں نے اس کے مطابق فیصلہ کیا جو اللہ نے مجھے دکھایا، کیوں کہ یہ مقام صرف نبیؐ کے لئے خاص ہے، ہم لوگوں کی رائے ظن کے درجہ میں ہوتی ہے، نہ کہ علم کے درجہ میں۔

ظاہر ہے کہ رویت سے مراد یہاں بصری رویت نہیں ہے بلکہ قلبی رویت ہے، اس کی اللہ کی طرف نسبت ہے اور یہ خصوصیت صرف "شعورِ نبوت" کو حاصل ہوتی ہے۔

حکمت کا مفہوم | شعورِ نبوت کو سمجھنے کے لئے حکمت اور اس کے مقام کے نشاندہی ضروری ہے۔

قرآنِ حکیم کی کئی آیتوں میں "حکمت" کا ذکر ہے، لغت میں اس کے یہ معنی ہیں:۔

الحکمۃ اصابۃ الحق بالعلم والعقل۔[3]

علم و عقل کے ذریعہ حق کو پہنچنے کا نام

الحکمۃ عبارۃ عن معرفۃ افضل الاشیاء بافضل العلوم۔[4]

حکمت ہے۔[3] افضل اور بہترچیز کو بہترین علم کے ذریعہ جاننا حکمت ہے۔[4]

مفسرین سے یہ معنی منقول ہیں:۔

(۱) ہر شے کو اس کے مناسب محل میں رکھنے کی صلاحیت - وضع کل شیئ موضعہ؛۔

---

[1] فخرالدین رازی۔ تفسیر کبیر جزء ثالث نسارع ۱۵۔ [2] ایضاً و محمد عبدہ۔ المنار جزء خامس۔ [3] راغب اصفہانی مفردات القرآن۔ [4] ابن منظور لسان العرب۔

(۲) حقائق اشیاء کی معرفت "معرفت الاشیاء بحقائقھا ۔"

(۳) حق و باطل کے درمیان فیصلہ کی قوت "الفصل بین الحق والباطل"۔

(۴) قول اور عمل میں صحیح رائے تک پہنچنا "الاصابۃ فی القول والعمل[۱]۔"

(۵) وہ معارف و احکام جن سے نفوسِ انسانی کمال کو پہنچیں "ما یکمل نفوسھم من المعارف والاحکام ۔

ان کے علاوہ بھی بہت سے معنیٰ مفسرین سے منقول ہیں۔ مثلاً :۔

(۶) انوارِ قلوب کی معرفت اور اسرارِ عیوب سے واقفیت ۔

(۷) نفس اور شیطان کی دقیقہ رسی سے آگاہی ۔

(۸) شیطانی اور انسانی تقاضوں میں امتیاز کی قوت ۔

(۹) عقل کی رہنمائی اور قلب کی بصیرت ۔

(۱۰) برائیوں کی صحیح نشان دہی کے بعد علاج کی تدبیریں ۔

(۱۱) مخلوق کے احوال کا علم ۔

(۱۲) خاص قسم کی فراست (قیافہ شناسی)[۲]۔

ابن مسکویہ (فلسفی) نے حکمت کے تحت یہ چیزیں بیان کی ہیں :۔

ذکاوت و ذہانت، سرعتِ فہم، قوتِ فہم، ذہن کی صفائی، عقل کی رسائی اور سہولتِ تعلّم۔

پھر اس کے بعد کہا ہے :۔

وبھذہ الاشیاء یکون حسن الاستعداد للحکمۃ[۳]۔	ان ہی چیزوں کے ذریعہ حکمت کی حسن استعداد پیدا ہوتی ہے ۔

---

[۱] علاؤالدین علی تفسیر خازن ص ۸۶ و قاضی ثناءاللہ تفسیر مظہری ص ۴۷ [۲] عرائس البیان فی حقائق القرآن ص ۶۰۔ [۳] ابن مسکویہ ۔ تہذیب الاخلاق ص ۸ ۔

Marfat.com

مجاہد (تابعی) اور امام مالکؒ سے یہ معنی منقول ہیں :۔

انہا معرفۃ الحق والعمل و الاصابۃ فی القول والعمل[1]

حکمت نام ہے حق کی معرفت، اس پر عمل اور قول و عمل میں درستی کو پہنچنے کا۔

ابن قیم نے اس "معنی" کو احسن قرار دیا ہے :۔

واحسن ما قیل فی الحکمۃ۔[2]

حکمت کے باب میں جو کچھ کہا گیا ہے ان میں یہ احسن ہے۔

ان تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ حکمت دراصل اس "استعداد" کا نام ہے جس کے ذریعہ حق کی معرفت، فیصلہ کی قوت، کسی شے کو اس کے مناسب محل میں رکھنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

"حکمت" علم و فہم کا نہایت اونچا درجہ ہے

قرآنِ حکیم کی جن آیتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کی تفصیل بیان کی گئی ہے، ان میں حکمت کو علم و فہم کا نہایت اونچا درجہ تسلیم کیا گیا ہے۔ مثلاً :۔

(۱) تلاوتِ آیات۔ وہ درجہ جو ذکر و نصیحت حاصل کرنے کے لئے کافی ہے۔

(۲) تعلیمِ کتاب۔ وہ درجہ جس میں موقع و محل کے لحاظ سے مفہوم متعین کرنے اور اصول و کلیات کو بر محل منطبق کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

(۳) تعلیمِ حکمت۔ وہ درجہ جس میں بات کی تہہ تک پہنچنے اور اس کے اسرار و رموز سے واقفیت حاصل کرنے کی "حسنِ استعداد" پیدا ہوتی ہے تزکیہ کا تعلق عمل سے ہے۔ جو ہر درجہ میں یکساں ضروری ہے :۔

یَتْلُوْا عَلَیْہِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْہِمْ وَ یُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ (آل عمران ع ۱۷)

رسول اللہؐ کا آیتیں انکے سامنے تلاوت کرنا ان کا تزکیہ کرنا ہے اور ان کو کتاب و حکمت

---

[1] ابن القیم مدارج السالکین و تفسیر قیم وانزل اللہ الخ ص ۲۲۷ (مرتب محمد اویس ندوی)۔

Marfat.com

کی تعلیم دیتا ہے۔

نبوت کمالِ حکمت پر فائز ہوتی ہے

غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ نبوت درجۂ کمال کی حکمت پر فائز ہوتی ہے۔ اسی بنا پر قرآنِ حکیم میں لفظِ "حکمت" کی تفسیر اکثر و بیشتر نبوت و سنّت سے کی جاتی ہے۔

ابن قیمؒ کہتے ہیں:-

الحکمة فی کتاب اللہ نوعان مفردة ومقرونة بالکتاب فالمفردة فسرت بالنبوة و فسرت بعلم القرآن قال ابن عباس ھی علم القرآن ناسخه ومنسوخه ومحکمه و متشابهه، ومقدمه ومؤخر وحلاله وحرامه وامثاله وقال الضحاك ھی القرآن والعلم والفقه وفی روایة اخری عنه ھی الاصابة فی القول والفعل وقال النخعی ھی معانی الاشیاء فهمها وقال الحسن الورع فی دین اللہ کانه فسرها بثمرتها ومقتضاها واما الحکمة المقرونة بالکتاب فهی السنة کذلك قال الشافعی وغیرہ من

اللہ کی کتاب میں حکمت دو طرح مستعمل ہے (۱) مفرد اور (۲) کتاب کے ساتھ (۱) مفرد کی تفسیر نبوۃ اور علم قرآن کے ساتھ کی گئی ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ وہ علم قرآن ہے یعنی ناسخ و منسوخ، محکم و متشابہ، مقدم و مؤخر اور حلال و حرام وغیرہ کا، ضحاک نے کہا کہ وہ قرآن اور علم اور فقہ ہے۔ ضحاک کی دوسری روایت میں اس سے مراد قول اور فعل میں درستی کو پہنچنا ہے۔ نخعی نے کہا کہ چیزوں کے معانی اور ان کا فہم ہے۔ حسن نے کہا کہ اللہ کے دین میں پرہیز گاری مراد ہے۔ گویا یہ تفسیر اس کے ثمرہ اور مقتضاء کے لحاظ سے ہے (۲) جو حکمت کتاب کے ساتھ ہے، اس سے سنّت مراد ہے، امام شافعیؒ اور دوسرے ائمہ نے یہی کہا ہے،

Marfat.com

الائمة وقیل فی القضاء بالوحی وتفسیرھا بالسنة اعم واشہر[1]

بعضوں نے "وحی" کے مطابق فیصلہ مراد لیا ہے لیکن سنّت کے ساتھ اس کی تفسیر زیادہ عام اور مشہور ہے۔

کمالِ حکمت میں نورانی شعاع کی آمیزش

نبوت میں کمالِ حکمت کے ساتھ نورانی شعاع کی آمیزش ہوتی ہے جو مشاہدہ حق سے باطن پر پڑتی اور اس کو روشنی بخشتی ہے۔ جیسا کہ ان آیتوں اور حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے جو نبوت کا نورانی دنیا سے تعلق اور فیض رسانی کے سلسلہ میں گزر چکی ہیں۔

شعورِ نبوّت کے تکوینی اجزاء

اس طرح شعورِ نبوت کے دو اہم جز ہیں جن سے اس کی تکوین ہوتی ہے۔

(۱) کمالِ حکمت اور (۲) نورانی شعاع۔

ان آیتوں سے بطور اشارہ النص شعورِ نبوت کے اجزاء کا ثبوت ملتا ہے۔

اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ[2]

اللہ فرشتوں اور انسانوں میں رسول خود منتخب کرتا ہے۔

یعنی یہ انتخاب وہبی خصوصیات کی بناء پر ہوتا ہے نہ کہ کسبی خصوصیات کی بناء پر۔

اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ[3]

اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کو کس کے سپرد کرے۔

جن کا انتخاب ہوتا ہے ان کے رجحانات و قلبی میلانات کی بھی نگرانی ہوتی ہے۔

وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰکَ لَقَدْ کِدْتَّ تَرْکَنُ اِلَیْھِمْ شَیْئًا قَلِیْلًا[4]

اگر ہم آپؐ کو ثابت قدم نہ رکھتے تو کچھ ان کی طرف مائل ہو جاتے۔

---

[1] ابن قیم مدارج السالکین و تفسیر قیم وانزل اللہ ص ۱۲۲۷ [2] الحج رکوع ۱۰۔ [3] الانعام رکوع ۱۵

[4] بنی اسرائیل رکوع ۸۔

شعورِ نبوّت کی خصوصیات

نورانی شعاع کی آمیزش سے شعورِ نبوت کو درج ذیل خصوصیات حاصل ہوتی ہیں جو کسی اور شعور کو نہیں حاصل ہیں۔ مثلاً:

(۱) نور میں اس کی پرورش ہوتی اور نورانی شعاعیں اس کے جلو میں رہتی ہیں۔

(۲) قوت قدسیہ اور تجلیاتی شعور سے ہر وقت متصف رہتا ہے۔

(ا) قوت قدسیہ۔ خواہشاتِ نفس سے حفاظت کی بنا پر جو شعور کو بیداری اور روح کو بالیدگی حاصل ہوتی ہے۔

(ب) تجلیاتی شعور۔ مشاہدۂ حق سے جو نور کی شعاع باطن پر پڑتی اور باطن کے خواص و اسرار کو روشن کر دیتی ہے۔

(۳) عالمِ غیب سے تعلق رکھتا ہے جو غیر متناہی علوم کا خزانہ اور ہر قسم کی آمیزشوں سے پاک ہے۔

(۴) غلطی اور سرکشی سے اس کی حفاظت ہوتی رہتی ہے، وغیرہ۔

آیتوں میں شعورِ نبوت کی طرف اشارہ

ان خصوصیات کی طرف درج ذیل آیات میں اشارہ ہے:۔

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ	آپؐ کہدیجئے کہ میں کوئی نیا رسول نہیں ہوں
وَمَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا	مجھے نہیں معلوم کہ (کل) میرے اور تمہارے ساتھ
بِكُمْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی	کیا کیا معاملہ کیا جائے گا۔ میں تو اس کا اتباع
اِلَیَّ [1]	کرتا ہوں جس کی وحی میرے پاس آتی ہے۔
فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا	آپ اپنے رخ کو اس دین کی طرف کر لیجئے جس
فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ	میں کجی کا نام نہیں، اللہ کی وہ فطرت جس پر
عَلَیْهَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ	اس نے لوگوں کو پیدا کیا، اللہ کی پیدائش میں

[1] الاحقاف رکوع ۶۔

Marfat.com

الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔[1]

کوئی تبدیلی نہیں ہے، یہ دین قیم ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ۔[2]

یہ غیب کی خبریں ہیں، جن کی ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔

فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔[3]

اللہ تعالیٰ غیب کو اپنے برگزیدہ پیغمبر کے سوا اور کسی کے اوپر نہیں ظاہر کرتا۔

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى[4]

قلب نے اس میں کوئی غلطی نہیں کی جو اس نے دیکھا۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى[5]

نہ نگاہ نے کجی اختیار کی، اور نہ سرکشی کی۔

شعورِ نبوت کے ادراک و مشاہدہ میں کوئی شریک نہیں ہے

مذکورہ خصوصیات کی بنا پر شعور نبوت کے ادراک و مشاہدہ میں کوئی اور تو کیا شریک ہوتا اولیاء بھی شریک نہیں ہیں۔ ابن تیمیہؒ کہتے ہیں:۔

وَلَا يتصوّر انّ الولی يعطی ما اعطيه النّبی من المشاهدة والمخاطبة[6]

اس بات کا تصور نہیں کیا جا سکتا کہ جس مخاطبت اور مشاہدہ سے انبیاء علیہم السلام سرفراز کیے جاتے ہیں، اولیاء بھی سرفراز کیے جاتے ہیں۔

اس ادراک و مشاہدہ کی رسائی ماورائے عقل تک ہے

یہ ادراک و مشاہدہ عقل تک محدود نہیں، بلکہ اس کی رسائی ماورائے عقل تک ہے۔

ابن خلدون کہتے ہیں:۔

"شارع کے بتلائے ہوئے اعتقادات اور اعمال کا اتباع کرو، کیوں کہ وہ تم سے

---

[1] الروم رکوع ۴۔ [2] آل عمران رکوع ۵۔ [3] جن ع ۲ [4] نجم ع ۱۔ [5] ایضاً۔ [6] ابن تیمیہؒ شرح العقیدۃ الاصفہانیہ مطبوعہ کردستان العلمیہ ص ۱۰۷۔

Marfat.com

زیادہ تمہارے بہی خواہ اور تمہارے فائدہ کی چیزوں کو جاننے والے ہیں، کیوں کہ، ان کا علم تمہارے ادراک سے بالا اور ایسے ذریعہ سے حاصل ہونے والا ہے جو تمہاری عقل کے دائرہ سے وسیع تر ہے، یہ چیز عقل اور اس کے ادراک کے منافی نہیں ہے بلکہ عقل ہی میزان صحیح ہے، اس کے احکام (بڑی حد تک) یقینی اور جھوٹ سے پاک ہوتے ہیں، لیکن یہ میزان ایسی نہیں ہے جس سے توحید و آخرت کے امور اور نبوت و صفات الٰہیہ کے حقائق کا وزن کر سکیں، یہ ایک محال طبعی ہے، کیونکہ یہ چیزیں عقل کے طریق اور ادراک سے ماوراء ہیں[1]۔

عقل کی محدودیت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں :۔

"اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص سونا چاندی تولنے کے کانٹے (ترازو) سے پہاڑ تولنے کا ارادہ کرے، (اور جب وہ ایسا نہ کر سکے) تو یہ نہ کہا جائے گا کہ کانٹا (ترازو) وزن بتانے میں ناقص ہے، بلکہ یہ کہا جائے گا کہ ہر ترازو کی ایک حد ہے، جس کے آگے وہ کام نہیں دے سکتی، اسی طرح میزان عقل کی بھی ایک حد ہے، جہاں وہ ٹھہر جاتی ہے، اس سے آگے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا احاطہ نہیں کر سکتی، کیونکہ عقل بھی وجود کے ان ذرات میں سے ایک ذرہ ہے، جو اللہ کی طرف سے حاصل ہوتا ہے اس سے تم ان لوگوں کی غلطی اور کم فہمی معلوم کر سکتے ہو جو عقل کو اس قسم کے معاملات میں نقل پر ترجیح دیتے ہیں[2]۔"

امام غزالیؒ کا ارشاد ہے :۔

عقل سے ماوراء ایک ہے جس میں دوسری (باطنی) آنکھ کھلتی ہے اور اس کے ذریعہ غیب کی باتیں اور مستقبل کی چیزیں معلوم ہوتی ہیں اور ان امور کا انکشاف

---

[1] ابن خلدون۔ مقدمہ ابن خلدون مطبوعہ مصر۔ ص ۳۸۴۔ [2] ایضاً۔

ہوتا ہے، جن میں عقل کام نہیں دے سکتی۔ جن بعض عقلاء نے اس راستہ کا انکار کیا ہے ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے ان کا یہ انکار محض جہالت کی وجہ سے ہے[1]"

شیخ احمد سرہندی (مجدد الف ثانی) فرماتے ہیں:۔

"جس طرح عقل کا رشتہ اس کے راستہ سے ماورا ہے کہ جو چیز حواس کے ذریعہ نہ جانی جاسکے اس کو عقل معلوم کرلیتی ہے، اسی طرح نبوت کا راستہ عقل کے راستہ سے ماورا ہے کہ جو بات عقل سے نہ معلوم ہوسکے، نبوت کے ذریعہ معلوم ہوجاتی ہے۔ جو شخص عقل کے ماورا کوئی ذریعۂ علم نہیں تسلیم کرتا وہ دراصل نبوت کا منکر اور ہدایت سے ٹکر لینے والا ہے[2]"

شعورِ نبوت اور عقل میں ٹکراؤ نہیں ہے

شعورِ نبوت اور عقلِ مادی میں ٹکراؤ نہیں ہے کیوں کہ ٹکراؤ کی صورت اس وقت ہوتی ہے، جب کہ داخلی اور خارجی دباؤ (طبعی حجابات اور وضعی حالات) سے حفاظت نہ ہو اور حفاظت صرف ان لوگوں کی ہوتی ہے جن کے قویٰ میں کمالِ اعتدال پایا جاتا ہے جو انبیاء علیہم السلام کے لئے خاص ہے اور اللہ کی طرف سے جن کی حفاظت کا انتظام ہوتا ہے۔

علامہ ابن تیمیہ کہتے ہیں:۔

هم متفقون علىٰ انهم	سب اس بات پر متفق ہیں کہ انبیاء علیہم
لا يقرون على خطأ في	السلام دین میں کبھی بھی خطا پر برقرار نہیں
الدين اصلا ولا على فسق	رہ سکتے اور نہ فسق اور کذب پر، خلاصہ
ولا كذب ففي الجملة كل ما	یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو نبوت اور تبلیغ
يقدح في نبوتهم و	میں خرابی پیدا کرے اس کے
تبليغهم عن الله تعالىٰ	اس سے منزّہ اور پاک ہونے پر

[1] غزالی المنقذ من الضلال۔ القول فی خواص النبوۃ [2] شیخ احمد سرہندی۔ مکتوبات مجدد ج ۳۔

فهم متفقون علی تنزیههم [1]

سب کا اتفاق ہے۔

شاہ ولی اللہؒ صاحب کہتے ہیں:۔

واجتهاده صلی الله علیه وسلم بمنزلة الوحی لان الله تعالٰی عصمه من ان یتقرر رایه علی الخطأ [2]

رسول اللہؐ کا اجتہاد بمنزلہ وحی ہے کیونکہ اللہ نے آپؐ کو غلط رائے پر قائم رہنے سے محفوظ رکھا ہے۔

عبقات میں ہے:۔

لکن هٰذه الخاصیة مختصة بالنبی المعصوم الذی یعصمه من المهد الی اللحد [3]

لیکن حفاظت کی یہ قسم انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے جن کی مہد سے لے کر لحد تک حفاظت ہوتی ہے۔

شعورِ نبوّت دین وشریعت سے متعلق حدیثوں کا سرچشمہ ہے

شعورِ نبوت ان سب حدیثوں کا سرچشمہ ہے جو دین وشریعت سے متعلق رسولؐ اللہ کی طرف منسوب ہیں۔ شافعیؒ نے ان کی تین قسمیں کی ہیں:۔

(۱) ما انزل الله عز وجل فیه نص کتاب فبیّن رسول الله صلی الله علیه وسلم مثل ما نص الکتٰب۔

(۱) قرآن میں جس طرح کوئی حکم صراحتہً نازل کیا گیا رسول اللہ نے اسی طرح اسکی تفسیر فرمائی۔

(۲) ما انزل الله فیه جملة کتاب فبیّن عن الله معنی ما اراد۔

(۲) قرآن میں جو بات مجمل ہے رسول اللہ صلعم نے اللہ کی طرف سے اسکی مراد و تفصیل بیان کی۔

---

[1] ابن تیمیہ منہاج السنۃ ج ۱ فصل الرد علی ما زعمہ الخ (مقالۃ اہل السنۃ فی عصمۃ الانبیاء [2] ولی اللہ حجۃ البالغہ ج ۱ باب بیان اقسام علوم النبیؐ۔ [3] شاہ اسمٰعیل شہیدؒ:۔ عبقات۔ عبقہ ۲

(۳) ما سن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما لیس فیہ نصّ کتاب۔[1]

(۳) رسول اللہ صلعم نے وہ سنتیں قائم کیں جن کا صراحتہً ذکر قرآن میں نہیں ہے۔

شاطبیؒ کہتے ہیں :۔

السنة راجعة فی معناها الی الکتاب فهی تفصیل مجمله وبیان مشکله وبسط مختصره۔[2]

"سنّت" اپنے معنیٰ و مفہوم کے لحاظ سے قرآن ہی کی طرف رجوع ہوتی ہے وہ (سنّت) قرآن کے مجمل کی تفسیر مشکل کا بیان اور مختصر کی تشریح ہے۔

عقلی بشری دنیوی حالات سے متعلق حدیثوں کا سرچشمہ ہے

عقل بشری دنیوی حالات و تجربات سے متعلق حدیثوں کا سرچشمہ ہے جن کے بارے میں رسول اللہ نے فرمایا ہے:۔

انما انا بشر اذا امرتکم بشیئ من دینکم فخذوه واذا امرتکم من رایی فانما انا بشر۔[3]

میں ایک انسان ہی ہوں جب میں تمہارے دین کے بارے میں کوئی حکم دوں تو اس کو پکڑو اور جب اپنی رائے سے کچھ کہوں تو بس میں انسان ہوں۔

دوسری روایت میں ہے :۔

انتم اعلم بامور دنیاکم۔[4]

تم اپنے دنیاوی امور کو زیادہ جانتے ہو۔

تیسری روایت میں ہے:۔

انی ظننت ظنا فلا تؤاخذونی بالظن ولکن اذا حدثتکم عن اللہ شیئا فخذوه فانی لا اکذب

میں نے گمان سے ایک بات کہی تھی تم (شرعی حیثیت سے) نہ لو لیکن جب میں اللہ کی طرف سے کچھ کہوں تو اس

---

[1] شافعیؒ۔ کتاب الرسالۃ باب ما ابان اللہ الخ [2] شاطبیؒ الموافقات جزء رابع المسألۃ الثالثۃ۔ [3] مسلم باب وجوب امتثال ما قالہ شرعا دون ما ذکرہ صلی اللہ علیہ وسلم من معائش الدنیا۔ [4] ایضاً۔

Marfat.com

علی اللّٰہ (مسلم باب وجوب امتثال ماقالہ شرعًا دون ما ذکرہ صلی اللہ علیہ وسلم من معائش الدنیا) کو لے لو میں اللہ پر کبھی کوئی جھوٹی بات نہیں کہتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ تشریف لانے کے بعد باغبانوں کو کھجور کی پیداوار کے بارے میں ایک مشورہ دیا تھا (تابیر نخل سے منع فرمایا تھا) لوگوں نے اس پر عمل کیا۔ لیکن وہ مفید ثابت نہ ہوا۔ اس پر رسول اللہ ؐ نے مذکورہ بالا الفاظ فرمائے۔ درایتی معیار کا اصل تعلق شعورِ نبوت سے ہے، اس بنا پر عقلِ بشری سے متعلق حدیثوں پر گفتگو کی اس وقت ضرورت نہیں ہے۔

Marfat.com

۷۔ سفارت

نبوت کی بحث اس وقت تک ناتمام رہتی ہے جب تک فرشتوں پر بحث نہ ہو کیونکہ نورانی دنیا سے نبوت کے ربط وتعلق میں یہی واسطہ وذریعہ بنتے اور اللہ اور رسول کے درمیان سفارت کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں، اس بناء پر ذیل میں فرشتوں کی حقیقت اور ان کے کام کی نوعیت کا ذکر کیا جاتا ہے۔

فرشتوں کو عربی میں ملائکہ کہتے ہیں۔

فرشتوں سے مراد ملائکہ۔ مَلک اور مِلاک کی جمع ہے جس کے لغوی معنی فرستادہ اور قاصد کے ہیں۔

کلام عرب میں ہے:۔

اَمْلَکَنِی الیہ ای ارسلنی الیہ[1]۔ بھیجا مجھ کو اس کی طرف۔

لیکن یہاں اللہ کی وہ نورانی مخلوق مراد ہے جو باطنی طور پر کائنات کا انتظام چلانے پر مامور ہے اور مختلف کاموں میں اس کی حیثیت سفیر وقاصد کی ہے بالخصوص تربیت کے پروگرام میں اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان سفارت کے فرائض اسی کے سپرد تھے۔

فرشتوں کے سپرد مختلف کام

قرآنِ حکیم میں فرشتوں کی حقیقت سے بحث نہیں کی گئی۔ ان پر جس قدر ایمان مطلوب ہے اس کے لئے حقیقت معلوم کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ پھر فرشتوں کا تعلق خالص نورانیت سے ہے جس کی کنہ تک سائنس میں مادی کثافت مانع ہے اس بناء پر نظام وجود میں ان کی حیثیت اور ان کے کام

---

[1] فخر الدین رازی تفسیر کبیر ج ۱ - المسئلۃ الثانیۃ فی بیان حقیقۃ الملائکۃ۔

Marfat.com

کی نوعیت بیان کرنے پر اکتفاء کیا گیا جس سے مطلوبہ ایمان کی ضرورت پوری ہو جاتی اور غلط فہمیوں کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً: قرآن حکیم میں ہے:۔

۱۔ ملائکہ کے ذریعہ اللہ کے حکم کا نفاذ ہوتا ہے:۔

اِذْ یُوْحِیْ رَبُّکَ اِلَی الْمَلٰٓئِکَۃِ اَنِّیْ مَعَکُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ (الانفال ع ۔ ۲)

یاد کرو جب آپؐ کا رب فرشتوں کو حکم کر رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں پس تم مومنوں کو ثابت قدم رکھو۔

۲۔ وہ اللہ کے حکم و مرضی کو مخلوق تک پہنچانے میں بطور سفیر و قاصد کام کرتے ہیں:۔

اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ (الحج ع ۱۰)

اللہ ہی فرشتوں اور انسانوں سے رسول (قاصد) منتخب کرتا ہے۔

۳۔ کائنات میں مختلف کاموں کی تدبیر و تنظیم ان کے سپرد ہے:

فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا۔ (النازعات ع ۱)

پھر ان فرشتوں کی قسم جو کام کی تدبیر کرنے والے ہیں۔

۴۔ انسان کے اعمال کی نگرانی و نگہبانی ان کے سپرد ہے:۔

وَاِنَّ عَلَیْکُمْ لَحٰفِظِیْنَ کِرَامًا کَاتِبِیْنَ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ○ (الانفطار ع ۱)

بیشک تمہارے اوپر نگہبان مقرر ہیں جو معزز ہیں لکھنے والے ہیں جو تم کرتے ہو وہ اس کو جانتے ہیں۔

۵۔ انسان کی حفاظت و نگرانی کے لئے کچھ فرشتے مقرر ہیں:۔

لَہٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَیْنِ یَدَیْہِ وَمِنْ خَلْفِہٖ یَحْفَظُوْنَہٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ۔ (الرعد ع ۲)

انسان کے آگے پیچھے یکے بعد دیگرے آنے والے فرشتے ہیں جو اللہ کے حکم کے مطابق اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

۶۔ نیک کام کرنے والوں پر اللہ کی رحمت و بشارت فرشتوں کے ذریعہ نازل ہوتی ہے۔

Marfat.com

تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ

ان پر فرشتے یہ کہتے ہوئے اترتے ہیں کہ نہ خوف کھاؤ نہ غم کرو اور اس جنت کی خوشخبری سنو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

۷- بدکاروں پر ان کے ذریعہ اللہ کی لعنت اور اس کے عذاب کا نزول ہوتا ہے:

اُولٰٓئِكَ جَزَآءُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ[1]

ان لوگوں کی یہ سزا ہے کہ ان پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور انسانوں کی لعنت ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام کے پاس ان کی قوم کے عذاب کے لئے فرشتے آئے تھے:

قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ۔ (ہود۔ ع ۷)

انہوں نے کہا اے لوط ہم تیرے رب کے فرستادہ ہیں۔

۸- اللہ اور ان کے درمیان سفارت کا کام ان کے سپرد ہے:۔

اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ (الزخرف ع ۵)

یا اپنا سفیر اللہ بھیجتا ہے اور اس کی اجازت سے جو اللہ چاہتا وہ وحی کرتا ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے:۔

فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ (البقرہ ۱۳۷)

جبریل (فرشتے) نے قرآن اللہ کے حکم سے آپؐ کے دل پر اتارا۔

کائنات میں نورانی و مادی دو قسم کی قوتیں

یہ اور ان کے علاوہ بہت سی آیتیں ہیں جن میں ملائکہ سے متعلق مختلف فرائض کا ذکر ہے جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسان کی طرح کائنات میں بھی دو قسم کی قوتیں کارفرما ہیں:

۱- نورانی اور ۲- مادی

مادی کی نمائندگی مادی اشیاء کرتی ہیں اور نورانی کی نمائندگی ملائکہ کرتے ہیں۔ پھر دونوں

---

[1] (البقرۃ ع ۱۰)

Marfat.com

کے مجموعے سے علل واسباب کا وہ سلسلہ وجود میں آتا ہے جس پر کائناتی نظام قائم ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مادی علل واسباب پائے جانے کے باوجود شے وجود میں نہیں آتی جس کو بخت واتفاق کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے حالانکہ کائنات میں علل واسباب کا اصول تسلیم کرنے کے بعد بخت واتفاق کوئی معنی نہیں رکھتا۔ یہ دراصل نورانی سبب کے نہ پائے جانے کا نتیجہ ہوتا ہے جس کو لاعلمی کی بنا پر بخت واتفاق سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مادی اشیاء کے طبائع وخواص سے انکار نہیں لیکن ان کے مؤثر ہونے کے لئے نورانی اسباب کا تعاون ضروری ہے اور یہ تعاون بھی بالذات کوئی حیثیت نہیں رکھتا، جب تک اللہ کی مرضی ومشیت اس کے ساتھ نہ شامل ہو جس کے بغیر موانع کے انسداد کی کوئی شکل نہیں ہے۔ اس طرح فرشتوں کی تدبیر وتنظیم کے باوجود ہر شے کا آخری سرا اللہ کے ہاتھ ہے اور شے کے وجود میں آنے نہ آنے کی آخری تدبیر اسی کا حکم ہے۔

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ (السجدہ ع ۱)

اللہ آسمان سے زمین تک ہر کام کی تدبیر کرتا ہے۔

اصل، اللہ کی مرضی ومشیت اور حکم ہے

غرض علل واسباب کے مجموعہ میں نہ تنہا مادی اشیاء کے طبائع وخواص موثر ہیں اور نہ نورانی مخلوق کا تعاون بالذات مؤثر ہے بلکہ اصل، اللہ کی مرضی ومشیت اور حکم ہے:

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ (فاطر ع ۱)

اللہ لوگوں کے لئے جو رحمت کھول دے اس کو کوئی روکنے والا نہیں اور جو روک لے اس کے سوا کوئی چھوڑنے والا نہیں۔ وہی غالب اور حکمت والا ہے۔

انسانوں اور فرشتوں کی تدبیریں اللہ کی تدبیر کے منافی نہیں کہ وہ بھی اسی کے حکم و مشیت سے ہیں اور انہیں پر کائناتی نظام قائم اور علل واسباب کا سلسلہ جاری ہے۔

Marfat.com

لیکن ان تدبیروں کے پائے جانے کے باوجود اللہ کی حیثیت عضو معطل کی نہیں بلکہ اس کی شان یہ ہے :۔

يَسْئَلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ۔ (الرحمٰن ع ۲)

اس سے آسمان وزمین کے سب مانگتے ہیں وہ ہر دن ایک کام میں ہے۔

مرضی ومشیت اور حکم کی پہلے اطلاع غالباً ملأ اعلیٰ کو ہوتی ہے

کائناتی نظام کے بہت سے گوشوں اور فیصلوں کو فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہوتی جن کے لئے وہ ہمہ وقت اللہ کے حکم وفیصلہ کے منتظر رہتے اور ان کے آجانے پر اپنی تدبیریں کرتے ہیں۔ حکم وفیصلہ اطلاع غالباً ملأ اعلیٰ (مجلس اعلیٰ) کو ہوتی ہے۔ جس کا ذکر قرآنِ حکیم میں ہے :۔

مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ○ اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○ (ص، ع ۵)

مجھے ملأ اعلیٰ کی کچھ خبر نہ تھی جب وہ آپس میں گفتگو کر رہے تھے میرے پاس وحی صرف اس لئے آتی ہے کہ میں صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔

دوسری جگہ ہے :۔

لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ۔ (صافات ع ۱)

شیاطین ملأ اعلیٰ کی جانب کان بھی نہیں لگا سکتے اور ہر طرف سے دھکے دے دیئے جاتے ہیں۔

ملأ اعلیٰ سے یہ مراد ہے :۔

اَفَاضِلُ الْمَلَائِكَةِ ومقربوا الحضرة[1]

بلند مرتبہ فرشتے اور مقربینِ بارگاہ۔

موقع کی مناسبت سے چند حدیثیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعلقہ آیتوں کی معنوی دلالت سے جو کچھ فرمایا اس کی تفصیل کی ضرورت

[1] ولی اللہ۔ حجۃ اللہ البالغہ باب ذکر الملأ الاعلیٰ۔

Marfat.com

نہیں ہے۔ موقع کی مناسبت سے چند حدیثیں یہ ہیں۔ مثلاً :۔

فرشتے نورانی مخلوق ہیں :۔

خلقت الملآئکة من نور[1] — فرشتے نور سے پیدا کئے گئے۔

فرشتے انسان کی شکل میں آسکتے ہیں :۔

یتمثّل لی الملك احیانا رجلا فیکلمنی فاعی مایقول[2] — فرشتہ کبھی میرے لئے انسان کی شکل اختیار کرتا ہے پھر وہ مجھ سے کلام کرتا ہے اور اسکی گفتگو میں یاد کرلیتا ہوں۔

رأیت اللّیلة رجلین اتیانی فقال الذی یوقد النّار مالك خازن النّار وانا جبرئیل وھذا میکائیل[3] — میں نے رات دو آدمیوں کو دیکھا انہوں نے کہا جو آگ روشن کر رہا ہے وہ "مالک" دوزخ کا خازن ہے میں جبرئیل ہوں اور یہ میکائیل ہے۔

حکم وفیصلہ کے وقت فرشتوں کی کیفیت

اللہ کے حکم وفیصلہ کے وقت فرشتوں کی یہ کیفیت ہوتی ہے :۔

اِذا قضی اللّٰہ تعالیٰ الامر فی السمآء ضربت الملائکة باجنحتھا خضعانا لقولہ کانہ صلصلة علی صفوان فاذا فزّع عن قلوبھم قالوا ماذا قال ربکم قالوا الحق وھو العلی الکبیر[4] — جب اللہ آسمان میں کوئی حکم وفیصلہ کرتا ہے تو فرشتے اس کی طرف ہمہ تن گوش ہونے کے لئے اپنے بازوؤں کو پھڑپھڑاتے ہیں اور اس سے ایسی آواز پیدا ہوتی ہے جیسے زنجیر کو چکنے پتھر پر مارنے یا کھینچنے سے پیدا ہوتی ہے پھر جب گھبراہٹ دور ہوجاتی ہے تو کہتے ہیں کہ تمہارے

---

[1] مسلم، کتاب الزہد باب فی احادیث متفرقۃ۔ [2] و [3] بخاری ج ۱ کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکۃ۔ [4] بخاری ج ۲۔ کتاب التفسیر سورۂ سبا۔

Marfat.com

رب نے کیا فرمایا جواب ملتا ہے کہ "حق بات"
وہی بلند و بڑا ہے۔

دوسری جگہ ہے:۔

اذا قضی امرًا سبّح حملۃ العرش ثم	جب اللہ کوئی حکم و فیصلہ فرماتا ہے تو عرش
یسبّح اھل السّمآء الذین یلونھم	کے اٹھانے والے "سبحان اللہ" کہتے ہیں پھر
حتی یبلغ التسبیح اھل ھٰذہ	اُس آسمان والے سبحان اللہ کہتے ہیں جو ان سے
الدنیا ثم قال الذین یلون	قریب ہوتے ہیں یہاں تک کہ تسبیح اس دنیا
حملۃ العرش لحملۃ العرش	والوں تک پہنچتی ہے پھر وہ فرشتے جو عرش اٹھانے
ماذا قال فیستخبر بعض اھل السمٰوٰت	والوں کے قریب ہوتے ہیں عرش اٹھانے والے فرشتوں
بعضا حتی یبلغ الخبر اھل ھٰذہ	سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا پھر ایک دوسرے
السّمآء[1]	کو خبر دیتے یہاں تک یہ خبر اِس آسمان والوں تک پہنچتی ہے۔

اس حکم و فیصلہ اور گفتگو کا تعلق نورانی دنیا سے ہے جس کو قریب الفہم بنانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ تعبیر اختیار کی، اصل حقیقت تک رسائی میں مادّی دنیا کی مادّی کثافت مانع ہے۔

حکم و فیصلہ کی بعض مثالیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب الفہم بنانے کے لئے حکم و فیصلہ کی بعض مثالیں بھی بیان کی ہیں تشریعی امور میں، مثلاً:۔

قال فیم یختصم الملأ الاعلی	ارشاد ہوا کس بات میں ملأ اعلیٰ گفتگو
قلت فی الکفارات قال وما	کر رہے ہیں میں نے کہا کفارات میں، ارشاد
ھن قلت مشی الاقدام الی	ہوا وہ کیا ہیں میں نے کہا جماعت کی طرف

[1] مسند احمد بن حنبلؒ ج ۱ - ص ۲۱۸ مطبوعہ مطبع میمنۃ مصر۔

Marfat.com

الجماعات والجلوسِ فی المساجد بعد الصّلوٰۃ واسباغ الوضوء حین الکریہات قال ثم قیم قال قلت فی الدرجات قال وماھن قلت اطعام الطعام ولین الکلام والصّلوٰۃ والناس نیام[1]

جانا مسجدوں میں نماز کے بعد بیٹھنا ناگواریوں کے وقت وضو پورا کرنا! ارشاد ہوا پھر کس میں گفتگو کر رہے ہیں میں نے کہا درجات میں، ارشاد ہوا وہ کیا ہیں، میں نے کہا کھانا کھلانا، گفتگو میں نرمی پیدا کرنا اور ایسے وقت نماز پڑھنا کہ لوگ سو رہے ہوں۔

تکوینی امور میں مثلاً :۔

اِن اللہ اذا احب عبدًا دعا جبرئیل علیہ السلام فقال انی احب فلانا فاحبہ قال فیحبہ جبرئیل ثم ینادی فی السّماء فیقول ان اللہ یحب فلانا فاحبّوہ فیحبہ اھل السمآء قال ثم یوضع لہ القبول فِی الارض واذا البغض اللہ عبدًا دعا جبرئیل فیقول انی ابغض فلانا فابغضہ قال فیبغضہ جبرئیل ثم ینادی فی اھل السمآء ان اللہ یبغض فلانا فابغضوہ قال فیبغضونہ ثم توضع لہ البغضآء فی الارض[2]

اللہ جب کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو جبرئیلؑ کو بلا کر کہتا ہے کہ میں فلاں بندہ سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو۔ جبرئیلؑ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر وہ آسمان میں منادی کر دیتے ہیں کہ اللہ فلاں بندہ سے محبت کرتا ہے تم سب اس سے محبت کرو۔ آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر اسکی مقبولیت زمین میں پھیل جاتی ہے۔ اسی طرح جب اللہ کسی بندہ کو ناپسند کرتا ہے تو جبرئیلؑ کو بلا کر کہتا ہے کہ میں فلاں بندہ کو ناپسند کرتا ہوں تم بھی اس کو ناپسند کرو جبرئیلؑ اس کو ناپسند کرنے لگتے ہیں پھر وہ آسمان میں منادی

---

[1] مسند احمد بن حنبلؒ ج ۴ ص ۶۶ مطبع میمنۃ مصر [2] مسلم ج ۲ کتاب البر (باقی اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

کر دیتے ہیں کہ اللہ فلاں بندے کو ناپسند کرتا ہے تم بھی اس کو ناپسند کرو آسمان والے اس کو ناپسند کرنے لگتے ہیں پھر اس کے لئے ناپسندیدگی زمین میں پھیل جاتی ہے۔

شاہ ولی اللہؒ ملأ اعلیٰ میں حکم و فیصلہ سے متعلق کہتے ہیں:۔

ان هنالك ينزل القضاء ويتعين الامر المشار اليه بقوله تعالٰے "فيها يفرق كل امر حكيم" وان هنالك يتقرر الشرائع بوجه من الوجوه[1]

اس جگہ حکم و فیصلے نازل ہوتے اور وہ امور متعین ہوتے ہیں جن کیطرف اشارہ قرآن کی اس آیت فیھا یفرق الخ (اس مبارک رات میں حکمت پر مبنی امور تصفیہ پاتے ہیں) میں ہے اور ایک طرح سے اسی جگہ شرائع کا تقرر ہوتا ہے۔

نورانی سبب کی طرف بعض اشارات

ملائکہ کس کس طرح شئے کے وجود میں نورانی سبب کا مقام حاصل کرتے ہیں؟

اس کی تفصیل نہیں بتائی گئی کیونکہ اسکا زیادہ تعلق تکوینی امور سے ہے جن سے عدم واقفیت کائناتی نظام چلانے کے لئے ناگزیر ہے۔ قرآن و حدیث میں تعبیرات ایسی ہیں جن سے اس طرف اشارہ ہوتا ہے مثلاً:۔

۱۔ تائید غیبی۔

قرآن حکیم میں ہے:۔

اَيَّدْنَاهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔ (البقرہ ع ۱۱)

ہم نے عیسیٰؑ کی روح القدس کے ذریعہ مدد کی۔

(بقیہ صفحہ ۸۷) ــــ والصلۃ والادب باب اذا احب اللہ عبداً الخ۔ [1] حجۃ اللہ البالغہ باب ذکر الملأ الاعلیٰ۔

Marfat.com

"روح القدس" سے مراد حضرت جبرئیلؑ ہیں، یا شاہ ولی اللہؒ کے نزدیک کسی معاملہ میں افضل ترین ملائکہ کے اجماع کو تائید روح القدس سے تعبیر کیا جاتا ہے (غالباً اس اجماع کے سربراہ حضرت جبرئیلؑ ہیں)۔

ولیسمی اجماعهم المستمرة بتائید روح القدس[1]۔	ان کے دوامی اجماع کو تائید روح القدس کا نام دیا جاتا ہے۔

اسی قسم کی تائید سے انبیاء علیہم السلام فیضیاب ہوتے تھے۔ جس کے ذریعہ بہت سی وہ خلافِ عادت باتیں انبیاء سے ظاہر ہوتی تھیں جن کو "معجزات" کہا جاتا ہے۔

وتثمر هنالك برکات لم تعهد فی العادة فسمی بالمعجزات[2]۔	اس جگہ بہت سی خلاف عادت برکتیں ظاہر ہوتی ہیں جن کا نام "معجزات" ہے۔

طائف کے واقعہ میں رسول اللہ ﷺ سے پہاڑوں پر مامور فرشتہ نے کہا تھا :۔

اِن شئت ان اطبق علیهم الاخشبین۔	اگر آپ چاہیں تو ان پر دو پہاڑیوں کو ملا دوں۔

رسول اللہ ﷺ نے جواب میں فرمایا :۔

بل ارجوان یخرج اللہ عزوجل من اصلابهم من یعبد اللہ عزوجل وحدہ لا یشرك به شیئاً[3]۔	(نہیں) بلکہ امید کرتا ہوں کہ اللہ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کر دے جو خالص اللہ کی عبادت کریں اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن فرمایا :۔

هذا جبرئیل اخذ برأس فرسه	یہ جبرئیل ہیں جو گھوڑے کا سر پکڑے

---

[1] حجۃ اللہ البالغہ باب ذکر الملأ الاعلیٰ۔ [2] بخاری ج ۱ کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکۃ۔

Marfat.com

علیه اداۃ الحرب[1]

ہیں جس پر جنگ کا سامان ہے۔

۲۔ نصرتِ الٰہی:۔

اَلَنْ یَّکْفِیَکُمْ اَنْ یُّمِدَّکُمْ رَبُّکُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ مُنْزَلِیْنَ[2]

کیا تمہیں کافی نہیں ہے کہ تمہارا پروردگار تمہاری مدد کے لئے تین ہزار فرشتے اتارے۔

فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا[3]

ہم نے ان پر ہوا بھیجی اور وہ لشکر جس کو تم نے نہیں دیکھا۔

۳۔ فرشتوں کا تصرف:۔

امالة الملك فایعاد بالخیر و تصدیق بالحق[4]

فرشتہ کا تصرف امورِ خیر کی طرف رغبت دلانا اور حق کی تصدیق ہے۔

۴۔ فرشتوں کا بازو جھکانا:۔

ان الملٰئکة لتضع اجنحتها رضا لطالب العلم[5]

فرشتے اپنے بازو طالب علم کی رضامندی کے لئے جھکا دیتے ہیں۔

۵۔ فرشتوں کی دعاء و بددعا:۔

ما من یوم یصبح العباد فیه الا وملکان ینزلان فیقول احدهما اللّٰهم اعط منفقا خلفا ویقول الاٰخر اللّٰهم اعط ممسکا تلفا[6]

ہر دن دو فرشتے اترتے ہیں جن میں سے ایک کہتا ہے کہ اے اللہ خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ روکنے والے کو ضیاع و حرمان سے دوچار کر۔

---

[1] بخاری ج ۲ کتاب المغازی باب شہود الملائکة بدعاءٍ۔ [2] آل عمران ع ۱۳۔ [3] الاحزاب ع ۲۔ [4] ترمذی و مشکوٰۃ باب الوسوسۃ۔ [5] احمد و ابوداؤد و مشکوٰۃ کتاب العلم۔ [6] بخاری و مسلم و مشکوٰۃ۔ باب الانفاق و کراہیۃ الامساک۔

شاہ ولی اللہؒ کے بیان سے مزید وضاحت

قرآن وحدیث میں اس قسم کی بہت سی باتیں فرشتوں کی طرف منسوب ہیں جن سے

نی سبب کیطرف اشارہ ہوتا ہے۔ شاہ ولی اللہؒ نے بعض فرشتوں کے کچھ کام بتائے ہیں جن

مزید وضاحت ہوتی ہے :۔ مثلاً ملأ اعلیٰ کے ذکر میں ہے :۔

قی من ربہا استحسان النظام — اپنے رب سے وہ نظام صالح کا استحسان

صالح واستهجان خلافہ[1]۔ — اور غیر صالح کا استہجان حاصل کرتے ہیں۔

استحسان (مستحسن واچھا سمجھنا) واستہجان (غیر مستحسن وبُرا سمجھنا) صرف زبانی نہیں بلکہ

ام عالم سے متعلق اللہ کی "پالیسی" حاصل کرکے اس کے مناسب تدبیریں کرتے اور

سرے فرشتوں سے متعلق اموران کے سپرد کرتے ہیں، پھر یہ فرشتے اس قسم کے کام

نجام دیتے ہیں :۔

ویؤثرون فی بعض الاشیاء — یہ فرشتے بعض طبعی چیزوں کی حرکت دوگنی

الطبیعۃ فی تضاعیف حرکاتہا — کرنے یا بدل جانے میں اثر کرتے ہیں جیسے

وتحوّلاتہا کما یدحرج حجر — کوئی پتھر لوھکتا ہے تو کسی معزز فرشتے کے

فاثرفیہ ملک کریم عند ذلک — اثر سے اس کی حرکت عادت ومعمول سے

فمشی فی الارض اکثر ممّا یتصوّر — زیادہ تیز ہوجاتی ہے یا شکاری دریا میں

فی العادۃ وربّما القی الصیاد — جال ڈالتا ہے تو فرشتے بعض مچھلیوں کے

شبکۃ فی النہر فجاءت افواج — دل میں ڈالتے ہیں کہ اس میں آجاؤ اور

من الملائکۃ تلہم فی قلب — بعض کے دل میں ڈالتے ہیں کہ نہ آؤ،

ھٰذہ السمکۃ ان تقتحم و — بعض کے لئے رسّی کو سمیٹ دیتے اور بعض

ھذہ ان تہرب وتقبض حبلا — کے لئے کشادہ کردیتے ہیں۔ ان مچھلیوں کو

---

[1] شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ باب فی ذکر الملأ الاعلیٰ۔

Marfat.com

وتبسط اخرٰی وهی لاتعلم لم تفعل ذٰلك ولكن تتبع ما الهمت وربما تقاتلت فئتان فجاءت الملائكة تزيّن قلوب هٰذه الشجاعة والثبات باحاديث وخيالات يقتضيها المقام وتلهم حيل الغلبة وتؤيد فی الرّمی واشباهه وفی قلوب تلك اضداد هٰذه الخصال ليقضی الله امرًا كان مفعولا وربما كان المترشح ايلام نفس انسانية او تنعيمها فسعت الملائكة كل سعی وذهبت كل مذهب ممكن[1]

یہ پتہ بھی نہیں ہوتا کہ وہ ایسا کیوں کر رہی ہیں وہ تو صرف الہام کے تابع ہوتی ہیں۔ اسی طرح دو فوجیں آپس میں جنگ کرتی ہیں تو ایک کے دل میں بہادری ثابت قدمی اور غالب آنے کی تدبیروں کا القاء کرتے ہیں اور ہتھیار وغیرہ میں مدد کرتے ہیں، دوسری فوج کے دل میں ان باتوں کا القاء کرتے ہیں جو پہلی کے خلاف ہوتی ہیں تاکہ اللہ کے فیصلہ کی بات پوری ہو کر رہے۔ کبھی فرشتے انسان کو راحت و آرام یا رنج و تکلیف پہنچانے پر متعین ہوتے ہیں جس میں وہ پوری سرگرمی دکھاتے اور ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔

فرشتے اللہ کی مرضی و مشیّت کے مکمل تابع ہیں

مختلف کاموں میں نورانی سبب کی شکل اختیار کرنے کے باوجود فرشتوں کی حیثیت بس مشین کے پرزوں کو حرکت دینے والی قوت سے زیادہ نہیں ہے جس میں وہ اللہ کی مرضی و مشیّت کے حکم کے مکمل تابع ہیں، خلاف ورزی و نافرمانی یا خودرائی و خودسری کا مادہ ہی ان میں نہیں ہے۔

قرآن حکیم میں ہے:۔

بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ[2]

بلکہ اللہ کے وہ معزز بندے ہیں جو بات میں اس پر سبقت نہیں کرتے اور اسکے حکم کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

---

[1] شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ باب ذکر الملأ الاعلیٰ [2] الانبیاء ع ۲۔

Marfat.com

يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَ	اللہ ان کو جس بات کا حکم دیتا ہے
يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۔	اس میں وہ اسکی نافرمانی نہیں کرتے اور
(تحریم ع ۲)	وہی کرتے ہیں جسکا انہیں حکم دیا جاتا ہے ۔

فرشتوں کی مذکورہ حیثیت متعین ہونے کے بعد اللہ اور رسول کے درمیان ان کی سفارت
س قدر مہتم بالشان اور نبوّت کے حسب حال ہے۔ جس کام میں بھی یہ سفیر بنتے ہیں ہر آمیزش
ے اس کے پاک و محفوظ ہونے کی ضمانت خود ان کی سفارت ہوتی ہے ۔

فہمِ حدیث

فہمِ حدیث کا تعلق حدیث کی معنویت سے ہے

فہمِ حدیث کا تعلق حدیث کی معنویت سے ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین و شریعت سے متعلق جو کچھ فرمایا اس کی معنویت آپؐ نے قرآن حکیم سے حاصل کی جیسا کہ کئی آیتوں میں آپؐ کی اتباع وحی کا ذکر ہے :

اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ [1]

میں اسی کی اتباع کرتا ہوں جس کی وحی میری طرف کی جاتی ہے۔

یہ "وحی" لفظی و معنوی ہر دلالت کو شامل ہے کیونکہ رسول اللہؐ کی اتباع کا میدان اس سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔ جو ظاہری الفاظِ قرآن سے سمجھا جاتا ہے اسی طرح کئی آیتوں میں "حکمت" کا ذکر ہے جس سے مراد الفاظ کی وہ معنوی دلالت بھی ہے جس کو رسول اللہؐ نے شعورِ نبوّت کے ذریعہ سمجھا۔

علامہ شاطبی کہتے ہیں :-

السنۃ فی معناھا راجعۃ الی الکتاب [2]

سنّت اپنے معنی میں کتاب کی طرف لوٹنے والی ہے۔

فلا تجد فی السنۃ امراً والقرآن

سنّت میں کوئی بات نہ پاؤ گے کہ قرآن نے

---

[1] الانعام، ع ۵۔ [2] شاطبی - الموافقات ج ۴ - السنۃ فی معناہا۔

Marfat.com

قد دلّ علی معناہ [1]

اس کے معنی پر دلالت نہ کی ہو۔

شاہ ولی اللہؒ کہتے ہیں :-

وکذلک معرفة الحدیث معرفتان امامعرفة اهل الظاهرفبالرواة وغریب الحدیث واما معرفة الحکماء فبالتطلّع الی حقیقة التشریع والعلم [2]

اسی طرح حدیث کی معرفت دو طرح کی ہوتی ہے۔ (۱) اہلِ نظر کی معرفت جس کا تعلق راویوں اور غریب حدیث کی واقفیت سے ہے (۲) حکماء کی معرفت جس کا تعلق تشریع کی حقیقت اور علم کی معرفت سے ہے۔

تشریع کی حقیقت تک رسائی معنویت حاصل کئے بغیر ناممکن ہے۔

معنویت حاصل کرنے میں شعورِ نبوّتؐ کی برتری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو معنویت حاصل کی اس کا مقابلہ کسی اور کی اخذ کی ہوئی معنویت سے نہیں ہوسکتا کیونکہ نبوت کا خاصہ حقیقت کا کلی ادارک ہے۔ جس کے بعد شعورِ نبوت کو غیر معمولی اخذ واستنباط کی صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے جو کسی اور کے شعور کو نہیں میسّر ہے۔ پھر شعورِ نبوّت کو یہ قوت بھی حاصل ہے کہ عالم بیداری میں "برتر شعور" یا "نور سے" تعلق جوڑ کر کسبِ فیض کرے اور ایک ایسے مقام سے "وحی" اخذ کرے جو مادّیت کے لئے غیر مادی ذرائع علم کی انتہا پر ہے۔ جب کہ دوسروں کو صرف عقل سے کسبِ فیض کی قوت حاصل ہوتی ہے جو مادّیت کے لئے مادی ذرائع علم کی انتہا پر ہے۔ ان دونوں کی بلندی، گیرائی، گہرائی اور حقیقت تک رسائی میں جو بنیادی فرق ہے وہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں ہے۔

شعورِ نبوّت کو داغدار بنانے کی کوشش

"برتر شعور" یا "نور" سے تعلق جوڑنے میں قوی

---

[1] شاطبی۔ الموافقات ج ۴۔ السنة فی معناہا۔ [2] ولی اللہ۔ الخیر الکثیر۔ اقسام التفسیر والحدیث۔

Marfat.com

کو سخت قسم کی کشمکش سے دوچار ہونا پڑتا تھا۔ جس کے آثار اعضاء وجوارح پر بھی ظاہر ہوتے تھے مثلاً چہرہ کا متغیر ہوجانا، سردی کے زمانہ میں جبینِ اقدس پر پسینے کے قطروں کا نمودار ہونا، اعصاب کا غیر معمولی بار محسوس کرنا اور استغراق کی کیفیت طاری ہونا وغیرہ۔ (ان سب کا ثبوت حدیثوں میں موجود ہے)۔

اعضاء وجوارح پر "آثار" کی حقیقت نہ سمجھنے کی وجہ سے بعض مستشرقین نے بددیانتی سے اِن کو مرگی کے دورہ کا نتیجہ قرار دے کر شعورِ نبوت کو داغدار بنانے کی کوشش کی۔ حالانکہ یہ "آثار" کسی بیماری کی وجہ سے نہیں بلکہ زیادہ گہرے مقام میں ڈوب کر کسبِ فیض کے نتیجے میں ظاہر ہوتے تھے۔ جس طرح کسی درجہ میں "آثار" اس وقت بھی ظاہر ہوتے ہیں جب عام انسان کا شعور مفاہیم حاصل کرنے کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک قسم کی محویت واستغراق کی کیفیت طاری ہوتی ہے گردوپیش کی دنیا سے بے خبری ہوجاتی ہے اور کبھی تو اعضاء وجوارح پر بھی تاثر کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ "عقل" سے کسبِ فیض کے وقت یہ "آثار" تسلیم کرنے میں کسی کو کوئی دشواری نہیں پیش آتی تو "مقامِ وحی" سے کسبِ فیض کے وقت مذکورہ آثار تسلیم کرنے میں کیوں کر دشواری کی گنجائش نکل سکتی ہے؟ جبکہ "عقل" مادی ذرائع علم کی انتہا ہے اور "مقام وحی" کی غیر مادی ذرائع علم کی انتہا ہے۔ رفعت وبلندی کے لحاظ سے دونوں میں جو فرق ہے اس کی بناء پر کسبِ فیض کے وقت "آثار" کی نوعیت وکیفیت میں فرق لازمی ہے۔

چند حقائق کی موجودگی میں کوشش کی ناکامی

اس کے علاوہ درج ذیل چند حقائق ایسے ہیں کہ ان کی موجودگی میں شعورِ نبوت کو داغدار بنانے کی ہر کوشش ناکام رہتی ہے مثلاً:۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاشرہ اس قدر غیر ترقی یافتہ نہ تھا کہ لوگ "مرگی" جیسے مرض کی شناخت نہ کر سکتے۔

Marfat.com

(۲) چالیس سال تک رسول اللہؐ معاشرے میں رہے لیکن کبھی آپؐ کی زندگی میں اس مرض کا پتہ نہیں چلتا۔ خود قرآنِ حکیم نے اس مدت کو بطور سند پیش کیا ہے۔

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ [1]

میں اس سے پہلے تم میں ایک عمر تک رہ چکا ہوں کیا تم نہیں سمجھتے ہو۔

(۳) مذکورہ آثار ہمیشہ نزولِ وحی کے وقت ظاہر ہوتے رہے کبھی اور وقت نہیں ہوئے اگر معاذ اللہؐ مرگی" کا مرض ہوتا تو پہلے کبھی ضرور ظاہر ہونا چاہیئے تھا۔ یہ عجیب بات ہے کہ جب آپؐ کو زندگی کے بارے میں پروگرام اور اصول بتائے جائیں تو اس وقت لازمی طور سے مرگی کا دورہ پڑے اور عام حالت میں کبھی اس کا حملہ نہ ہو۔

(۴) رسول اللہؐ کے سامنے عقیدت و نیازمندی کی گردن جھکا کر جس طرح لوگوں نے عقیدت و محبت کا ثبوت دیا وہ کسی مرگی زدہ کے لئے نہیں ہو سکتا جبکہ لوگوں نے ہر طرح آزمایا اور ہر معیار پر جانچا تھا۔

(۵) مذکورہ آثار زائل ہونے کے بعد رسول اللہؐ جس کلام کی تلاوت فرماتے تھے وہ آج بھی موجود و محفوظ ہے۔ کسی مرگی زدہ سے اس کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

ان حقائق کی موجودگی میں شعورِ نبوت کو داغدار بنانے کی یہ کوشش اس قدر خلاف واقعہ قرار پاتی ہے کہ ڈاکٹر گبن (جس نے رسول اللہؐ کی زندگی پر کئی اعتراض کئے ہیں) نے بھی اس کو یونانیوں کا اتہام تسلیم کیا ہے[2]۔

---

[1] یونس ع ۲۔

[2] " DECLINE AND FALL OF THE ROMAN EMPIRE, BY GIBBON, VOL,5. CHAP. 50. PAGE 270, SEE FOOT NOTE ALSO."

Marfat.com

قرآن مقاصد و مصالح اور اصول و کلّیات کی کتاب ہے

قرآن حکیم دراصل مقاصد، مصالح اور اصول و کلّیات کی کتاب ہے اس میں زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق جس قدر جزئیات ہیں وہ بطور "نمونہ" انہیں کی تشریح، تفصیل اور توضیح کیلئے ہیں تاکہ ان کی روشنی میں نمو پذیر زندگی اور ترقی پذیر معاشرہ کی رہنمائی کے لئے اخذ و استنباط کا سلسلہ جاری رہے۔ سب سے پہلے اس کے مخاطب خود رسول اللہؐ تھے جیسا کہ اس آیت میں فیصلہ کے لئے مَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ (شعورِ نبوّت) سے کام لینے کی ہدایت ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ[1]

اے نبیؐ ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ کتاب اتاری تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے آپ کو دکھایا۔

پھر آپؐ کے بعد تمام وہ لوگ مخاطب ہیں جو اخذ و استنباط کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ذیل کی آیت میں "لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ" کے ذریعہ ایسے تمام لوگوں کو غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ[2]

ہم نے آپؐ پر الذکر (قرآن) اتارا تاکہ جو چیز لوگوں کی طرف بھیجی گئی ہے آپ ان کے سامنے بیان کردیں تاکہ وہ خود غور و فکر کریں۔

معنویت حاصل کرنے کا طریقہ

قرآن سے معنویت حاصل کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ رسول اللہؐ پر جب آیتیں نازل ہوتیں تو انکی معنوی دلالت پر غور و فکر کر کے جوہر انسانیت کے تربیتی پروگرام کا خاکہ تیار کرتے پھر اس کے مطابق ہدایات و تعلیمات کا سلسلہ جاری رہتا۔ یہ دونوں کبھی قولی ہوتیں اور کبھی قولی و فعلی دونوں ہوتی تھیں جیسا کہ ان ابتدائی آیتوں سے اندازہ ہوتا ہے:۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ

پڑھئے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا

---

[1] النساء ع ۱۵۔ [2] النحل ع ۶۔

Marfat.com

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۔ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ [1]

کیا ایک لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی ۔ پڑھئے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم سے علم سکھلایا۔ انسان کو وہ علم دیا جس کو وہ نہ جانتا تھا۔

یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِیَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ [2]

اے کپڑا اوڑھنے والے اٹھیے اور خبردار کیجیے اور اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کیجیے اور اپنے کپڑے پاک رکھئے اور گندگی سے دور رہیے اور احسان نہ جتایئے تاکہ آپ کو زیادہ حاصل ہو۔ اور اپنے رب کی خاطر صبر کیجیے ۔

پہلی آیتوں میں اللہ کی عظمت و بڑائی، احسان و کرم، حقیر حالت سے انسان کی ابتدا اور بلند ترین صفتِ علم سے اس کو آراستہ کرنے اور پھر اس صفت کو کتابت کے ذریعہ منتقل کرنے کا ذکر ہے کہ اس کی علمی صلاحیت ٹھٹھر کر نہ رہ جائے۔ یہ پہلا تجربہ تھا جس میں انسان کو حقیر حالت سے رفعت و بلندی کے انتہائی مقام پر پہنچانے کی نشاندہی کی گئی ۔ دوسرے تجربہ میں انسان کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کا حکم۔ ظاہری و باطنی، اعتقادی و عملی ہر قسم کی نجاست سے صفائی و ستھرائی کی تاکید۔ خالص لوجہ اللہ کام کی تلقین۔ اس کے عوض دنیوی فوائد کی توقع نہ رکھنے اور صبر و ضبط کی تعلیم وغیرہ ایسی جامع تعلیمات ہیں کہ انکی روشنی میں شعورِ نبوت نے کام کا خاکہ تیار کیا اور فرضِ منصبی کی ادائیگی میں سرگرم عمل ہوئے۔ ظاہر نظر میں یہ چند چھوٹے چھوٹے فقرے ہیں لیکن انکی ہیئت ترکیبی اور جامعیت خود ہی شہادت دے رہی ہے کہ ان کے اندر معانی کا خزانہ پوشیدہ ہے۔

اس طریقہ میں تقدیم و تاخیر کی بحث بے سود ہے

اس طریقہ میں آیتوں اور حدیثوں کی تقدیم و تاخیر کی بحث بے سود ہے کہ جب تک آیتوں سے معنویت حاصل کی ہوئی حدیثوں کے بارے میں نہ معلوم ہو کہ یہ متعلقہ

---

[1] العلق ع ۲ ۔ [2] المدثر ع ۱ ۔

Marfat.com

آیتوں کے بعد کی ہیں اس وقت تک معنویت حاصل کرنے کی بات بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔ کیونکہ جس طرح آیتیں بیک وقت نہیں نازل ہوئیں اسی طرح حدیثیں بھی بیک وقت نہیں وجود میں آئیں۔ بلکہ حالات کے لحاظ سے تدریجی عمل دونوں کے ساتھ یکساں جاری رہا۔ بہت ممکن ہے کہ رسول اللہ ؐ نے جو حدیثیں بیان کیں ان کی معنویت انہیں آیتوں سے حاصل کر لی ہو جو پہلے نازل ہو چکی ہیں لیکن دوسرے لوگوں کے شعور کی رسائی وہاں تک نہیں ہو سکی شعورِ نبوت کی رسائی کا اندازہ دعوت کے سب سے پہلے حیات بخش خطاب سے ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ آیتیں نازل ہونے کے بعد "قریش" کو جمع کر کے صفا پہاڑی کی چوٹی پر کھڑے ہو کر فرمایا:۔

یا معشر قریش ارأیتکم لو اخبرتکم ان خیلا بالوادی ترید ان تغیر علیکم اکنتم مصدقی۔

اے قریش کے لوگو! تم مجھے بتاؤ اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے دامن سے ایک فوج نکل کر تم پر حملہ کرنے والی ہے تو تم میری تصدیق کرو گے؟

سب نے بیک زبان ہو کر کہا:۔

نعم ما جربنا علیک الا صدقا۔[1]

بیشک۔ ہم نے کبھی آپ سے سوائے سچ کے اور تجربہ نہیں کیا۔

جس طرح اس موقع پر رسول اللہ ؐ صفا کی چوٹی پر کھڑے پہاڑ کی دونوں سمتوں کو دیکھ رہے تھے اسی طرح حقیقت کے کلی ادراک کے بعد شعورِ نبوت بہت سی ان باتوں کو دیکھتا رہتا ہے اور ان اشارات کو پاتا رہتا ہے جن تک رسائی دوسروں کی نہیں ہو سکتی۔ خود رسول اللہ ؐ نے اس حقیقت کو کئی مرتبہ ان الفاظ میں ظاہر فرمایا:۔

إني أرى ما لا ترون۔[2]

میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے ہو۔

آیتوں اور حدیثوں کی کمی بیشی کی بحث بھی بے سود ہے

اسی طرح آیتوں اور حدیثوں کی کمی بیشی کی بحث بھی بے سود ہے (کہ مثلاً: عملی احکام کی آیتیں صرف پانچ سو ہیں،

---

[1] بخاری و مسلم و مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر۔ [2] ترمذی و ابن ماجہ ابواب الزہد۔

Marfat.com

ان سے حدیث کے اتنے عظیم ذخیرہ نے کیوں کر معنویت حاصل کی) اس لئے مذکورہ مقدار میں صرف وہی آیتیں شامل کی گئی ہیں جن سے احکام سمجھنے میں زیادہ دشواری نہ تھی، اخذ واستنباط والی بیشتر آیتیں اس میں شامل نہیں ہیں۔ دراصل کسی موضوع سے متعلق آیتوں کی مقدار حقیقی نہیں بلکہ اضافی ہے جو ذہنوں اور طبیعتوں کے اختلاف سے بدلتی رہتی ہے۔ ایک ذہین و فطین آدمی بہت سی باتیں ان آیتوں سے حاصل کرلیتا ہے جن تک رسائی دوسروں کی نہیں ہوسکتی، اسی بناء پر آیاتِ احکام کی تعداد میں بھی اختلاف ہے، کسی کے نزدیک دو سو کسی کے نزدیک پانچ سو اور کسی کے نزدیک کچھ زیادہ ہے۔

ابن دقیق العید کہتے ہیں:۔

مقدار ایات الاحکام لاتنحصر فی	آیاتِ احکام کی مقدار اس عدد میں محدود
هذا العدد بل هو یختلف باختلاف	نہیں ہے بلکہ طبیعتوں اور ذہنوں کے اختلاف
القرائح والاذهان ومایفتحه	سے مقدار مختلف ہوتی ہے جن حضرات پر اللہ نے
الله من وجوه الاستنباط والراسخ	وجوہ استنباط کے دروازے کھولے اور جن کو علومِ
فی علوم الشریعة یعرف ان من	شرعیہ میں رسوخ حاصل ہے وہ جانتے ہیں
اصولها واحکامها مایوخذ من	کہ بہت سے اصول واحکام متعدد جگہوں
موارد متعددة حتی الایات الواردة	سے حاصل ہوتے ہیں حتیٰ کہ ان آیتوں سے
فی القصص والامثال [1]	بھی جو قصص وامثال میں وارد ہوتی ہیں۔

یہ تقسیم جب عام لوگوں کی نسبت سے صحیح نہیں تو شعورِ نبوت کی نسبت سے کیوں کر صحیح ہوگی جس کی رسائی کا تصور عام ادراک سے باہر ہے۔

دراصل قرآن سے حاصل کی ہوئی معنویت کو سمجھنے کے لئے نفسی قوتوں کے خواص

---

[1] علال فاسی۔ مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ القرآن۔

Marfat.com

واثرات اور جوہر انسانیت کے تربیتی پروگرام سے واقف ہونا ضروری ہے کیونکہ رسول اللہؐ نے پہلے خواص واثرات کی آیتوں سے معنویت حاصل کی پھر ان آیتوں سے، جو تربیتی پروگرام سے متعلق ہیں جیسا کہ ہر ایک کی تفصیل سے ظاہر ہے۔

نفسی قوتوں کے خواص واثرات

نفسی قوتوں سے مراد وہ قوتیں ہیں جو پیدائش کے وقت ہر انسان میں ودیعت کی جاتی ہیں

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے :۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ [1]

بے شک اللہ کبھی کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ ان چیزوں کو نہ بدلیں جو ان کے "انفس" کے ساتھ وابستہ ہیں۔

دوسری جگہ ہے :۔

ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ لَمْ یَکُ مُغَیِّرًا نِّعْمَۃً اَنْعَمَہَا عَلٰی قَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ [2]

یہ بات اس لئے ہوئی کہ اللہ جو نعمت کسی قوم کو عطا فرماتا ہے اسے وہ اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ لوگ ان چیزوں کو نہ بدلیں جو انکے انفس کے ساتھ وابستہ ہیں۔

"انفس" کو دوسری جگہ "آفاق" کے مقابلہ میں ذکر کیا گیا ہے جس سے اس کی وسعت و بوقلمونی کا ثبوت ملتا ہے :۔

سَنُرِیْہِمْ اٰیَاتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِہِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَہُمْ اَنَّہُ الْحَقُّ [3]

اب ہم ان کو اپنی نشانیاں دنیا میں اور ان کے نفسوں میں دکھائیں گے یہاں تک کہ ان پر حق ظاہر ہو جائے۔

---

[1] الرعد ع ۲۔ [2] الانفال ع ۷

ان آیتوں میں "انفس" سے مراد تمام وہ قوتیں ہیں جن کا اثر کسی نہ کسی شکل میں انسان کے اعمال وحرکات پر پڑتا ہے۔ یہاں ان قوتوں کا احاطہ مقصود نہیں ہے بلکہ صرف ان بنیادی قوتوں کا ذکر مقصود ہے جن کا سمجھنا تربیتی پروگرام میں اوّلین ضرورت ہے۔

نفسی بنیادی قوتوں سے متعلق آیتیں

بنیادی قوتوں کا ذکر قرآنِ حکیم کی ان آیتوں میں ہے:۔

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ[1]	اللہ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا اللہ کی بناوٹ میں کوئی تبدیلی نہیں۔
قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ[2]	فرشتوں نے کہا کیا آپ اس کو خلیفہ بنائیں گے جو زمین میں فساد وخونریزی کرے گا۔
قُلْ كُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰی شَاكِلَتِهٖ[3]	آپؐ کہہ دیجئے ہر ایک اپنی "شاکلہ" پر کام کرتا ہے۔
وَاتَّقُوا الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِیْنَ[4]	ڈرو تم اس سے جس نے تم کو پیدا کیا اور اگلی مخلوق (کی جبلّت) کو پیدا کیا۔

معنویت حاصل کرنے والی حدیثیں

ان آیتوں میں فطرت، شاکلہ اور جبلّت کا ذکر ہے جن سے معنویت (معنوی دلالت) حاصل کرنے والی حدیثیں یہ ہیں:۔

کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ[5]	ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اس کو یہودی، نصرانی اور مجوسی بنا ڈالتے ہیں۔

پھر ایک مثال کے ذریعہ رسول اللہؐ نے وضاحت فرمائی:۔

کما تنتج البہیمۃ بہیمۃ جمعاء ھل	جیسا کہ بکری کا بچہ صحیح وسالم پیدا ہوتا ہے اس

---

[1] الروم ع ۴ [2] البقرۃ ع ۴ [3] بنی اسرائیل ع ۹ [4] الشعراء ۱۰

[5] بخاری ومسلم ومشکوٰۃ کتاب القدر۔

تحسون فیہا من جدعاء [1]

میں "کن کٹے" کا عیب نہیں پایا جاتا۔

(۳) ان اللہ کتب علیٰ ابن اٰدم حظّہ من الزنا ادرک ذلک لامحالۃ فزنا العین النظر وزنا اللسان النطق والنفس تمنّی وتشتھی والفرج یصدّق ذلک ویکذبہ [1]

اللہ نے ابن آدم پر (مثلاً) زنا سے اس کا حصہ لکھ دیا ہے جو اس کو پہنچتا ہے۔ آنکھ کا زنا دیکھنا، زبان کا زنا گفتگو کرنا۔ نفس اسکی خواہش و آرزو کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔

(۴) الناس معادن کمعادن الذھب والفضۃ [2]

لوگ "کان" ہیں مثل سونے چاندی کی کان کے

(۵) کل میسّر لما خلق لہ [3]

جن سے مختلف قسم کے لوگ نکلتے ہیں۔
ہر ایک کے لئے وہی آسان ہے جس کے لئے وہ پیدا ہوا۔

(۶) ما منکم من احد الا وقد وکّل بہ قرینہ من الجن وقرینہ مِنَ المَلٰٓئکۃِ قالوا وایاک یا رسول اللہ قالو وایّای ولکن اللہ اعاننی فاسلم فلا یأمرنی الا بخیر [4]

تم میں سے ہر شخص کا ایک ساتھی شیطان سے اور ایک ساتھی فرشتہ سے مقرر ہے لوگوں نے سوال کیا کیا آپؐ کے ساتھ بھی ہے آپؐ نے فرمایا میرے ساتھ بھی ہے لیکن اللہ نے میری مدد کی اور شیطان میرا مطیع ہو گیا۔ اب وہ صرف خیر و بھلائی کی مجھے تلقین کرتا ہے۔

(۷) اذا سمعتم بجبل تغیر عن خلقہ فصدقوا بہ واذا سمعتم برجل تغیر عن خلقہ فلا

جب کسی پہاڑ کے بارے میں سنو کہ وہ اپنی جگہ سے ٹل گیا تو صحیح مان لو لیکن جب کسی انسان کے بارے میں سنو کہ اس کی خلقت

---

[1] بخاری و مسلم و مشکوٰۃ، کتاب القدر۔ [2] مسلم و مشکوٰۃ کتاب العلم [3] بخاری و مسلم و مشکوٰۃ کتاب القدر۔ [4] مسلم و مشکوٰۃ باب الوسوسہ۔

Marfat.com

تصدّقوابه فانه یصیر الیٰ ما جبل علیه[1]

بدل گئی تو نہ صحیح مانو کیونکہ وہ اپنی جبلّت کی طرف پھر لوٹ آئے گا۔

(۸) خیارھم فی الجاھلیة خیارھم فی الاسلام اذا فقھوا[2]۔

جو زمانہ جاہلیت میں اچھے تھے وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں۔ جب کہ انہوں نے سمجھ حاصل کی۔

معنوی دلالت کی تشریح

پہلی اور دوسری حدیث سے فطرت کی نقاب کشائی ہوئی اور عملی زندگی میں اس کا رخ متعین ہوا جس کی بنا پر شاہ ولی اللہ یہ کہنے میں حق بجانب ہوئے۔

لان الانسان خلق فی اصل فطرت المیل اِلیٰ بارئه جل مجده وذلك المیل امر دقیق[3]

انسان کی اصل فطرت میں اپنے بزرگ و برتر خالق کی طرف میلان پیدا کیا گیا اور یہ میلان نہایت دقیق امر ہے۔

تیسری حدیث میں انسان کے اجزائے ترکیبی کے خواص کی نشاندہی کی گئی اور عملی زندگی میں ان خواہشات کا رخ بتایا گیا۔ چنانچہ خلافتِ آدم کے واقعہ میں فرشتوں نے آدم کے بارے میں فتنہ وفساد اور خونریزی پھیلانے کی جو بات کہی تھی اس کی بنیاد یہی اجزائے ترکیبی کے خواص تھے۔

امام خازنؒ کہتے ہیں:۔

ان ادم خلق من اخلاط مرکبة علموا انه یکون فیه الحقد و الغضب ومنهما یتولد الفساد و سفك الدماء[4]

آدم مرکب اخلاط سے پیدا کیا گیا جس سے فرشتوں نے جانا کہ اس میں ضرور غصہ اور کینہ ہوگا جن سے فساد پھیلے گا اور خونریزی ہوگی۔

---

[1] مسند احمد ج ۲ من حدیث ابی الدرداء [2] مسلم و مشکوٰۃ کتاب العلم [3] ولی اللہ۔ حجۃ اللہ البالغہ ج ۱۔ باب الایمان بان العبادۃ حق اللہ الخ [4] علاء الدین علی بن محمد تفسیر خازن ع ۴۔

چوتھی حدیث میں شاکلہ اور جبلّت کی ابتدائی ہیئت کی طرف اشارہ ہے جس میں صالح وغیر صالح دونوں اجزاء کی آمیزش ہے۔

پانچویں حدیث میں "قرینہ من الجن وقرینہ من الملٰئکۃ" کے ذریعہ شاکلہ وجبلّت میں سعادت وشقاوت دونوں قسم کی قوتوں کو قریب الفہم بنایا گیا ہے۔

چھٹی حدیث میں دونوں قوتوں کی تاثیر کو عملی زندگی میں سمجھایا گیا۔

ساتویں حدیث میں نفسی قوتوں کے استحکام پر زور دیا گیا جن کے زائل ہونے کی توقع نہیں ہے مثلاً: غصہ اور شہوت کی قوت کو تربیت کے ذریعہ ختم نہیں کیا جاسکتا یا کند ذہن کو تربیت کے ذریعہ اعلیٰ قسم کا ذہن نہیں بنایا جاسکتا۔

آٹھویں حدیث میں تربیت کی تاثیر کو سمجھایا گیا کہ ان کے ذریعہ نفسی قوتوں کے استعمال کا رخ پھیرا جاتا اور ان میں نکھار پیدا کیا جاتا ہے۔

ان کے علاوہ معنوی دلالت کی تشریح وتوضیح کرنے والی اور کئی حدیثیں کتاب القدر اور باب الوسوسہ وغیرہ میں ہیں جن کو طوالت کے خیال سے ذکر نہیں کیا گیا۔

ان حدیثوں سے فطرت، شاکلہ اور جبلّت کا قرآنی مفہوم معلوم کرنے میں سہولت ہوئی ورنہ لغت کی مدد سے مفہوم متعین کرنے میں بڑی دشواری تھی۔ جیسا کہ ہر ایک کے لغوی واصطلاحی معنی سے ثابت ہے۔

فطرت کی لغوی واصطلاحی تحقیق

(۱) فطرت کے لغوی معنی آٹا گوندھ کر خمیر آنے سے پہلے روٹی پکانا "تفطر العجین" اس وقت کہتے ہیں جب آٹا گوندھ کر روٹی پکائی جائے[1]

پھر معنی میں توسیع ہو کر کسی "شئ" کو خاص ہیئت پر ایجاد کرنے اور گھڑنے میں فطرت کا استعمال ہونے لگا "فَطَرَ اللّٰہُ الْخَلْقَ" کے یہ معنی بیان کئے گئے ہیں:۔

---

[1] مجد الدین الفیروزآبادی۔ قاموس۔ فطر۔ ومحمد طاہر پٹنی۔ مجمع البحار ج ۳ فطرت۔

وھو ایجادہ الشیئ وابداعہ علیٰ ھیئۃ مترشحۃ لفعل من الافعال[1]۔

اللہ کا کسی چیز کو ایسی ہیئت پر گھڑنا کہ جس کے لئے اس کو پیدا کیا گیا ہے وہ اس کے لائق ہو جائے۔

انگریزی و عربی لغت میں یہ تعریف کی گئی ہے:۔

"بچہ کی نیچرل کانسٹی ٹیوشن" جس پر وہ اپنی ماں کے پیٹ میں پیدا کیا جاتا ہے[2]۔"

قرآنِ حکیم کی اصطلاح میں "فطرت" قبولِ حق کی اس قوت و استعداد کا نام ہے جو پیدائش کے ابتدائی مرحلہ میں ہر فرد کو منجانب اللہ عطاء کی جاتی ہے۔ راغب اصفہانی نے مذکورہ آیت "فطرت اللہ التی" میں فطرت کے یہ معنی بیان کئے ہیں :۔

ھی ما رکز فیہ من قوۃ علیٰ معرفۃ

اللہ کی فطرت سے وہ قوت مراد ہے جو ایمان کی معرفت کیلئے پیوست کی جاتی ہے۔

"النہایۃ فی غریب الحدیث" میں مذکورہ حدیث "کل مولود یولد علی الفطرۃ" کے معنی یہ ہیں:۔

انہ یولد علیٰ نوع من الجبلۃ والطبع المتہیئ لقبول الدین فلو ترک علیہا لاستمر لزومہا ولم یفارقہا الی غیرھا وانما یعدل عنہ من یعدل لآفۃ من آفات البشر والتقلید[3]۔

"بچہ" جبلّت و طبیعت کی ایسی ہیئت پر پیدا کیا جاتا ہے جو قبول دین کے لئے آمادہ ہوتی ہے، اگر اسی ہیئت پر چھوڑ دیا جائے تو یہ برقرار رہے کسی اور ہیئت کی طرف تجاوز نہ کرے جو تقلید یا بشری آفات میں سے کسی آفت کی وجہ

---

[1] ایضاً (قاموس)

[2] "ARABIC, ENGLISH LEXICAN BY EDWARD WILLIAM LANE.

[3] راغب اصفہانی۔ المفردات فی غریب القرآن۔ ابن اثیر۔ النہایۃ فی غریب الحدیث۔

Marfat.com

سے ہوتی ہے۔

قاضی بیضاوی کہتے ہیں :۔

وھی قبولھم للحق وتمکنھم من ادراکہ[1]

حق کو سمجھنے اور قبول کرنے کی جو استعداد و قدرت ہوتی ہے اس کا نام فطرت ہے۔

یہ فطرت (قبولِ حق کی قوت و استعداد) پیدائش کے وقت منجانب اللہ ہر فرد کو یکساں دی جاتی ہے۔ اس قدرتی عطیہ میں کسی قسم کی تخصیص و ترجیح نہیں ہوتی۔ نیز اس میں ایک خاص قسم کی روشنی و رہنمائی ہوتی ہے جو اس وقت تک کام دیتی ہے جب تک اس کے خلاف دوسرے مؤثرات کا غلبہ نہیں ہو جاتا۔ تربیت کے ذریعے اس غلبہ کو مغلوب کیا جاتا اور فطرت کی اصل قوت کو بحال کیا جاتا ہے۔

فطرت کے اور معنی بھی بیان کئے گئے ہیں مثلاً : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض حدیثوں میں فطرت کے تحت ختنہ کرانا، ناخن ترشوانا، مونچھیں کتروانا، بغل و زیر ناف کے بال صاف کرنا وغیرہ ذکر کیا ہے[2]۔

"ابوالہیثم" نے فطرتِ ثانیہ سے کلمۂ شہادت مراد لیا ہے[3]۔

بعض دوسرے حضرات نے فطرت کے معنی دینِ اسلام اور سنّتِ قدیمہ وغیرہ لئے ہیں[4]۔

شاہ ولی اللہؒ نے اس حالت کو فطرت سے تعبیر کیا ہے جو انبیائی تعلیمات کا خلاصہ طہارت، اخبات، سماحت اور عدالت سے ترکیب پاتی ہے۔

---

[1] قاضی بیضاوی۔ تفسیر بیضاوی روم ع ۴۔

[2] بخاری۔ کتاب اللباس باب قص الشارب۔ ونسائی ذکر الفطرۃ۔

[3] محمد مرتضیٰ زبیدی۔ تاج العروس و تفسیر بیضاوی روم ع ۴۔

[4] محمد مرتضیٰ زبیدی۔ تاج العروس و تفسیر بیضاوی روم ع ۴۔

Marfat.com

والحالۃ المرکبۃ منہا تسمی الفطرۃ[1] ان چاروں اوصاف سے جو حالت ترکیب پاتی ہے اس کا نام فطرت ہے۔

یہ سب فطرت کے آثار و مظاہر ہیں۔

شاکلہ کی لغوی و اصطلاحی تحقیق

(۲) شاکلہ۔ عربی میں شاکل کا مؤنث ہے جس کے لغوی معنی مثل، نظیر، مشابہت، مسلک، مذہب، طریقہ وغیرہ ہیں[2]۔

محاورہ ہے:۔

لست علی شکلی ولا علی شاکلتی۔	تو میرے مسلک اور طریقہ پر نہیں ہے۔
فیہ شکلۃ او شاکل من ابیہ۔	اس میں اپنے باپ سے مشابہت ہے۔
ھٰذا علی شاکلۃ ابیہ ای شبہہ۔	یہ اپنے باپ کے مشابہ ہے۔

قرآنِ حکیم کی اصطلاح میں "شاکلہ" اس پیدائشی بناوٹ کو کہتے ہیں جس میں ہدایت و ضلالت یا سعادت و شقاوت دونوں قوتوں کی کارفرمائی ہوتی ہے۔ یہ انسان کی معنوی صورت ہے جو ابتدا میں بنتی اور سعادت و شقاوت کے خمیر سے ترکیب پاتی ہے۔

راغب اصفہانی کہتے ہیں:۔

علی شاکلتہٖ ای سجیتہٖ التی قیدتہ وذلک ان سلطان السّجیّۃ علی الانسان قاھر[3]	اپنی شاکلہ پر یعنی بناوٹ پر جس کا تو نے اس کو مقید کیا کیونکہ انسان پر بناوٹ کی حکومت غالب ہے۔

"سجیّہ" کے معنی خلقت، طبیعت اور ملکہ ہیں۔

---

[1] ولی اللہ۔ حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ باب الاصول التی یرجع الیہا تحصیل الطریقۃ الثانیۃ۔

[2] محمد مرتضیٰ زبیدی تاج العروس و دیگر کتبِ لغت۔

[3] راغب اصفہانی۔ المفردات فی غریب القرآن۔

Marfat.com

ھی الملکۃ الرّاسخۃ فی النفس القی لایقبل الزوال بسھولۃ [1]

"سجیہ"، نفس میں ایک مضبوط ملکہ ہے جو آسانی سے نہیں زائل ہوتا۔

سید محمود آلوسی بغدادی نے بھی "شاکلہ" کے یہی معنی بیان کئے ہیں [2]

قاضی بیضاوی کہتے ہیں:

کل واحد یعمل علیٰ طریقتہ التی تشاکل جوھر روحہ واحوالہ التابعۃ لمزاج بدنہ [3]

ہر شخص اس طریقہ پر عمل کرتا ہے جو جوہر روح ومزاج بدن کی حالتوں کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔

شاہ ولی اللہؒ کہتے ہیں:۔

علیٰ شاکلتہ ای طریقتہ التی جبل علیہ [4]

اپنے اس طریقہ پر عمل کرتا ہے جس پر اس کی جبلّت کی گئی۔

"شاکلہ" کے اور معنی بھی بیان کئے گئے ہیں مثلاً:

(۱) وہ طریقہ اور مذہب جو ہدایت وضلالت میں اس کی حالت کے مشابہ ہے [5]۔

(۲) وہ عادتیں جن پر انسان کی پیدائش ہوئی [6]

(۳) وہ طریقہ اور روش جس پر انسان کی پیدائش ہوتی ہے وغیرہ [7]۔

---

[1] زبیدی۔ تاج العروس۔ فصل السین۔

[2] محمود آلوسی بغدادی روح المعانی ج ۱۹۔

[3] قاضی ناصرالدین بیضاوی۔ تفسیر بیضاوی بنی اسرائیل ع ۱۔

[4] ولی اللہ۔ حجۃ اللہ البالغۃ باب اختلاف الناس فی جبلتہم المتوجبۃ۔

[5] محمد طاہر پٹنی۔ مجمع البحار وقاضی بیضاوی۔ تفسیر بیضاوی بنی اسرائیل ع ۱۔

[6] ابوبکر جصّاص۔ احکام القرآن ج ۳ بنی اسرائیل ع ۱۔

[7] ابوحیّان اندلسی البحر المحیط۔ بنی اسرائیل۔ ع ۱۔

یہ سب معنی اصطلاحی مفہوم سے حاصل کئے گئے ہیں۔

جبلّت کی لغوی واصطلاحی تحقیق

(۳) جبلّت کے لغوی معنی خلقت، طبیعت، اصل اور وہ حالت جس پر بنایا گیا[۱]۔ مفہوم کے لحاظ سے جبلّت اور شاکلہ دونوں ایک ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ آیت میں "والجبلۃ الاولین" کے یہ معنی بیان کئے گئے ہیں :۔

ای المجبولین علیٰ احوالھم التی	وہ جن کی پیدائش ان احوال پر ہوئی جن پر وہ
بنوا علیھا وسبلھم التی قیضوا	بنائے گئے اور ان راستوں پر ہوئی جن پر چلنا
لسلوکھا المشار الیھا بقولہ تعالیٰ	مقرر کیا گیا۔ اللہ کے فرمان "قل کل یعمل علی شاکلتہ"
قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ۔[۲]	میں اسی طرف اشارہ ہے۔

تاج العروس (زبیدی) کی یہی عبارت ہے[۳]۔ روح المعانی (محمود آلوسی) میں بھی یہی مفہوم بیان کیا گیا ہے[۴]۔

مذکورہ آیت " وَاتَّقُوا الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِیْنَ " میں جبلّت کے دوسرے معنی بھی بیان کئے گئے ہیں مثلاً : عدد کثیر، اگلی مخلوق، دس ہزار کی جماعت، جماعت کثیرہ وغیرہ[۵]۔

لیکن اصل معنی خلقت، طبیعت اور بناوٹ ہیں جن کا لحاظ دوسرے معنوں میں موجود ہے، اس کا ثبوت رسول اللہؐ کی درج ذیل دعا میں ہے :۔

اسألك من خیرھا وخیر ما	اے اللہ میں آپ سے اس عورت کی بھلائی اور

---

[۱] ابن منظور، لسان العرب وسعید الخوری الشرتونی اللبنانی، اقرب الموارد۔

[۲] راغب اصفہانی۔ المفردات فی غریب القرآن جبل۔ [۳] زبیدی: تاج العروس۔ فصل الجیم مع اللام۔

[۴] محمود آلوسی۔ روح المعانی ج ۱۹، شعراء ع ۱۰۔ [۵] ابن جریر طبری۔ جامع البیان فی تفسیر القرآن ج ۱۶ شعراء ع ۱۰ محمود آلوسی روح المعانی ج ۱۹ شعراء ع ۱۰۔

Marfat.com

جبلتها علیه واعوذبك من شرّها وشر ما جبلتها۔[1]

ان چیزوں کی بھلائی مانگتا ہوں جن کو اس کی بناوٹ میں رکھا اور پناہ مانگتا ہوں اس عورت کے شر اور ان چیزوں کے شر سے جن کو تو نے اس کی بناوٹ میں رکھا۔

"شاکلہ" اور "جبلّت" میں سعادت کا خمیر فطرت سے اور شقاوت کا خمیر اجزائے ترکیبی کے خواص سے حاصل کیا جاتا ہے۔ پھر شاکلہ اور جبلّت کی تیاری میں یکسانیت نہیں ہوتی بلکہ مختلف وجوہ کی بنا پر فرق ہوتا ہے۔ اس بنا پر تربیت کے کام میں بڑی دشواری پیش آئی اور احوال وظروف کی رعایت لازمی ہوتی ہے۔

مزید اخذ واستنباط

مذکورہ تصریحات کی روشنی میں مزید اخذ واستنباط اس طرح کیا جا سکتا ہے۔ اصل بنیادی قوتیں دو ہیں:۔

(۱) نورانی (غیر مادی) اور (۲) مادّی۔ ان قوتوں کو ہم نفسیاتی بنیادیں کہیں گے۔ نورانی کو "انسانی" اور "مادی" کو "حیوانی" سے تعبیر کریں گے۔

"انسانی" قدرتی عطیہ ہے اور انسان کے لئے خاص ہے۔ جبکہ "حیوانی" اجزائے ترکیبی کے خواص سے نکلتی اور انسان وحیوان میں مشترک ہے۔ تقدیم وتاخیر کے لحاظ سے ان دونوں میں فرق ہے۔ پہلے حیوانی پیدا ہوئی پھر انسانی عطا کی گئی۔ رسول اللہ نے فرمایا:۔

ان اللہ خلق خلقته فی ظلمة فالقی علیهم من نوره فمن اصابه من ذلك النور اهتدیٰ ومن اخطأه ضلّ۔[2]

اللہ نے مخلوق کو (حیوانی بنیادوں کی) تاریکی میں پیدا کیا پھر ان پر اپنا نور ڈالا جس شخص نے اس نور سے خود کو درست کیا۔ اس نے ہدایت پائی اور جس نے درست نہیں کیا وہ گمراہ ہوا۔

---

[1] ابوداؤد۔ کتاب النکاح باب فی جامع النکاح۔ [2] احمد وترمذی ومشکوٰۃ باب الایمان بالقدر۔

Marfat.com

نفسیاتی بنیادوں کے درجات میں تفاوت ہوتا ہے

"انسانی" بنیاد میں کمّی لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہوتا بلکہ یکسانیت ہوتی ہے۔ کیونکہ قدرتی عطیہ میں فرق کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا البتہ کیفی لحاظ سے اس طرح فرق کیا جا سکتا ہے کہ کسی کے "شاکلہ" میں یہ بنیاد اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے اور کسی میں ادنیٰ درجہ کی ہوتی ہے۔ یہ فرق مختلف لوگوں میں انسانی بنیاد کے مختلف مظاہر سے ثابت ہوتا ہے۔ لیکن حیوانی بنیاد کا سرچشمہ چونکہ اجزائے ترکیبی کے خواص ہیں اس بناء پر جس طرح ہر شخص کے اجزائے ترکیبی کے یہ "خواص" یکساں نہیں ہوتے بلکہ زمین، فضا اور آب و ہوا وغیرہ کی وجہ سے ان میں کافی اختلاف ہوتا ہے، اسی طرح ان خواص سے نکلنے والی بنیادوں اور ان کے اثرات میں کسی لحاظ سے بھی یکسانیت نہیں ہوتی بلکہ سختی، نرمی، کثافت ولطافت وغیرہ کے لحاظ سے ان میں کافی فرق ہوتا ہے۔ سردست اس فرق کو ہم قوت وضعف سے تعبیر کریں گے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا:-

ان اللہ خلق آدم من قبضہ بعضہا من جمیع الارض فجاءَ بنو آدم علیٰ قدر الارض منہم الاحمر والابیض والاسود وبین ذالك السہل و الحزن والخبیث والطیب[1]

اللہ نے آدم کو ایک مٹھی بھر مٹی سے پیدا کیا جس کو زمین کے ہر حصّہ سے لیا۔ اسی کے لحاظ سے سرخ، سفید، سیاہ اور اس کے درمیان لوگ پیدا ہوئے اور اسی کے لحاظ سے نرم، سخت، نیک طبیعت اور بد طینت لوگ پیدا ہوئے۔

امتزاج کے بعد ان میں پیچیدگی پیدا ہوتی ہے

یہ بنیادیں انفرادی حیثیت میں سادہ اور سلجھی ہوتی ہیں لیکن اجتماعی حیثیت میں نہایت پیچیدہ اور الجھی ہوئی ہیں۔ چنانچہ "شاکلہ" کی تیاری میں ان کی جس انداز اور جس مقدار کی آمیزش ہوتی ہے اسی کے لحاظ سے اوصاف وخصائص کی لیاقت پیدا ہوتی ہے۔ رسول اللہؐ نے اوصاف وخصائص کے لحاظ سے انسان

---

[1] مسند احمد والترمذی، ابوداؤد ومشکوٰۃ۔ باب الایمان بالقدر۔

کے مختلف طبقات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

(۱) بعض کو جلد غصہ آتا اور جلد ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

(۲) بعض کو دیر میں غصہ آتا اور دیر ٹھنڈا ہوتا ہے۔

(۳) بعض کو دیر میں غصہ آتا اور جلد ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

(۴) بعض کو جلد غصہ آتا اور دیر میں ٹھنڈا ہوتا ہے۔

اسی طرح آپؐ نے حق کے مطالبہ اور قرض کی ادائیگی میں تفاوت کا ذکر کیا۔

(۱) بعض قرض کی ادائیگی میں اچھے اور اپنا مطالبہ کرنے میں بُرے ہوتے ہیں۔

(۲) بعض ادائیگی میں اچھے اور اپنا مطالبہ کرنے میں بھی اچھے ہوتے ہیں۔

(۳) بعض ادائیگی میں بُرے اور مطالبہ میں بھی بُرے ہوتے ہیں[1]۔

امتزاج کے بعد شاکلہ کی بیشمار قسمیں وجود میں آتی ہیں

نفسیاتی بنیادوں کے باہمی امتزاج کے بعد قوت و استعداد کے لحاظ سے "شاکلہ" کی بیشمار قسمیں وجود میں آتی اور اس لحاظ سے انسان کی بیشمار قسمیں بنتی ہیں لیکن ہر ایک میں خیر و شر یا سعادت و شقاوت کی قوت بہر حال موجود رہتی ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا:۔

وما استخلف خلیفة الا لہ؛	کوئی شخص خلیفہ نہیں بنایا جاتا مگر یہ کہ اس
بطانتان بطانة تامره	کے دو "رازدار" ہوتے ہیں ایک "رازدار"
بالخیر وتحضه علیه و	خیر و بھلائی کا حکم دیتا اور اس پر ابھارتا
بطانة تامره بالشر وتحضه	ہے اور دوسرا رازدار شر اور برائی کا
علیه[2]	حکم دیتا اور اس پر ابھارتا ہے۔

یہ دو "رازدار" سعادت و شقاوت کی قوت ہیں جن کی درجات کے لحاظ سے بیشمار قسمیں وجود میں آتی ہیں۔ ان میں سے چند بڑی قسمیں ذکر کی جاتی ہیں جن سے بقیہ کو سمجھنے

---

[1] ترمذی و مشکوٰۃ باب الامر بالمعروف۔ [2] بخاری ج ۲ کتاب القدر باب المعصوم من عصم اللہ۔

Marfat.com

میں سہولت ہوگی۔

ابتدائی دو بڑی قسمیں

"شاکلہ" کی ابتدائی دو بڑی قسمیں یہ ہیں:۔

(۱) وہ جس کی انسانی وحیوانی بنیادوں کے درمیان نزاع وکش مکش ہو یعنی ہر ایک اپنی اپنی جگہ مضبوطی کے ساتھ قائم ہو اور حیوانی بنیاد اپنے تقاضے کو دبا کر انسانی بنیاد کی طرف مائل نہ ہو۔

(۲) وہ جس کی انسانی اور حیوانی بنیادوں کے درمیان نزاع وکشمکش نہ ہو یعنی انسانی بنیاد اپنے اندر کچھ نرم گوشہ رکھتی ہو اور حیوانی بنیاد اپنے تقاضے کو دبا کر انسانی بنیاد کی طرف مائل ہو۔

آگے ہم پہلی کو نزاع وکش مکش والی شکل قرار دیں گے اور دوسری کو مصالحت والی شکل کہیں گے۔

ہر ایک کی چار بڑی شکلیں

نزاع وکشمکش کی چار بڑی شکلیں یہ ہیں:۔

(۱) اعلیٰ انسانی بنیاد اور قوی حیوانی بنیاد۔

(۲) اعلیٰ انسانی بنیاد اور ضعیف حیوانی بنیاد۔

(۳) ادنیٰ انسانی بنیاد اور قوی حیوانی بنیاد۔

(۴) ادنیٰ انسانی بنیاد اور ضعیف انسانی بنیاد۔

مصالحت کی بھی یہی چار بڑی شکلیں ہیں:۔

(۱) اعلیٰ انسانی بنیاد اور قوی حیوانی بنیاد۔

(۲) اعلیٰ انسانی بنیاد اور ضعیف حیوانی بنیاد۔

(۳) ادنیٰ انسانی بنیاد اور قوی حیوانی بنیاد۔

(۴) ادنیٰ انسانی بنیاد اور ضعیف حیوانی بنیاد۔

مصالحت کی شکلوں میں اندرونی حالت نسبتاً پرسکون رہتی اور نزاع و

Marfat.com

کشمکش میں اضطراب و بے چینی رہتی ہے۔ تربیت کی ضرورت بہرحال دونوں کو ہوتی ہے۔

البتہ مصالحت میں اطاعت و فرماں برداری کی نمود زیادہ اور جلدی ہوتی ہے جب کہ نزاع و کشمکش میں مقابلۃً کم اور دیر میں ہوتی ہے۔

انسانی اور حیوانی بنیادوں کے انفرادی خواص

اب مختصر طور پر انسانی اور حیوانی بنیادوں کے انفرادی و اجتماعی خواص ذکر کئے جاتے ہیں۔

انفرادی خواص یہ ہیں:-

(۱) جس شاکلہ میں انسانی بنیاد اعلیٰ ہوتی ہے اس میں اعلیٰ درجہ کے کمالات اور بلند احوال و مقامات حاصل کرنے کی اہلیت ہوتی ہے۔

(۲) جس شاکلہ میں انسانی بنیاد ادنیٰ ہوتی ہے اس میں معمولی درجے کے کمالات، اور احوال و مقامات کی صلاحیت ہوتی ہے۔

(۳) جس شاکلہ میں حیوانی بنیاد قوی ہوتی ہے، اس میں شوکت و سطوت اور غلبہ و اقتدار حاصل کرنے کی اعلیٰ صلاحیت ہوتی ہے۔

(۴) جس شاکلہ میں حیوانی بنیاد ضعیف ہوتی ہے، اس میں غلبہ و اقتدار کی معمولی صلاحیت ہوتی ہے۔

نزاع و کشمکش والی چار شکلوں کے اثرات و خواص

انسانی اور حیوانی بنیادوں کے امتزاج کے بعد نزاع و کشمکش والی چار شکلوں کے اثرات و خواص یہ ہیں:-

(۱) اعلیٰ انسانی بنیاد اور قوی حیوانی بنیاد سے عزم و ہمت میں پختگی و بلندی پیدا ہوتی ہے، اونچے درجے کے کاموں پر نظر ہوتی اور اعلیٰ

Marfat.com

درجے کے مناصب و مقامات حاصل کرنے کی اہلیت ہوتی ہے۔ اس شاکلہ کے لوگ اگرچہ بہت کم پائے جاتے ہیں لیکن جو ہوتے ہیں وہ سردار و مقتدا بنتے ہیں اور بکثرت لوگ ان کے معتقد ہوتے ہیں۔

(۲) ادنیٰ انسانی بنیاد اور قوی حیوانی بنیاد سے عزم و ہمت میں پختگی تو ہوتی ہے لیکن زیادہ بلندی نہیں پائی جاتی، جس کی بنا پر اعلیٰ درجے کے کاموں پر نظر نہیں ہوتی۔ البتہ حمیت و غیرت اور بہادری و جانبازی وغیرہ صفتوں کی جن کاموں میں ضرورت ہوتی ہے وہ بخوبی انجام پا سکتے ہیں۔ اس "شاکلہ" کے لوگ نسبتاً زیادہ ہوتے ہیں، لیکن سپہ گری و میدانِ جنگ وغیرہ کے زیادہ اہل ثابت ہوتے ہیں۔

(۳) اعلیٰ انسانی بنیاد اور ضعیف حیوانی بنیاد سے عزم و ہمت میں پختگی والے کاموں سے بے رغبتی ہوتی ہے اور اگر موقع ملا تو اعلیٰ انسانی بنیاد کے اثر سے رضائے الٰہی کی خاطر ترکِ دنیا پر آمادگی ہو جاتی ہے۔

(۴) ادنیٰ انسانی بنیاد اور ضعیف حیوانی بنیاد سے سستی، کاہلی، درماندگی و عاجزی وغیرہ صفتیں پیدا ہوتی ہیں، تمام چیزوں سے دست برداری میں عافیت نظر آتی ہے اور موقع ملنے پر ترکِ دنیا کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

مصالحت والی چار شکلوں کے خواص واثرات

انسانی و حیوانی بنیادوں کے امتزاج کے بعد مصالحت کی چار شکلوں کے خواص و اثرات یہ ہیں:۔

(۱) اعلیٰ انسانی بنیاد اور قوی حیوانی بنیاد سے حکمتوں، مصلحتوں اور اسرار و رموز دریافت کرنے کی اہلیت ہوتی ہے اور ریسرچ و تحقیق کے اعلیٰ درجہ کے کام سے دلچسپی ہوتی ہے۔ اس "شاکلہ" کے لوگ بھی اگرچہ بہت کم پائے جاتے ہیں،

Marfat.com

لیکن جو ہوتے ہیں وہ موقع ملنے پر اپنے میدان میں کارہائے نمایاں انجام دیتے ہیں، لیکن مصالحت کی وجہ سے قیادت وسرداری کی اہمیت میں کمی آجاتی ہے اور معتقدین کا حلقہ بھی زیادہ نہیں ہوتا۔

(۲) ادنیٰ انسانی بنیاد اور قوی حیوانی بنیاد سے تحقیقی وتنقیدی امور کے بجائے تقلیدی امور کی طرف زیادہ رغبت ہوتی اور گہرائی کے بجائے ظواہر پر قناعت ہوتی ہے۔ مصالحت کی وجہ سے حیوانی بنیاد کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے اور کوئی نمایاں کام نہیں انجام دے پاتی۔

(۳) اعلیٰ انسانی بنیاد اور ضعیف حیوانی بنیاد۔

(۴) ادنیٰ انسانی بنیاد اور ضعیف حیوانی بنیاد۔

مصالحت کی یہ دونوں شکلیں حد درجہ کمزور ہوتی ہیں۔ چوتھی شکل میں انسانی بنیاد ادنیٰ ہونے کی وجہ سے کوئی مؤثر کردار نہیں ادا کرسکتی۔ لیکن تیسری شکل میں اعلیٰ ہونے کے باوجود مصالحت کی وجہ سے اپنی اصلی کارکردگی کھودیتی ہے۔ بس اس کی وجہ سے دعا ومناجات وغیرہ میں سرور وانبساط کی کیفیت پیدا ہوسکتی ہے[1]۔

ان خواص واثرات پر نظامِ عالم موقوف ہے

مذکورہ شکلوں کے خواص واثرات سے ظاہر ہے کہ نظامِ عالم چلانے کے لئے انسانی بنیاد کے ساتھ حیوانی بنیاد اور حیوانی کے ساتھ انسانی بنیاد کی کس قدر ضرورت ہے؟ نیز ان کے امتزاج سے جو عجیب وغریب صلاحیتیں ظاہر ہوتی ہیں اگر وہ نہ ہوں تو

---

[1] حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے حجۃ اللہ البالغہ اور الخیر الکثیر میں ان شکلوں پر نہایت نفیس بحث کی ہے۔ آسانی کی غرض سے اس کا انداز بدلا گیا اور اضافہ بھی کیا گیا۔

Marfat.com

ظامِ عالم کی ترقی کس حد تک متاثر ہو۔؟

دراصل ان خواص واثرات ہی کی بدولت انسان اس بارِ امانت (عہدۂ تکلیف یا امانتِ دین) کے اٹھانے کا مستحق قرار پایا جس کو آسمان وزمین کی کوئی مخلوق نہ اٹھا سکی۔

قرآنِ حکیم میں ہے:۔

وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا[1]	انسان نے اس کو اٹھالیا بے شک وہ ظلوم وجہول تھا۔

ظلوم وجہول میں خواص واثرات کی طرف اشارہ موجود ہے کیوں کہ:۔

فان الظلوم من لایکون عادلا و من شانه ان یعدل والجهول من لایکون عالمًا ومن شانه ان یعلم[2]	ظلوم وہ ہے جو عادل نہ ہو لیکن اس میں عدل کی صلاحیت ہو، جہول وہ ہے جو عالم نہ ہو لیکن اس میں علم کی صلاحیت ہو۔

ان کے بارے میں قدرت کا احساس حد درجہ نازک ہے

چونکہ ان خواص واثرات پر نظامِ عالم کی بقاء و ارتقاء موقوف ہے، اس بناء پر ان کے بارے میں قدرت کا احساس حد درجہ نازک ہے۔ کسی کو کسی عمل کے ذریعہ ان کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا اختیار نہیں دیا۔

تربیت کا دائرہ ان کو صیقل کرنے، ان میں نکھار پیدا کرنے، ان کی توانائی برقرار رکھنے اور ہر ایک کی مناسبت سے عدل وتوازن قائم رکھنے تک محدود ہے۔ اس کے ذریعہ ان کی جڑ میں تبدیلی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اور نہ قدرت کی طرف سے ایسی کوشش کی اجازت ہے۔ "سونا" کان سے نکل کر جس خام حالت میں ہوتا ہے تقریباً وہی حالت شاکلہ کے خواص واثرات کی ہوتی ہے۔ پھر سونے کو موجودہ شکل

---

[1] الاحزاب ع ۹۔ [2] شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ باب سرّ التکلیف۔

Marfat.com

میں لانے کے لئے جن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ تربیت کے ذریعہ تقریباً انہیں مراحل سے بتدریج گزارا جاتا ہے جس کے لئے قدرتی واختیاری دونوں قسم کے پروگرام ہیں۔

نیکی وبدی کے تار

جیسا کہ پہلے بتایا جاچکا ہے کہ انسانی اور حیوانی بنیادیں آپس میں ملنے کے بعد نہایت پر پیچ بن جاتی ہیں اور مختلف قسم کی بے شمار قوتوں واستعدادوں کا سرچشمہ بنتی ہیں۔ گویا دونوں کی آمیزش سے لاتعداد قسم کے باریک "تار" پیدا ہوتے جن میں مختلف قسم کی قوتیں اور استعدادیں پیوست ہوتی ہیں۔ انہیں میں نیکی وبدی کے "تار" بھی ملے جلے ہوتے ہیں۔

چند وہ قوتیں جن سے نیکی وبدی کے تار کا اصل تعلق ہے

ذیل میں چند ان قوتوں کی کسی قدر تشریح کی جاتی ہے جن سے نیکی وبدی کے تار کا اصل تعلق ہے اور جن کا اثر دوسری قوتوں پر پڑتا ہے۔ وہ یہ ہیں۔

(۱) روح

(۲) عقل

(۳) قلب اور

(۴) نفس

ان قوتوں کی تشریح میں کافی بحثیں ہیں، یہاں صرف اس قدر جان لینا کافی کہ ہر قوت کی تکوین میں کمی وکیفی فرق کے ساتھ نورانی (انسانی) ومادی دونوں بنیادیں موجود ہیں جن سے نیکی وبدی کے "تار" کا تعلق ہے۔ جدید ماہرین نفسیات وعضویات چونکہ مادی بنیاد ہی سے بحث کرتے ہیں، نورانی تک ان کی رسائی نہیں ہوسکتی اس لئے مادی کے ثبوت کی ضرورت نہیں ہے البتہ ہر ایک میں نورانی بنیاد کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

روح میں نورانی بنیاد کی آمیزش

(۱) روح سے مراد وہ قوت ہے جس کے ذریعہ حیاتِ انسانی قائم ہے۔ قرآنِ حکیم میں روح کے متعلق ایک سوال وجواب اس طرح مذکور ہے:۔

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا [1]

لوگ آپ سے "روح" کے بارے میں سوال کرتے ہیں؟ آپ کہہ دیجیے کہ روح میرے رب کے "امر" سے ہے اور تم بہت تھوڑا علم دیئے گئے ہو۔

یعنی روحِ انسانی میں ایک نورانی حقیقت کی آمیزش ہے جس کی تعبیر "امر رب" سے کی گئی اور جس کے ادراک کے لئے تمہارا سرمایۂ علم ناکافی ہے۔ اس صورت میں لفظ "من" کو تبعیضیہ ماننا پڑے گا لیکن اس سے معنی و مفہوم میں کوئی خرابی نہ ہوگی۔

روح المعانی میں ہے:۔

من امر ربي كلمة من تبعيضية وقيل بيانية [2]

"من امر ربی" میں کلمۂ من تبعیضیہ ہے اور بعضوں نے بیانیہ کہا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روح کی اس تعبیر سے معنویت حاصل کرکے فرمایا:۔

الارواح جنود مجندة فما تعارف منها ائتلف وما تناكر منها اختلف [3]

روحوں کی ایک مرتب فوج ہے۔ ان میں جو باہمی مناسبت رکھتی ہیں وہ مل جاتی ہیں اور جن میں یہ مناسبت نہیں ہوتی وہ الگ ہو جاتی ہیں۔

---

[1] بنی اسرائیل ع ۱۰۔ [2] سید محمود آلوسی۔ روح المعانی ج ۱۵ بنی اسرائیل ع ۱۰۔

[3] بخاری و مسلم و مشکوٰۃ باب الحب فی اللہ و من اللہ الفصل الاول۔

روح کی مختلف گروپ میں تقسیم

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ روحوں کو مختلف گروپ (جس طرح مثلاً: خون کے گروپس ہوتے ہیں اور وہی خون دوسرے کے موافق آتا ہے جس کے گروپ میں موافقت ہوتی ہے) میں تقسیم کرکے ان کے درمیان ایک مناسبت قائم کردی گئی ہے۔ نورانی روح کے جس گروپ کو مادی کے جس گروپ کے ساتھ مناسبت ہوتی ہے وہ اس کے ساتھ مانوس ہوکر مل جاتی ہے اور جس کے درمیان یہ مناسبت نہیں ہوتی وہ اس کے ساتھ نہیں ملتی بلکہ دوسرا گروپ تلاش کرتی ہے۔ "تعارف وتناکُر" کی یہ تشریح ایک ہی شخص کی نورانی ومادی روح سے تعلق رکھتی ہے یعنی جن مختلف روحوں کے درمیان مناسبت ہوتی ہے ان میں باہمی انسیت ومحبت کا رشتہ قائم ہوتا ہے اور جن میں یہ مناسبت نہیں ہوتی ان میں یہ رشتہ قائم نہیں ہوتا۔

اہلِ علم کے چند اقوال

ابوالبقاءؒ کہتے ہیں:۔

ان الروح هو الجوهر العلوی الذی قیل فی شانه قل الروح من امر ربی یعنی انه موجود بالامر[1]

روح وہ جوہر علوی ہے جس کی شان میں "قل الروح من امر ربی" کہا گیا۔ وہ امر سے موجود ہے۔

پھر اس کے بعد ہے:۔

فبالامر توجد الارواح وبالخلق توجد الاجسام المادیة[2]

امر سے ارواح (غیر مادی) کا وجود ہوتا ہے اور خلق سے مادی اجسام کا وجود ہوتا ہے۔

امام غزالی نے یہ تعریف کی ہے:۔

هو اللطیفة العالمة المدرکة

روح وہ لطیفہ (باطنی قوت واستعداد)

---

[1] ابوالبقاء حسینی کلیات ابی البقاء فصل الراء [2] ایضاً۔

من الانسان[1] — ہے جو علم وادراک کی صفت کے ساتھ متصف ہے۔

ھوجوھر ولیس بعرض[2] — وہ جوہر ہے عرض نہیں ہے۔

یہ جوہر ایسا ہے جو مادہ وکیفیت سے خالی ہے، جہت ومکان سے پاک ہے، اشیاء کے علم کی اس کو قوت ہے، ذات الٰہی کی صفات کے ساتھ متصف ہے، اس کا تصرفِ عالم (جسم) میں ایسا ہی ہے جیسا کہ ذات الٰہی کا تصرف عالم اکبر میں ہے[3]۔

شاہ ولی اللہؒ نے یہ تعبیر کی ہے:۔

وھی کوّۃ من عالم القدس[4] — وہ روح (نورانی) عالم قدس (ماورائے مادہ) کی جانب ایک طاقچہ (دریچہ) ہے۔

روح کے دو حصّے — روح کی نورانی ومادّی بنیاد ہی کی بناء پر اہل علم وکشف سے اس کی دو قسمیں یا دو حصّے منقول ہیں مثلاً: امام غزالی کی تقسیم یہ ہے:۔

(۱) روح حیوانی کا تعلق عالم سفلی سے ہے جو بخارات کی لطافت سے مرکب ہے۔

(۲) دوسری روح جس کو ہم نے روح انسانی کہا ہے اس کا تعلق عالمِ علوی اور ملائکہ کے جواہر سے ہے[5]۔

عمر بن محمد شہاب الدین سہروردی نے اس طرح تقسیم کی ہے:۔

(۱) روح انسانی جو علوی اور آسمانی ہے اس کا تعلق امرِ خداوندی سے ہے اور

(۲) جو روح حیوانی اور بشری ہے، اس کا تعلق عالمِ تخلیق سے ہے تاہم روح

---

[1] الغزالی احیاء علوم الدین جزء ثالث اللفظ الثانی۔ [2] الغزالی المضنون بہ علیٰ غیر اہلہ فصل حیل لہ الخ ص ۱۹۱

[3] الغزالی حل مسائل غامضہ ص ۳ تا ۳۶ [4] ولی اللہ۔ حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ باب حقیقۃ الروح۔

[5] الغزالی۔ کیمیائے سعادت فصل دربیان آنکہ روح حیوانی ازیں عالم سفلی است۔

Marfat.com

حیوانی علوی روح کا مقام و منزل ہے۔[1]

شیخ محمد اعلیٰ تھانوی نے یہ قول نقل کیا ہے:۔

الرّوح الانسانی السماوی من عالم الامر ای لا یدخل تحت المساحة والمقدار والروح الحیوانی البشری من عالم الخلق ای یدخل تحت المساحة والمقدار[2]	روح انسانی سماوی عالم امر سے ہے یعنی پیمائش و مقدار کے تحت نہیں آتی۔ روح حیوانی بشری عالم خلق سے ہے یعنی وہ پیمائش و مقدار کے تحت آتی ہے۔

عقل میں نورانی بنیاد کی آمیزش

(۲) عقل سے مراد وہ قوت ہے جس کے ذریعہ انسان ان چیزوں کا ادراک کرتا ہے جن کا حواس کے ذریعہ نہیں کرسکتا۔ اس میں نورانی بنیاد کا ثبوت قرآنِ حکیم کی اس آیت میں ہے:۔

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى[3]	اور جب آپ کے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی اولاد نکالی اور ان سے انہیں کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے کہا بیشک آپ ہمارے رب ہیں۔

حضرت اُبیّ بن کعب سے آیت کی یہ وضاحت مروی ہے:۔

جمعهم فجعلهم ازواجا ثم صورهم فاستنطقهم فتكلموا	اللہ نے ان کو جمع کیا، جوڑے جوڑے بنائے ان کو گویائی دی، انہوں نے کلام کیا

---

[1] عمر بن شہاب الدین سہروردی۔ عوارف المعارف باب ۵۶ معرفت روح و نفس۔ [2] شیخ محمد اعلیٰ بن علی التھانوی۔ کشاف اصطلاحات الفنون۔ [3] الاعراف ع ۲۲۔

Marfat.com

ثم اخذ علیهم العهد والمیثاق [1] پھر ان سے عہد و پیمان لیا۔

محدثین نے "فاستنطقہم" کی یہ تشریح کی ہے :۔

خلق فیهم العقل وطلب منهم النطق [2] ان میں عقل پیدا کی اور ان سے گویائی طلب کی۔

عقل کی یہ تعریف بھی منقول ہے جس سے نورانی بنیاد کی تائید ہوتی ہے۔

العقل جوهر مضیئ خلقه الله فی الدماغ وجعل نوره فی القلب. [3] عقل ایک روشن کرنے والا جوہر ہے جس کو اللہ نے دماغ میں پیدا کیا اور اس کا نور قلب میں بنایا۔

عقل کا اشرف ترین ثمرہ

نورانی بنیاد ہی کی بناء پر راغب اصفہانی نے عقل کا اشرف ترین ثمرہ اللہ کی معرفت قرار دیا۔

من اشرف ثمرة العقل معرفة الله و حسن طاعته والکف عن معصیته [4] عقل کا اشرف ثمرہ اللہ کی معرفت اس کی حسن طاعت اور اسکی معصیت سے رکنا ہے۔

عقل کے دو حصّے

اور اسی بناء پر عقل کی دو قسمیں یا دو حصّے منقول ہیں :۔

(۱) ایک عقل وہ ہے جس کے ذریعہ دنیا کے کاموں پر غور ہوتا۔

(۲) دوسری عقل وہ ہے جس کے ذریعہ آخرت کے کاموں پر غور ہوتا ہے [5]۔

شاہ ولی اللہؒ کہتے ہیں :۔

العقل له وجهان وجه یمیل عقل کے دو رُخ ہیں ایک بدن و اعضاء

---

[1] مشکوٰۃ کتاب الایمان بالقدر الفصل الثالث۔ [2] مرقاۃ حاشیہ مشکوٰۃ۔ کتاب الایمان بالقدر الفصل الثالث۔ [3] شیخ محمد اعلیٰ التھانوی کشاف اصطلاحات الفنون۔ [4] راغب اصفہانی الذریعہ الی مکارم الشریعۃ۔ [5] عمر بن محمد شہاب الدین سہروردی عوارف المعارف باب ۵۶ معرفت روح و نفس۔

Marfat.com

الَی البدن والجوارح ووجه یمیل الی التجرّد وَالصّرافة [1]

(مادّیات) کی طرف مائل ہے اور دوسرا تجرّد وصرافۃ (نورانیات) کیطرف مائل ہے۔

عقل سے متعلق چند حدیثوں کی وضاحت

امام غزالیؒ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کئی حدیثیں نقل کی ہیں جن میں تقویٰ، طہارت اور عبادت وغیرہ کی زیادتی کو عقل کی زیادتی کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے۔ یہ حدیثیں بالعموم سند کے لحاظ سے ضعیف ہیں لیکن عقل کی مذکورہ تقسیم کے بعد بڑی حد تک ان کا ضعف دور ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ درج ذیل حدیث سے اسکی تائید ہوتی ہے:۔

قالت قلت یارسول اللہ بم یتفاضل الناس فی الدنیا قال بالعقل قلت وفی الاٰخرۃ قال بالعقل قلت الیس انما یجزون باعمالھم فقال صلی اللہ علیہ وسلّم یاعائشۃ وَھل عملوا الا بقدر ما اعطاھم عزوجل من العقل فبقدر ما اعطوا من العقل کانت اعمالھم وبقدر ما عملوا یجزون [2]۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کس وجہ سے دنیا میں لوگ فضیلت پاتے ہیں، فرمایا عقل سے۔ میں نے کہا کہ آخرت میں کس وجہ سے فضیلت پاتے ہیں فرمایا عقل سے۔ پھر میں نے کہا کہ کیا لوگ اپنے اعمال کا بدلہ نہیں دئے جاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے عائشہ! لوگ اسی قدر عمل کرتے ہیں جس قدر اللہ نے ان کو عقل دی۔ جس قدر وہ عقل دیئے گئے اسی قدر ان کے اعمال ہیں اور جس قدر ان کے اعمال ہیں اسی قدر بدلے دیئے جائیں گے۔

---

[1] ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ ۳ المقامات واحوال [2] الغزالی۔ احیاء علوم الدین ج الباب السابع بیان شرف العقل

Marfat.com

دنیا و آخرت میں عقل کی بناء پر فضیلت دراصل اسکی نورانی و مادی بنیاد کا نتیجہ ہے۔ اور اسی کے لحاظ سے دنیوی و اُخروی اعمال صادر ہوتے ہیں جن پر بدلہ دیا جاتا ہے۔

قلب میں نورانی بنیاد کی آمیزش

(۳) قلب سے مراد وہ قوت ہے جس سے اچھی بری صفات متعلق ہیں۔ اس میں نورانی بنیاد کا ثبوت یہ ہے:۔

وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ[1] — اور یقین رکھو کہ اللہ آدمی اور اس کے قلب کے درمیان حائل ہے۔

دوسری جگہ ہے:۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ[2] — بیشک اس میں اس شخص کیلئے نصیحت ہے جس کے اندر دل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نورانی بنیاد ہی کی بناء پر قلبی فیصلہ کو قابل اعتماد ٹھہرایا مثلاً آپؐ نے فرمایا:۔

البر ما سکنت الیہ النفس و اطمأن الیہ القلب والاثم مالم تسکن الیہ النفس ولم یطمئِنّ الیہ القلب وان افتاك المفتون[3] — نیکی وہ ہے جس سے نفس کو سکون اور قلب کو اطمینان ہو اور برائی وہ ہے جس سے نفس کو سکون اور قلب کو اطمینان نہ ہو اگرچہ مفتی تجھ کو فتویٰ دیں۔

دوسری جگہ ہے:۔

یاوابصة استفت نفسك البرّ ما اطمأن الیہ القلب واطمأنت — اے وابصہ خود سے فتویٰ طلب کر نیکی وہ ہے جس سے نفس و قلب کو اطمینان

---

[1] الانفال ع ۳۔ [2] الذاریات ع ۳۔ [3] امام احمد۔ مسند احمد ج ۴ من حدیث ابی ثعلبۃ الخشنی۔

الیه النفس والاثم ماحاك فی القلب و تردّد فی الصدر وان افتاكَ الناس [1]

ہو اور برائی وہ ہے جس سے دل میں کھٹک اور تردد پیدا ہو اگرچہ تجھ کو لوگ فتویٰ دیں۔

قلب میں نیکی و بدی دونوں کی صلاحیتیں

قلب میں دونوں بنیادوں کی موجودگی ہی کی بنا پر امام غزالی نے کہا ہے :۔

والقلب باصل الفطرة صالح لقبول اٰثار الملك ولقبول اٰثار الشیطان صلاحًا متساویا لیس یترجح احدهما علی الاٰخر۔ [2]

قلب اصل فطرت کے لحاظ سے فرشتے اور شیطان دونوں کے آثار قبول کرنے کی برابر صلاحیت رکھتا ہے ان میں کسی کو دوسرے پر ترجیح نہیں ہے۔

شاہ ولی اللہؒ کہتے ہیں :۔

انّ القلب لهٗ وجهان وجه یمیل الی البدن والجوادح وَ وجه یمیل الی التجرد والصرافة [3]

قلب کے دو رُخ ہیں ایک بدن اور اعضاء کی طرف مائل ہے اور دوسرا تجرد و صرافت (نورانیات) کی طرف مائل ہے۔

قلب علم و ادراک کا ذریعہ بھی ہے

"قلب" علم و ادراک کا ذریعہ بھی ہے جس سے نورانی بنیاد کا ثبوت ملتا ہے۔ قرآنِ مجید میں ہے :۔

لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ بِهَا۔ [4]

ان کے پاس دل ہیں جو سمجھتے نہیں۔

اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا۔ [5]

کیا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔

فَطُبِعَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا یَفْقَهُوْنَ۔ [6]

انکے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے کہ وہ نہیں سمجھتے۔

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ۔ [7]

اللہ نے انکے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔

---

[1] امام احمد مسند احمد ج ۴ من حدیث ابی ثعلبۃ الخشنی [2] الغزالی احیاء علوم الدین ج ۳ بیان تسلط الشیطان علی القلب بالوساوس

[3] ولی اللہ۔ حجۃ اللہ البالغۃ ج ۲ المقامات والاحوال [4] الاعراف ع ۲۲ [5] محمد ع ۳ [6] منافقون ع ۱ [7] البقرہ ع ۱۔

ان آیتوں میں سمجھ بوجھ کی اس قسم سے انکار کیا گیا ہے جسکا تعلق نورانی بنیاد سے ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف حدیثوں میں بھی اس کا ثبوت موجود ہے۔ مثلاً :۔

اِذا اراد اللہ بعبد خیرا جعل لہ واعظا من قلبہ [1]	جب اللہ کسی بندے کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے تو اس کے دل میں ایک واعظ مقرر کر دیتا ہے۔
من کان لہ من قلبہ واعظ کان علیہ من اللہِ حافظ [2]	جس شخص کے دل میں واعظ ہوتا ہے اللہ کی جانب سے اس پر محافظ مقرر ہوتا ہے۔
قلب المومن اجرد فیہ سراج یزھر [3]	مومن کا دل مجرّد ہے جس میں چراغ چمکتا ہے۔

شرحِ صدر کے بارے میں آپؐ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا :۔

ھو نور یقذفہ اللہ تعالیٰ فی الصدر [4]	وہ ایک نور ہے جس کو اللہ تعالیٰ سینہ میں ڈالتا ہے۔

اس سلسلہ کی بعض حدیثیں اگرچہ سند کے لحاظ سے ضعیف سمجھی جاتی ہیں لیکن نورانی بنیاد تسلیم کرنے کے بعد معنیٰ و مفہوم میں کوئی دشواری نہیں رہتی۔ واعظ، سراج اور نور وغیرہ قسم کے الفاظ دراصل نورانی بنیاد ہی کی مختلف تعبیرات اور مختلف شکلیں ہیں۔

نفس میں نورانی بنیاد کی آمیزش

(۴) نفس سے مراد وہ قوت ہے جو اچھی بُری خواہشات کا مرکز ہے۔ قرآن حکیم نے نفس کی تین حالتیں بیان کی ہیں جن سے نورانی بنیاد کا ثبوت ملتا ہے۔

(۱) مطمئنہ۔ جس میں نورانی اثرات کو غلبہ ہوتا ہے۔

یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً [5]	اے مطمئن نفس اپنے رب کی طرف چل تو اس سے راضی ہے وہ تجھ سے راضی ہے۔

---

[1] [2] [3] [4] الغزالی۔ احیاء علوم الدین ج ۳ مجامع اوصاف القلب۔ [4] الغزالی المنقذ من الضلال [5] الفجر ع ۱۔

(۲) امّارہ۔ جس میں مادّی اثرات کو غلبہ ہوتا ہے۔

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ۔[1]

بے شک نفس تو برائی کا حکم دینے والا ہے۔ مگر جو میرے رب نے رحم کر دیا۔

(۳) لوّامہ۔ جس میں دونوں کے درمیان کشمکش رہتی ہے اور جب نورانی اثرات کا غلبہ ہوتا ہے تو کوتاہیوں پر خود کو ملامت کرتا ہے۔

لَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ۔[2]

برائی پر ملامت کرنے والے نفس کی قسم کھاتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا سے بھی ثبوت ملتا ہے۔

اللّٰھم اٰت نفسی تقواھا وَ زکّھا انت خیر من زکاھا وانت ولیھا ومولٰھا۔[3]

اے اللہ میرے نفس کو اس کا تقویٰ عنایت فرما اور آپ اس کا تزکیہ کر دیجئے آپ تزکیہ کرنے والوں میں سب سے بہتر ہیں اور آپ ہی اس کے ولی و کارساز ہیں۔

ایک حدیث میں نورانی و مادّی بنیاد کی طرف اشارہ

درج ذیل حدیث میں نورانی و مادّی دونوں بنیاد کی طرف اشارہ ہے:۔

ان للشیطان لمۃ بابن آدم وللملك لمۃ فاما لمۃ الشیطان فایعاد بالشر وتکذیب بالحق واما لمۃ الملك فایعاد بالخیر وتصدیق بالحق فمن وجد ذلك فلیعلم انہ من اللہ ویحمد اللہ و من وجد الاخری فلیتعوذ باللہ من

شیطان اور فرشتہ دونوں کو انسان کے اندر تصرف کا اختیار ہے شیطان کا تصرف شر کی طرف رغبت دلانا اور حق کو جھٹلانا اور فرشتہ کا تصرف خیر کی طرف رغبت دلانا اور حق کی تصدیق ہے جو شخص فرشتہ کے تصرّف کو محسوس کرے تو اس کو اللہ کی طرف سے سمجھے اور اللہ کی حمد کرے

---

[1] یوسف ۔ [2] القیامۃ ع ۱ ۔ [3] مسلم و مشکوٰۃ باب الاستعاذۃ الفصل الاول ۔

الشَّیْطَان الرجیم [1]

اور جو شخص شیطان کے تصرف کو محسوس کرے تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگے۔

علامہ ابن قیمؒ کے بیان سے تائید

علامہ ابن قیم کے بیان سے بھی تائید ہوتی ہے۔ وہ کہتے ہیں:۔

وقد امتحن اللہ سبحانہ الانسان بھاتین النفسین الامارۃ واللوامۃ کما اکرمہ بالمطمئنۃ۔

اللہ نے نفس امارہ اور لوامہ کے ذریعہ انسان کی آزمائش کی جیسا کہ مطمئنہ کے ساتھ اس کو عزت دی۔

پھر اس کے بعد ہے:۔

ایدالمطمئنۃ بجنود عدیدۃ فجعل الملک قرینہا۔

مطمئنہ کی اس نے متعدد لشکروں سے مدد کی اور فرشتہ کو ہمنشیں بنایا۔

واما النفس الامارۃ فجعل الشیطان قرینہا۔ [2]

لیکن نفس امارہ کا ہمنشین شیطان کو بنایا۔

فرشتہ و شیطان کی ہمنشینی دراصل نورانی و مادی بنیاد ہی کا اثر ہے۔

مذکورہ تصریحات سے ظاہر ہے کہ روح، عقل، قلب اور نفس تینوں میں مادی بنیاد کے ساتھ نورانی بنیاد موجود ہے جن سے نیکی و بدی کے تار کا تعلق ہے۔ لیکن چونکہ ہر قوت کے دائرۂ کار اور مادی بنیاد کی نوعیت میں فرق ہے اس لئے اس کی مناسبت سے کیفی فرق کے ساتھ نورانی بنیاد کی آمیزش کی گئی اور یکسانیت کو نہیں ملحوظ رکھا گیا جیسا کہ ہر ایک کے مظاہرہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ ذیل میں نیکی و بدی کے تار کو غذا اور قوت پہنچانے کے انتظام کا ذکر کیا جاتا ہے۔

نیکی و بدی کے تار کو غذا و قوت کا فطری انتظام

(۱) بدی کے تار کا تعلق اجزائے ترکیبی کے خواص سے ہے جن کو غذا اور قوت پہنچانے کے لئے ہر شخص ہر وقت

---

[1] مشکوٰۃ باب فی الوسوسۃ۔ [2] ابن قیم کتاب الروح المسألۃ الحادیۃ والعشرون۔

Marfat.com

مجبور ہے کہ اس کے بغیر زندگی کے قائم و باقی رکھنے کی کوئی شکل نہیں ہے۔ ان اجزار کے واسطے سے ہر وقت بدی کے تار کو غذا و قوت پہنچتی رہتی ہے اور اس میں اُبھار پیدا ہوتا رہتا ہے جس سے انسان مادّی خواہشات کی تکمیل میں سرگرم عمل رہتا اور دنیا کی طلب میں مستغرق رہتا ہے۔ نیکی کے تار کو غذا و قوت پہنچانے اور اس میں اُبھار پیدا کرنے کے لئے اجزاً ترکیبی کی طرح کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ بلاشبہ قدرت کی طرف سے نیکی کے تار کے لئے قدرتی انتظام ہے جس کی بدولت ان لوگوں میں بھی کچھ نیکیاں پائی جاتی ہیں جو تربیت کے اختیاری پروگرام پر عمل نہیں کرتے لیکن "کان" سے نکلے ہوئے "سونے" کی طرح اول تو یہ نیکیاں "آمیزش" سے پاک و صاف نہیں ہوتی ہیں، پھر ان کے ذریعہ حقیقی سرچشمہ سے وہ اتّصال نہیں قائم ہوتا جو نیکیوں کا مطلوب و مقصود ہے۔ چنانچہ اکثر و بیشتر انہیں نیکیوں کا صدور ہوتا ہے جن کا تعلق مادّی منفعت سے ہے۔ مثلاً: کاروبار میں دیانت، معاملات میں صفائی، جفاکشی، فرض شناسی، حب الوطنی، قومی مقاصد کی خاطر قربانی وغیرہ لیکن جن نیکیوں میں مادّی منفعت نہیں نظر آتی اور خالص انسانیت کی رُونمائی ہوتی ہے ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔ مثلاً: اللہ سے ربط و تعلق کی شکلیں، عفت و عصمت، شرم و حیا، ادب و شفقت، کنبہ پروری، وسیع القلبی، خلوص اور دل کی پاکی وغیرہ۔ ایسی حالت میں اگر تربیت کا اختیاری پروگرام نہ ہو تو نفسی زندگی کی طلب و رسد میں توازن نہ برقرار رہے گا اور انسانی اوصاف و خصائص کا کوئی معیار نہ باقی رہے گا پھر زندگی خود زندگی سے فرار اختیار کرے گی اور انسانیت حیوانیت کی نقیب بن کر زندہ رہے گی۔

نیکی و بدی کے تار کو وراثت کے ذریعہ غذا و قوت

(۲) نیکی و بدی کے تار کو وراثت کے ذریعہ بھی غذا و قوت پہنچتی ہے جس کا اثر اوصاف و خصائص میں ظاہر ہوتا ہے اور تربیت کی ضرورت ہوتی ہے یعنی جس طرح انسان ظاہری شکل و صورت میں والدین اور خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ کسی نہ کسی حد تک مشابہ ہوتا ہے اسی طرح نفسی ساخت

Marfat.com

(شاکلہ) میں بھی کسی نہ کسی درجہ مشابہت ہوتی ہے جیسا کہ درج ذیل آیتوں اور حدیثوں سے وراثت کا ثبوت ملتا ہے قرآنِ حکیم میں ہے:۔

ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ[1]	پھر اللہ نے نچوڑے ہوئے بے قدر پانی (نطفہ) سے اس کی اولاد بنائی۔

نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو بددعا کرتے ہوئے فرمایا تھا:۔

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا[2]	اے میرے رب زمین پر کافروں کا ایک گھر بسنے والا نہ چھوڑیئے اگر آپ ان کو چھوڑیں گے تو تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان سے کافر و فاجر ہی اولاد پیدا ہوگی۔

بہت سی آیتوں میں یہود و نصاریٰ کے آباو اجداد کا ذکر کر کے ان کی اولاد کی موجودہ روش پر استدلال کیا گیا ہے جن سے اوصاف و خصائص کی تعمیر میں وراثت کا ثبوت ملتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیتوں سے معنویت حاصل کر کے مختلف حدیثوں میں وراثت کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً: آپؐ سے سوال کیا گیا:۔

اتحتلم المرءۃ	کیا عورت کو احتلام ہوتا ہے۔

آپؐ نے فرمایا:۔

فبم یشبہ الولد[3]	پھر کس بنا پر اولاد اسکے مشابہ ہوتی ہے۔

ایک حدیث میں ہے:۔

الا ان بنی آدم خلقوا علی طبقات شتی فمنہم من یولد مؤمنا ویحیٰی	یاد رکھو انسان مختلف طبقوں پر پیدا کئے گئے ہیں بعض مومن پیدا ہوئے

---

[1] السجدہ ع ۲۔ [2] نوح ع ۲۔ [3] بخاری ج ۱ کتاب الانبیاء۔

Marfat.com

مؤمنًا ویموت مؤمِنا ومنهم من یولد کافرًا ویحیٰی کافرًا ویموت کافرًا۔[1]

مومن زندہ رہے اور مومن مرے بعض کافر پیدا ہوئے کافر زندہ رہے کافر مرے۔

ایک اور حدیث میں ہے:۔

الودّ یتوارث۔[2]

محبت میں وراثت جاری ہوتی ہے۔

دونوں تاروں کو ماحول کے ذریعہ غذا و قوت

(۳) نیکی و بدی کے تار کو ماحول کے ذریعہ بھی غذا و قوت پہنچتی ہے جس کا اثر اعمال و اخلاق میں ظاہر ہوتا ہے اور تربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔

ماحول کی دو قسمیں ہیں (۱) مادی ماحول اور (۲) اجتماعی ماحول۔ مادی ماحول میں زندگی کی تمام ضرورتیں اور تفریحات داخل ہیں مثلاً: زمین، فضا، آب وہوا، دریا، نہر، مکان، باغ وغیرہ۔ اجتماعی ماحول میں وہ تمام چیزیں داخل ہیں جو مذہب و تمدن سے پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً: مدرسہ، تعلیم، اخلاق، افکار، معتقدات، ادب، فن، پیشہ وغیرہ۔

قرآن حکیم سے مادی ماحول کا ثبوت:۔

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا۔[3]

جو پاکیزہ شہر ہے رب کے حکم سے وہاں سبزہ نکلتا ہے اور جو گندہ ہے اس سے ناقص ہی نکلتا ہے۔

اجتماعی ماحول کا ثبوت:۔

وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا

جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے خوشحال اور بااثر لوگوں کو حکم

---

[1] ترمذی و مشکوٰۃ باب الامر بالمعروف۔ [2] بخاری۔ الادب المفرد باب الودیتوارث۔

[3] الاعراف ع ۷۔

الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا[1] (تکوینی) دیتے ہیں پس وہ نافرمانی میں سرگرم ہوجاتے ہیں جس سے عذاب کا قانون ان پر ثابت ہوجاتا ہے۔ پھر ہم ان کو ہلاک کر دیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیتوں سے معنویت حاصل کر کے فرمایا:۔

من سکن البادیۃ جفا۔[2] جس نے جنگل میں سکونت اختیار کی اس میں سختی آگئی

ایک اور حدیث میں ہے:۔

ومنہم من یولد مؤمنًا ویحیٰی مؤمنًا ویموت کافرا ومنہم من یولد کافرا ویحیٰی کافرا ویموت مؤمنًا۔[3] بعض مومن پیدا ہوئے مومن زندہ رہے اور کافر مرے۔ بعض کافر پیدا ہوئے کافر زندہ رہے اور مومن مرے۔

---

[1] بنی اسرائیل ع ۲۔ [2] ابوداؤد ج ۲ کتاب الضحایا باب فی اتباع الصید وترمذی کتاب الفتن۔

[3] ترمذی ومشکوٰۃ باب الامر بالمعروف۔

Marfat.com

جوہرِ انسانیت کا تربیتی پُروگرام

جوہرِ انسانیت کا وجود نورانی اور حیوانی بنیاد تسلیم کر لینے کے بعد بطور خلاصہ انسانی وجود کے دو پہلو نمایاں ہوئے۔

(۱) خاکی وجود اور

(۲) نوری وجود۔

"خاکی" کی بہترین ترجمانی فرشتوں نے ان الفاظ میں کی ہے:۔

اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَ[1] — کیا آپ اس کو خلیفہ بنائیں گے جو زمین میں فساد اور خونریزی کرے گا۔

"نوری" کی بہترین ترجمانی اس جواب میں ہے:۔

قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ[2] ○ — اللہ نے فرمایا میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

"خاکی وجود" نہایت مکدّر و کثیف ہے جب کہ نوری وجود نہایت مقدس و منوّر ہے۔ خلافت و نیابت کی صلاحیت نہ تنہا اس میں ہے اور نہ اُس میں ہے لیکن جس طرح نظریۂ اضداد کے تحت دو متضاد وصف کے ملنے سے ایک تیسرا وصف وجود میں آتا ہے جو خواص و اثرات میں دونوں سے مختلف ہوتا ہے اسی طرح خاکی اور نوری کے ملنے سے جوہر

---

[1] [2] البقرہ ع ۴

انسانیت وجود میں آیا جو خالص نوری وخاکی وصف سے مختلف ہے۔ دراصل اسی "جوہر" میں نیابت وخلافت کی اہلیت ودیعت ہے جس کے باعث انسان مسجودِ ملائک بنا اور دوسری تمام سرفرازیوں سے اس کو نوازا گیا۔

تربیت کیلئے مستقل پروگرام کی تجویز

لیکن اس "جوہر" میں دونوں کے امتزاج کے باوجود "خاکی" کے اثرات زیادہ نمایاں اور سہل الحصول ہیں کیونکہ وہ اجزائے ترکیبی کے خواص سے اُبھرتے ہیں اور بقائے حیات کے لئے ہمہ وقت ان کو غذا و قوت پہنچانا ناگزیر ہے۔ "نوری" کے اثرات نہ اسقدر نمایاں اور سہل الحصول ہیں اور نہ بقائے حیات کے لئے ہر وقت ان کو غذا و قوت پہنچانے کے لئے مجبوری ہے کیوں کہ نوری وجود محض قدرتی عطیہ ہے جس کی نزاکت و باریکی کو سمجھنا اس سے نکلنے والے تاروں کے زیر و بم سے واقفیت حاصل کرنا اور پھر ان کے مناسب غذا و قوت کا انتظام کرنا حد درجہ مشکل ہے۔ یہ انتظام نہ ہو تو جوہر انسانیت کی ہمہ جہتی ترقی نہ ہوگی اور پھر زندگی کی طلب و رسد میں توازن نہ برقرار رہ سکے گا۔ اس کے لئے اختیاری اور عملی پروگرام نہ ہو تو "خاکی" کے اثرات سے نوری کا خاکی رنگ اختیار کر لینا یقینی ہے۔ پروگرام کی تجویز انسان کے سپرد ہو تو اس کی عدم واقفیت ہر موڑ پر سنگ گراں بن کر حائل ہوگی اور مستقل لائحہ عمل نہ ترتیب پا سکے گا۔ غرض ان وجوہات کی بنا پر قدرت نے اپنے عطیہ کے مناسب پروگرام کی تجویز اپنے ذمہ لی اور بقائے انسانیت کے لئے جوہر انسانیت کی کارکردگی کو پائمال ہونے سے محفوظ رکھا۔

تربیت کے لئے جامع لفظ "تزکیہ" ہے

تربیت کے لئے قرآن حکیم میں نہایت جامع لفظ "تزکیہ" استعمال ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اہم کام اس کو قرار دیا گیا جیسا کہ ان آیتوں سے ثابت ہے:۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں ہے:۔

Marfat.com

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ [1]

اے ہمارے رب آپ ان میں ایک رسول ان ہی میں سے بھیجئے جو ان کو آپ کی آیتیں پڑھ کر سنائے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کی تفصیلات میں ہے:۔

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ [2] ○

اللہ ہی نے امیوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کو اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ان کا تزکیہ کرتا اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے بے شک اس سے پہلے وہ کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيَاتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ [3] ○

جیسا کہ ہم نے تم میں ایک رسول تمہیں میں سے بھیجا جو تم کو ہماری آیتیں سناتا تمہارا تزکیہ کرتا اور تم کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا اور تم کو وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔

"تزکیہ" کے لغوی و اصطلاحی معنی

"تزکیہ" کے معنی ابھارنا اور نشو و نما دینا ہیں لغت کی کتابوں میں اس کا مادہ "زکار" بیان کیا گیا ہے۔

الزکاء النماء والریع وکل شیئ یزداد وینمی فھو یزکو زکا [4]

زکار کے معنی بڑھنا اور تر و تازہ ہونا ہر وہ چیز کہ جس میں زیادتی و ترقی ہو وہ اس

---

[1] البقرہ ع ۱۵۔ [2] الجمعہ ع ۱۔ [3] البقرہ ع ۱۸۔ [4] محمد بن مکرم ابن منظور لسان العرب ج ۱۴۔

Marfat.com

میں داخل ہے۔

راغب اصفہانی کہتے ہیں :۔

اصل الزکاء النمو الحاصل عن برکۃ اللّٰہ[1]

"زکاء" کی اصل وہ بڑھوتری جو اللہ کی برکت سے حاصل ہو۔

اسی لحاظ سے تزکیۂ نفس کے معنیٰ وہ یہ کرتے ہیں :۔

تنمیتہا بالخیرات والبرکات[2]

نفس کو بھلائیوں اور برکتوں سے ترقی کرنا۔

قرآنِ حکیم کی اصطلاح میں "تزکیہ" کا مفہوم بدی کی قوتوں کو مغلوب کر کے نیکی کی قوتوں کو ابھارنا اور نشوونما دینا تاکہ فوز و فلاح حاصل ہو جیسا کہ ان آیتوں سے ثابت ہے۔

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا[3]

نفس اور اس کی بناوٹ شاہد ہے کہ اللہ نے اس کو نیکی و بدی کا الہام کیا (قوتیں عطا کیں) وہ شخص کامیاب ہوا جس نے اس کا تزکیہ کیا وہ ناکام رہا جس نے اس کو آلودہ کیا۔

تزکیہ کے مقابل تدسیہ ہے جس کے معنیٰ ہیں :۔

ادخال الشیئ فی الشیئ یضرب من الاکراہ[4]

کسی کو کسی شے میں زبردستی داخل کرنا۔

اس کی تائید دوسری آیت سے ہوتی ہے جس میں لڑکی کی پیدائش پر عرب جاہلیت کا ردِ عمل مذکور ہے :۔

أَيُمْسِكُهُ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ[5]

اس کو ذلت قبول کر کے روکے رکھے یا مٹی میں دبا دے۔

---

[1] راغب اصفہانی۔ المفردات فی غریب القرآن۔ [2] ایضاً۔ [3] الشمس ع ۱۔ [4] راغب اصفہانی المفردات فی غریب القرآن و ابن منظور لسان العرب۔ [5] النحل ع ۷۔

Marfat.com

مذکورہ آیت میں نیکی و بدی (تقویٰ و فجور) کے الہام سے ثابت ہے کہ انسان میں دونوں کی قوتیں موجود ہیں، اسی طرح تزکیہ و تدسیہ کے مقابلہ سے ظاہر ہے کہ نیکی سے نفس کو نشوونما و بالیدگی حاصل ہوتی ہے جبکہ بدی سے اس کو پستی و خواری حاصل ہوتی ہے۔ پھر تزکیہ اور تدسیہ کے فعل کو انسان کی طرف منسوب کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں نیکی کو غالب اور بدی کو مغلوب کرنے کی قوت بھی موجود ہے۔

"تزکیہ" کے مفہوم میں اصلاح داخل ہے جیسا کہ "زکاۃ" (تزکیہ کا ماضی) کے معنی اصلحہا (اس کی اصلاح کی) اور ولکن اللہ یزکی (لیکن اللہ تزکیہ کرتا ہے) کے معنی یصلح (اصلاح کرتا ہے) بیان کئے گئے ہیں[1]۔

تربیت کیلئے شعورِ نبوّت کی اہمیت

قرآنِ حکیم میں تربیت سے متعلق دین کی بنیادی باتیں اور بطورِ نمونہ ان کی تشریح کیلئے کچھ جزئیات موجود ہیں لیکن ان کا مفہوم متعین کر کے برمحل منطبق کرنے اور احوال و ظروف کی رعایت کر کے عملی شکل میں متشکل کرنے کے لئے ایک ایسے شعور کی ضرورت ہے جو اخذ و استنباط کی صلاحیت رکھتا ہو اور جس کی صحت کی ضمانت بھی ہو۔ رسول اللہؐ نے شعورِ نبوت کے ذریعہ متعلقہ آیتوں کی معنوی دلالت سے اخذ و استنباط کر کے تزکیہ کی پوری عمارت تیار کی۔

طبیبِ حاذق کے کام سے یک گونہ مشابہت

اس اہم کام کے لئے شعورِ نبوت کو کن چیزوں پر نظر ڈالنے کی ضرورت ہوئی۔ کن گوشوں تک رسائی حاصل کرنا پڑی اور نفسی قوتوں کے پیش نظر قول و فعل کو کس انداز میں ڈھالنا پڑا؟ ان سب کے لئے جسمانی طبیبِ حاذق کے کام میں غور کرنے کی ضرورت ہے جس کی نظر مرض کی قوت اس کی نوعیت، مریض کی عمر، جائے رہائش اور موسم نیز دوا و غذا کی قوت، ان کی

[1] سعید الخوری الشرتونی اللبنانی۔ اقرب الموارد جزء ثالث۔

Marfat.com

خاصیّت واثر اور پرہیز و علاج سے متعلق تمام باتوں پر ہوتی ہے اور پھر ان کے لحاظ سے وہ بہت سی ان باتوں کی خبر دیتا جن کو لوگ نہیں جانتے۔ ان باریکیوں کا احاطہ کرتا ہے جن سے وہ لاعلم ہوتے ہیں۔ کبھی وہ امورِ محسوسہ کو مخفی امور کے قائم مقام قرار دیتا ہے مثلاً: چہرہ کی سرخی اور مسوڑھے سے خون جاری ہونے کو غلبۂ خون کی علامت قرار دیتا ہے۔ کبھی علامت کو بجائے سبب مرض اور دوا کی مخصوص مقدار کو بجائے ازالۂ مرض قرار دے کر قاعدۂ کلیّہ وضع کرتا ہے مثلاً جو شخص فلاں دوا یا معجون کی اتنی مقدار نہ استعمال کرے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ کبھی وہ مرض و مریض کی نوعیت و کیفیت کے پیش نظر نئی دوائیں اور نئے مرکبات تیار کر کے ان کو مخصوص امراض کے لئے تیر بہدف ثابت کرتا ہے وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ ان کاموں کے لئے مجرد علم طب کافی نہیں ہے بلکہ فنی حذاقت و مہارت درکار ہے کہ وہ مرض اور مریض کے پیش نظر اخذ و استنباط اور ریسرچ و تحقیق کا سلسلہ جاری رکھ سکے۔

نفسی زندگی "جسمانی" سے کہیں زیادہ باریک ہے

انسان کی نفسی زندگی کا معاملہ "جسمانی" سے کہیں زیادہ باریک اور جذب انجذاب کو قبول کرنے والا ہے۔ اس بناء پر لازمی طور سے اس کے مریض، و مرض، دوا و غذا اور پرہیز و علاج کی نزاکتوں کو سمجھنے کے لئے فنی حذاقت و مہارت کافی نہیں ہے بلکہ نورانی شعاعوں کی بھی ضرورت ہے جن کے ذریعہ ان مخفی تاروں کا عکس لیا جا سکے جن کو چھیڑے بغیر زندگی کے "ساز" میں "سوز" نہیں پیدا ہوتا اور بہت سے نغمے خاموش ہو جاتے ہیں۔

تربیتی پروگرام کا اجمالی خاکہ

ذیل میں تربیتی پروگرام کا اجمالی خاکہ پیش کیا جاتا ہے جن پر انبیاء علیہم السلام نے اتفاق کیا اور جس کا تذکرہ قرآن حکیم میں موجود ہے۔ اس پروگرام کے پانچ بڑے حصّے ہیں۔

(۱) ایمان و اعتقاد (۲) طہارت و پاکی (۳) عبادت و طاعت (۴) نیکی و بدی اور

(۵) پاکیزگی وگندگی۔

ایمان واعتقاد سے متعلق دین کی بنیادی باتیں

(۱) ایمان واعتقاد سے متعلق دین کی بنیادی باتیں مثلاً: ہر قسم کی خوبیوں کے ساتھ اللہ کو متصف سمجھنا۔ ان باتوں سے اللہ کی پاکی بیان کرنا جو اس کی شان کے مناسب نہیں۔ اس کے ناموں میں کجروی کو حرام سمجھنا۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ تمام حوادث سے پہلے اللہ کے علم میں ایک اندازہ مقرر ہے، اللہ کے فرشتے ہیں جو اس کی نافرمانی نہیں کرتے، اللہ نے اپنے بندوں میں جس کو چاہا رسول بنایا اور کتاب دی۔ قیامت مرنے کے بعد کی زندگی، جنّت ودوزخ سب حق ہیں۔ ان سے متعلق آیتیں یہ ہیں :۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔[1]

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔ بیحد مہربان، نہایت رحم والا ہے۔ بدلہ کے دن کا مالک ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔[2]

آپ کہدیجئے کہ وہ اللہ اکیلا ہے وہ بے نیاز ہے نہ اس نے کسی کو جنا، نہ وہ کسی سے جنا گیا اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ[3]

اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اللہ کے ناموں میں کجروی اختیار کرتے ہیں۔

اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ۔[4]

ہم نے ہر چیز اندازہ ٹھہرا کر پیدا کی۔

لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝[5]

جن باتوں کا اللہ نے حکم دیا (فرشتے) اُس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جن کا حکم دیا جاتا ہے۔

---

[1] الفاتحہ ع ۱۔ [2] الاخلاص ع ۱۔ [3] الاعراف ع ۲۲۔ [4] القمر ع ۳۔ [5] التحریم ع ۱۔

Marfat.com

اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ۔[1]	اللہ خوب جانتا ہے اس موقع کو جہاں اپنا پیغام بھیجے۔
لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَھُمُ الْکِتَابَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ۔[2]	ہم نے بہت سے رسولؑ نشانیوں کے ساتھ بھیجے اور ان کے ساتھ کتابیں اتاریں اور میزان۔ تاکہ لوگوں میں انصاف قائم کریں۔
ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ تُبْعَثُوْنَ۔[3]	پھر تم قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے۔
ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ۔[4]	(مرنے کے بعد) پھر اللہ تمہیں زندہ کریگا پھر اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔
اُولٰٓئِکَ فِیْ جَنّٰتٍ مُّکْرَمُوْنَ۔[5]	یہ لوگ جنت میں عزت سے رہیں گے۔
اُولٰٓئِکَ اَصْحَابُ النَّارِ۔[6]	یہ دوزخ کے لوگ ہیں۔

ایمان واعتقاد سے متعلق جس قدر حدیثیں ہیں وہ اسی قسم کی آیتوں کی معنوی دلالت سے حاصل کی گئی ہیں۔ پروگرام کی بنیاد چونکہ ایمان واعتقاد پر قائم ہے، اس بناء پر اس کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے تاکہ بقیہ کو بنیاد پر قیاس کرنا آسان ہو۔

ایمان واعتقاد کی حقیقت

اعتقاد سے فکر وعمل کی وہ پختہ بنیاد مراد ہے جس پر زندگی کی پوری عمارت تیار ہوتی ہے۔ قرآنِ حکیم نے اس کی تعبیر ایمان کے ساتھ کی ہے:۔

الایمان الثقۃ۔[7]	ایمان مضبوطی ہے۔
اصل الایمان طمانینۃ النفس	ایمان کی اصل نفس کا اطمینان اور خوف

---

[1] الانعام ع ۱۴۔ [2] الحدید ع ۳۔ [3] المومنون ع ۱۔ [4] البقرہ ع ۳۔ [5] المعارج ع ۱۔ [6] البقرہ ع ۴۔

[7] ابوالبقاء الحسینی کلیات ابی البقاء فصل الالف والیاء۔

Marfat.com

وزوالُ الخوف[1] کا زائل ہونا ہے۔

قرآن حکیم میں ایمان سے مراد تصدیق ہے :۔

وما انت بمؤمن لنا[2] ای بمصدق[3] اور آپ ہماری تصدیق کرنے والے نہیں ہیں۔

ولما یدخل الایمان فی قلوبکم[4] اور ایمان ابھی تمہارے دلوں میں

ای لم تصدقوا[5] داخل نہیں ہوا یعنی تم نے تصدیق نہیں کی۔

تصدیق ایک ذہنی فیصلہ (الحکم الذھنی[6]) ہے جو پوری قوت کے ساتھ ذہن میں راسخ ہو اور فکر و عمل کی ساری قوتیں اسی کے زیر اثر کام کریں۔ اس قسم کے فیصلہ میں مضبوطی، طمانیت اور بے خوفی تینوں پائی جاتی ہیں۔

جن پر ایمان لانے کا حکم ہے

جن باتوں پر ایمان لانے کا حکم ہے یہ ہیں :۔

(۱) ایمان باللہ

(۲) ایمان بالملائکۃ

(۳) ایمان بالکتب

(۴) ایمان بالرسول۔

(۵) ایمان بالیوم الآخر

ثبوت میں آیتیں

ثبوت میں یہ آیتیں ہیں :۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ

بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا ربّ اللہ ہے پھر اس پر مضبوطی کے ساتھ جمے رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ تم مت خوف کرو نہ غم کھاؤ اور خوشخبری سنو

---

[1] راغب اصفہانی۔ المفردات فی غریب القرآن۔ [2] یوسف ع ۲۔ [3] ابن منظور۔ لسان العرب۔ الجزء الخامس عشر۔ [4] الحجرات ع ۲۔ [5] ابن منظور۔ لسان العرب [6] کلیات ابی البقاء۔

كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۔[1]

بہشت کی جس کا تم سے وعدہ ہے۔

مَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝[2]

جس شخص نے اللہ اور اسکے فرشتوں، اسکی کتابوں اس کے رسولوں اور آخرت کے دن کا انکار کیا (ان پر ایمان نہ لایا) تو وہ سخت گمراہی میں مبتلا ہوا۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۔[3]

مومن ایمان لاتے ہیں اس کتاب پر جو آپ پر نازل ہوئی اور ان کتابوں پر جو آپ سے پہلے نازل ہوئیں۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۔[4]

یقیناً مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۔[5]

جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے اور عمل صالح کرے تو ان کے لئے ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں مذکورہ ایمانیات کا ذکر اس طرح ہے:۔

ان تؤمن باللہ وملٰئکۃ وکتبہ ورسلہ والیوم الاٰخر وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ ۔[6]

اللہ، اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں اور آخرت کے دن پر ایمان لائے اور تقدیر کی خیر و شر پر ایمان لائے۔

ایمان بالقدر کا ذکر قرآن حکیم میں صراحۃً نہیں ہے کیوں کہ یہ ایمان باللہ ہی کا جزء

---

[1] حٰمٓ السجدہ ع ۴۔ [2] النساء ع ۲۰۔ [3] النساء ع ۲۲۔ [4] النور ع ۹۔ [5] البقرۃ ع ۸۔

[6] بخاری و مسلم و مشکوٰۃ کتاب الایمان۔

Marfat.com

ہے لیکن "قدر" کا ذکر بار بار جس انداز سے کیا گیا ہے، اس کی معنوی دلالت سے رسول اللہؐ نے اس کو ایمانیات میں شامل کیا ہے، اس طرح ایمانیات کی کل تعداد چھ[۶] ہو جاتی ہے۔

ایمان باللہ اصل ہے

ایمان باللہ اصل ہے باقی اسی سے متعلق ہیں۔ یہ سب مل کر ناقابل تجزیہ کُل بناتے ہیں ان میں کسی ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا اور کسی ایک کا انکار کل کے انکار کے مرادف ہے۔

ایمان باللہ کے ذریعہ جوہر انسانیت کا رشتہ سرچشمۂ نور (اللہ) سے جوڑا جاتا ہے جس کے بعد ہر قوت سے خود بخود رشتہ قائم ہو جاتا ہے اور ہر قوت بقدر ظرف کسبِ نور کرتی رہتی ہے۔ اس طرح شعور و تحت الشعور کے ہر گوشہ میں اس کی نمود ہوتی ہے اور ہر خیال و رجحان، جذبہ و خواہش نیز تصرف میں اس کی کارفرمائی ہوتی ہے۔ اسی بناء پر قرآن و حدیث میں اس کے درج ذیل اثرات بیان کئے گئے ہیں مثلاً:

اس کے ذریعہ نورانی بنیاد کو غذا و قوت پہنچتی ہے

اس رشتہ کی یاد تازہ رکھنے سے سکون و اطمینان حاصل ہوتا ہے اور لذّت و سرور کی کیفیت محسوس ہوتی ہے کہ نورانی بنیاد اور نورانی وجود کو اس سے غذا و قوت پہنچتی ہے۔ قرآنِ حکیم میں ہے:۔

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔[۱] غور سے سن لو اللہ ہی کی یاد سے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معنویت حاصل کر کے فرمایا:۔

ذاق طعم الایمان من رضی باللہ ربًّا و بالاسلام دینًا — اس شخص نے ایمان کا مزہ چکھا جو اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے

---

[۱] الرعد ع ۴۔

Marfat.com

وبمحمّدٍ نبيًّا۔[1] — اور محمدؐ کے نبی ہونے پر راضی ہوا۔

ثلث من كان فيه وجد بهن حلاوة الايمان من كان الله ورسوله احب اليه ممّا سواهما ومن احب عبدًا لا يحبه الا لِلّٰه ومن يكره ان يعود فى الكفر بعد ان انقذه الله منه كما يكره ان يلقىٰ فى النّار۔[2] — تین چیزیں جس میں ہوں ان کی وجہ سے اس کو ایمان کی حلاوت (مٹھاس) نصیب ہوگی۔ (۱) جس کو اللہ اور رسول ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں (۲) جو اللہ کے بندوں سے محبت محض اللہ کے لئے کرتا ہے (۳) جس کو کفر کی طرف لوٹنا ایسا ہی ناگوار ہو جیسا کہ آگ میں ڈالا جانا ناگوار ہوتا ہے۔

ایک شخص نے رسول اللہؐ سے سوال کیا :۔

ما الايمان — ایمان کیا ہے؟

آپؐ نے جواب میں فرمایا:۔

اذا سرتك حسنتك وساءتك سيئتك فانت مؤمن — جب تجھ کو نیکی سے مسرت اور برائی سے اذیت محسوس ہو تو تو مومن ہے۔

تحت الشعور کے جذبۂ محبت سے ربط قائم ہوتا ہے

یہ رشتہ نہایت پرکیف و پرکشش ہوتا ہے کہ نور اعظم (اللہ) سے محبت کا جذبہ نورانی بنیاد کی وجہ سے تحت الشعور میں پہلے سے موجود ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ — اور ایمان والوں کو اللہ کی محبت زیادہ

---

[1] مسلم و مشکوٰۃ کتاب الایمان۔ [2] بخاری و مسلم و مشکوٰۃ کتاب الایمان [3] احمد و مشکوٰۃ کتاب الایمان۔

Marfat.com

حُبًّا لِلّٰہِ [1]

ہوتی ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ۔ [2]

اے ایمان والو! جو تم میں اپنے دین سے پھر جائے گا تو اللہ ایسی قوم لائے گا جن سے وہ محبت کرے گا اور وہ اللہ سے محبت کرے گی۔

محبت کے چند اثرات

اس محبت میں کوئی مادی غرض و جنسی خواہش نہیں ہوتی اس لئے اثرات دنیوی محبت سے مختلف اور عجیب و غریب قسم کے ہوتے ہیں مثلاً: اللہ کی محبت کا اثر رسول اللہ ﷺ نے اس طرح فرمایا:۔

ان اللہ اذا احبّ عبدًا دعا جبرئیل فقال انی احبّ فلانا فاحبّہ فال فیحبہ جبرئیل ثم ینادی فی السماء فیقول ان اللہ یحبّ فلانا فاحبوہ فیحبہ اھل السماء ثم یوضع لہ القبول فی الارض۔ [3]

اللہ جب بندہ سے محبت کرتا ہے تو جبرئیلؑ کو بلا کر کہتا ہے کہ میں فلاں بندہ سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو جبرئیل اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر آسمان میں اس کا اعلان کیا جاتا ہے جس سے اہل آسمان اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر اہل زمین میں اس کو قبولیت حاصل ہوتی ہے۔

اللہ کے بندوں کی محبت کے یہ اثرات بیان کئے گئے ہیں:۔

وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا۔ [4]

اللہ کی محبت پر وہ مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

---

[1] البقرہ ع ۲۰ [2] المائدہ ع ۸ [3] مسلم و مشکوٰۃ باب الحب فی اللہ و من اللہ۔ [4] الدہر ع ۱

Marfat.com

وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسَاکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ[1]

اللہ کی محبت پر رشتہ داروں یتیموں مسکینوں مسافروں اور (ضرورتمند) سوال کرنے والوں اور گردن چھڑانے میں مال دے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا۔ آپؐ کے اصحاب آپؐ کے وضو کے پانی کو اپنے جسم پر ملنے لگے۔ آپؐ نے ان سے سوال کیا:۔

ما یحملکم علیٰ ھٰذا

کیا چیز تمہیں اس پر آمادہ کر رہی ہے؟

انہوں نے جواب دیا:۔

حب اللہ ورسولہ۔

اللہ اور اس کے رسول کی محبت۔

آپؐ نے فرمایا:۔

من سرّہ ان یحبّ اللہ ورسولہ اویحبہ اللہ ورسولہ فلیصدق حدیثہ اذا حدث ولیودّ امانتہ اذا ائتمن ولیحسن جوار من جاورہ[2]۔

جو شخص اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرنا چاہے یا یہ فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرے تو جب بات کرے تو سچ بولے امین بنایا جائے تو امانت ادا کرے، جو اس کا پڑوسی (جس حیثیت سے بھی) ہو اس کے ساتھ حسن سلوک کرے۔

محبت و محبوبیت کا رشتہ زندگی کی گرہیں کھولتا، نفسیاتی الجھنیں دور کرتا اور ابتلاء و آزمائش کے تاریخی واقعات کی توجیہ کرتا ہے جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے بخلاف

---

[1] البقرہ ع ۲۲۔ [2] مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق الفصل الثالث۔

Marfat.com

اس کے تحت الشعور کی تمام تر نوعیت وکیفیت میں جنسی خواہش یا غلبۂ واقتدار کا جذبہ تسلیم کرنے کے بعد بہت سے نفسیاتی مسائل وتجربات ایسے سامنے آتے ہیں جن کا جواب نہیں دیا جاسکتا۔

انسان کے حُسنِ عمل کو بقار و دوام کی سعادت سے نوازتا ہے

اس رشتہ سے انسان کے حسن عمل کو بقار و دوام کی سعادت حاصل ہوتی ہے اور دائمی اجر و انعام کا استحقاق قائم ہے۔ انسان کے اعمال وافعال اگرچہ فانی ہیں۔ لیکن ان کے اثرات وخواص باقی ہیں۔ سرچشمۂ نور (اللہ) سے تعلق کے بعد جو حسن عمل صادر ہوتے ہیں ان میں اس قدر نورانیت وبلندی پیدا ہوجاتی ہے کہ ان کے خواص واثرات مادی دنیا تک محدود نہیں رہتے بلکہ ان کی پرواز نورانی دنیا تک وسیع ہوتی ہے اور وہاں دائمی اجر وانعام کا مستحق بناتی ہے اور اگر انسان کے حسن عمل سرچشمۂ نور سے تعلق قائم کئے بغیر صادر ہوتے ہیں تو خاکی کثافتوں میں ملوث ہونے کی وجہ سے ان کے خواص و اثرات اسی مادی دنیا تک محدود رہتے ہیں نورانی دنیا سے نہ ان کو مناسبت پیدا ہوتی ہے اور نہ وہاں دائمی اجر وانعام کا مستحق بناتے ہیں۔ اسی بنار پر اس رشتہ اور ہر عمل کو شرک ریاء، نمود وغیرہ مادی کثافتوں سے خالص رکھنے کا حکم دیا گیا۔ قرآنِ حکیم میں ہے:۔

اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا	کیا آپؐ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کلمۂ
کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ	طیبہ (ایمان) کی کیسی مثال دی ہے
اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ	وہ گویا ایک اچھا درخت ہے جس کی جڑ
تُؤْتِیْ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍ بِاِذْنِ رَبِّھَا	خوب جمی ہوئی ہے اور شاخیں آسمان
وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ	تک بلند ہیں وہ اپنے پروردگار کی اجازت
لَعَلَّھُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ وَمَثَلُ	سے ہر وقت پھل لاتا رہتا ہے اللہ

Marfat.com

كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ نِ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَالَهَا مِنْ قَرَارٍ [1]

لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ سبق حاصل کریں اور کلمۂ خبیثہ (کفر) کی مثال ایک خراب و گندے درخت کی ہے جو زمین کے اوپر سے اکھیڑ دیا جاتا ہے کوئی جماؤ اور مضبوطی نہیں رکھتا۔

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ [2]

اللہ کو اس حالت میں پکارو کہ دین کو اس کے لئے خالص کرنے والے ہو۔

وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَ تَلَذُّ الْاَعْيُنُ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ [3]

اور جنّت میں تمام وہ چیزیں ہیں جن کا تمہارا دل چاہے اور جن سے تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہو۔

پھر اس کے بعد ہے:۔

وَتِلْكَ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ [4]

یہ وہ جنّت ہے جس کے تم اپنے اعمال کی بناء پر وارث بنائے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی آیتوں سے معنویت حاصل کرکے فرمایا:۔

انما الاعمال بالنیات و انما لامرئ ما نوٰی [5]

حسن عمل کا مدار نیتوں پر ہے۔ انسان کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی۔

ان اللہ لا ینظر الی

اللہ تمہاری صورتوں اور مال کو

---

[1] ابراہیم ع ۴۔ [2] غافر ع ۲۔ [3] [4] الزخرف ع ۷۔ [5] بخاری ج ۱ باب کیف کان بدء الوحی۔

Marfat.com

صورکم واموالکم ولکن ینظر إلی قلوبکم واعمالکم۔[1]

نہیں دیکھتا لیکن تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔

حُسنِ عمل کی ایک تعبیر

رسول اللہ نے مرنے کے بعد حسن عمل کی ایک تعبیر اس طرح کی ہے:۔

ویاتیہ رجل احسن الوجہ حسن الثیاب طیب الریح فیقول ابشر بالذی یسرك ھذا یومك الذی کنت توعد فیقول لہ من انت فوجھك الوجہ یجیئ بالخیر فیقول انا عملك الصّالح۔[2]

انسان کے پاس ایک مرد آئے گا جو اچھی صورت عمدہ لباس اور پاکیزہ خوشبو میں ہوگا اور کہے گا کہ خوشخبری ہو اس کی جو تجھے خوش کرے، یہ وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا وہ پوچھے گا کہ تو کون ہے تیرے چہرے سے بھلائی ظاہر ہوتی ہے وہ جواب دے گا میں تیرا عمل صالح ہوں۔

دوسری روایت میں ہے:۔

قال اللہ تعالیٰ اعددت لعبادی الصّالحین مالاعین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر عَلیٰ قلب بشر۔[3]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے صالح بندوں کیلئے وہ تیار کر رکھا ہے جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل پر خطرہ گزرا۔

ایمان باللہ کے بعد کس قسم کے اعمال وافعال صادر ہوتے ہیں اور ان کے ذریعہ زندگی کی طلب ورسد میں کس قدر توازن برقرار رہتا ہے اس کی تفصیل پروگرام کے دوسرے حصّے (حدیث کے مختلف ابواب) میں دیکھنا چاہیئے۔

---

[1] مسلم ومشکوٰۃ باب الریاء والسّمعۃ [2] احمد ومشکوٰۃ باب مایقال عند من حضرہ الموت [3] بخاری ومسلم ومشکوٰۃ باب صفۃ الجنۃ واہلہا۔

Marfat.com

شرک کی پیوندکاری سے رشتہ کی نورانی خاصیت سلب ہوجاتی ہے

یہ خالص نورانی رشتہ (تار) ہے جس میں شرک کی پیوندکاری اس کی خاصیت سلب کرلیتی اور اس کے اثرات زائل کردیتی ہے۔ جوہرِ انسانیت میں نورانی بنیاد کی وجہ سے مومن و مشرک میں حسن عمل کی صلاحیت ہوتی ہے اور ہر ایک سے کم و بیش اس کا صدور ہوتا ہے۔ لیکن حسن عمل کو بارگاہ قبولیت تک پہنچانے والا وہ رشتہ و تعلق (نورانی تار) ہے جو ایمان باللہ کے ذریعہ پیدا ہوتا ہے۔ اگر یہ رشتہ ہی شرک کی آمیزش سے خالی نہ رہا تو اس میں حسنِ عمل کو خالص کرنے کی صلاحیت کیوں کر پیدا ہوگی کہ جس کے بغیر قبولیت کی کوئی شکل نہیں۔؟

پھر اللہ کے ساتھ شرک دراصل اس ذہنی فیصلہ میں آمیزش ہے جو پوری قوت کے ساتھ ذہن میں راسخ ہوتا اور فکر و عمل کی ساری قوتوں پر حاوی ہوتا ہے۔ جب اس فیصلہ میں شرک کی آمیزش ہوئی تو اس کے بعد جس قدر حسنِ عمل صادر ہوں گے ان میں نہ وہ خواص و اثرات پیدا ہوں گے جو ایمان باللہ کا خاصہ ہیں اور نہ نورانی دنیا سے ان کو مناسبت ہوگی کہ اثرات وہاں تک وسیع ہوں۔

روح اور عقل دونوں کی نورانی حقیقت پائمال ہوتی ہے

دراصل عقیدہ و بنیاد میں آمیزش سے اللہ و بندہ کے درمیان جذب و انجذاب اور تاثیر کی وہ قوت و کیفیت نہیں پیدا ہوتی جو ایمان باللہ سے مطلوب ہے۔ کیونکہ ایمان باللہ کا اصلاً تعلق روح کی نورانی حقیقت سے ہے جس کی ترجمانی عقل کی نورانی حقیقت کرتی ہے۔

روح کی نورانی حقیقت:۔

ھی کوۃ من عالم القدس [1] عالم قدس کی جانب ایک دریچہ ہے۔

عقل کی نورانی حقیقت کا ثمرہ:۔

---

[1] ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ ج ا باب حقیقۃ الروح۔

من اشرف ثمرۃ العقل معرفۃ اللہ[1] عقل کا اشرف ثمرہ اللہ کی معرفت ہے۔

حسن عمل میں جس قدر نورانی خواص واثرات پیدا ہوتے ہیں وہ اسی نورانی حقیقت کی راہ سے آتے ہیں۔ کفر اور شرک دونوں میں یہ راستہ حسن عمل میں نورانیت پہنچانے کے قابل نہیں رہتا۔ کفر میں وہ دروازہ ہی نہیں کھلتا جس سے یہ نورانیت داخل ہو اور شرک میں آمیزش وپیوند کاری کی وجہ سے نورانی صلاحیت ختم ہوجاتی ہے۔ اسی بناء پر کفر وشرک میں آمیزش کی عدم مغفرت اور ان کی وجہ سے کسی حسن عمل کی بارگاہِ قبولیت تک نہ پہنچنے کی وعید ہے۔

کفر سے متعلق آیتیں اور حدیثیں

کفر سے متعلق قرآن حکیم میں ہے :-

مَثَلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّھِمْ اَعْمَالُھُمْ کَرَمَادِ نِ اشْتَدَّتْ بِہِ الرِّیْحُ فِیْ یَوْمٍ عَاصِفٍ لَا یَقْدِرُوْنَ مِمَّا کَسَبُوْا عَلٰی شَیْءٍ[2]

ان کی مثال جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا ان کے اعمال کی مثال "راکھ" کی ہے جس پر آندھی والے دن زور سے ہوا چلی وہ اپنے اعمال سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکے۔

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَعْمَالُھُمْ کَسَرَابٍ بِقِیْعَۃٍ یَّحْسَبُہُ الظَّمْاٰنُ مَآءً حَتّٰٓی اِذَا جَآءَہٗ لَمْ یَجِدْہُ شَیْئًا[3]

جنہوں نے کفر کیا ان کے اعمال کی مثال سراب (ریت) کی طرح ہے جو میدان میں ہو۔ جس کو پیاسا پانی سمجھتا ہے یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچے تو وہاں کچھ نہ پائے:

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں :-

---

[1] راغب اصفہانی الذریعہ الی مکارم الشریعۃ۔

[2] ابراہیم ع ۳۔ [3] نور ع ۵۔

Marfat.com

قلت یارسول اللہ ابن جدعان کان فِی الجاھلیۃ یصل الرحمٰ ویطعم المسکین فھل ذاك نافعہ[1]

میں نے رسول اللہؐ سے سوال کیا کہ ابن جدعان جاہلیت میں صلہ رحمی کرتا اور مسکین کو کھانا کھلاتا تھا کیا یہ چیزیں اس کو نفع دیں گی؟

رسول اللہؐ نے فرمایا:-

لاینفعہ انّہ لم یقل یومًا ربّ اغفرلی خطیئتی یوم الدین[2]

اس کو نفع نہ دیں گی کیوں کہ کسی دن اس نے نہیں کہا اے میرے رب قیامت کے دن میرے گناہوں کو بخش دے۔

شرک سے متعلق آیتیں اور حدیثیں

شرک سے متعلق قرآن حکیم میں ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ[3]

بیشک اللہ یہ نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے ماسوا جس کو چاہے بخشتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ[4]

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ایمان کے ساتھ ظلم (شرک) کی آمیزش نہیں کی انہیں لوگوں کے لئے امن واطمینان ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

"ظلم" سے مراد اس جگہ شرک ہے جیسا کہ دوسری آیت میں ہے:-

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ[5]

یقیناً شرک ظلم عظیم ہے۔

---

[1] مسلم باب الدلیل علی ان من مات علی الکفر لاینفعہ عمل [2] النساء ع ۱۸ [3] الانعام ع ۹ [4] لقمان ع ۲۔

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال کے ذریعہ شرک کو اس طرح قریب الفہم بنایا۔

ان من اشرك با للّٰه	اس شخص کی مثال جس نے اللہ کے
كمثل رجل اشترىٰ	ساتھ شرک کیا ایسی ہے جیسے کسی
عبدًا من خالص	نے اپنے خالص مال (سونے چاندی)
مالِهٖ بذهب اوورق	سے غلام خریدا اور اس کو بتا دیا کہ یہ
فقال هٰذه داری	میرا گھر ہے اور یہ میرا کام ہے۔ کام کرو
وهذا عملی فاعمل	اور اس سے نفع مجھے پہنچاؤ۔ غلام
وادِّ اِلیّ فكان يعمل	کام تو کرتا ہے لیکن نفع اپنے آقا کے
ويؤدی الیٰ غير	علاوہ کسی اور کو پہنچاتا ہے تم میں
سيّده فايكم يرضی	سے کون ایسے غلام کو پسند کر سکتا
ان يّكون عبده كذالك[1]	ہے؟ (اللہ کو نفع پہنچانے کا کوئی
	سوال نہیں یہ محض سمجھانے
	کی ایک تعبیر ہے)۔

شرک کی وجہ سے رشتہ کی نورانی خاصیت سلب ہو جانے کی طرف اس حدیث میں اشارہ ہے:۔

ان اللّٰه تعالیٰ ليغفر	اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی بخشش اس
لعبد مالم يقع الحجاب	وقت کرتا ہے جب تک حجاب نہ
قالوا يا رسول	واقع ہو۔ صحابہ کرامؓ نے سوال کیا
اللّٰه وما الحجاب	کہ حجاب کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا شرک

---

[1] ترمذی ابواب الامثال باب ماجاء مثل الصلوٰۃ والصیام والصدقۃ۔

قال ان تموت نفس وھی مشرکۃ۔[1] کی حالت میں کسی کی موت ہو جائے۔

رسول اللہؐ سے سوال کیا گیا:۔

ای الذنب اعظم عند اللہِ کون سا گناہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہے۔

آپؐ نے فرمایا:۔

ان تجعل اللہ ندًا وھو خلقك[2] اللہ کا مقابل تو کسی کو ٹھہرائے حالانکہ اس نے تجھ کو پیدا کیا۔

شرک کی بہت سی قسمیں قرآن میں موجود ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے معنویت حاصل کر کے مزید تفصیل بیان فرمائی اور ان راہوں کی نشاندہی کی جن سے شرک داخل ہو کر عقیدہ و بنیاد میں فساد پیدا کرتا اور رشتہ کی نورانی خاصیت سلب کرتا ہے۔

شرکِ خفی کا تعلق فسادِ نیت سے ہے

بعض حدیثوں میں ایک اور شرک کا ذکر ملتا ہے جس کا نام شرکِ خفی یا معنوی شرک ہے۔ اس میں حُسنِ عمل سے اللہ کی رضا و خوشنودی نہیں مقصود ہوتی کہ ریا و نمود، طلبِ شہرت و جاہ اور غیر کی محبت و عداوت مقصود ہوتی ہے۔ اس کی بنیاد قرآنِ حکیم کی یہ آیت ہے:۔

اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوٰىہُ[3] کیا آپؐ نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس نے اپنی خواہش کو معبود بنا رکھا ہے۔

یہ شرک فساد عقیدہ سے نہیں بلکہ فسادِ نیت سے پیدا ہوتا اور اسی عمل کو باطل

---

[1] مشکوٰۃ باب الاستغفار و توبۃ۔ [2] مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی ان من مات لا یشرک بہ شیئًا الخ۔ [3] جاثیہ ع ۳۔

Marfat.com

کرتا ہے جس میں یہ شرک پایا جاتا ہے۔ فسادِ نیت نورانی رشتہ کے قیام میں مانع نہیں ہے جب کہ فسادِ عقیدہ نورانی رشتہ کے قیام میں مانع ہے۔ خاکی و مادی اثرات کے غلبہ کی وجہ سے طرح طرح کی مادی خواہشات جنم لیتی ہیں جن کی بحیثیت مجموعی دو بڑی قسمیں ہیں:۔

(۱) خواہشِ لذت و شہوت اور (۲) خواہشِ جاہ و ریاست۔

خواہشات (جس قسم کی بھی ہوں) تکمیل میں چونکہ رضاء الٰہی نظروں سے اوجھل ہو جاتی اور دوسری چیزیں مقصود بن جاتی ہیں۔ اس لئے مذکورہ آیت میں خواہش کو معبود بنانے سے تعبیر کیا گیا اور رسول اللہ نے اس کو قریب الفہم بنانے کے لئے شرک اصغر یا شرک خفی کا نام دیا جیسا کہ ان کی تعریف سے ظاہر ہے۔

شرک خفی سے متعلق حدیثیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

الشرك الخفی ان یعمل الرّجل لمکان الرّجل[1]	شرک خفی یہ ہے کہ انسان کوئی کام دوسرے کی وجہ سے کرے۔
ان اخوف ما اخاف علیٰ امتی الشرك الاصغر قالوا وما الشرك الاصغر یارسول اللّٰہ قال الریاء یقول اللّٰہ عزوجل لھم یوم القیٰمۃ اذا جزی الناس باعمالھم اذھبوا	مجھ کو سب سے زیادہ جس کا تم پر خوف ہے وہ شرک اصغر ہے۔ صحابہؓ نے سوال کیا شرک اصغر کیا ہے۔؟ فرمایا "ریا" قیامت کے دن جب لوگوں کو اپنے اپنے عمل کا بدلہ مل رہا ہوگا اللہ ریا کار لوگوں سے کہے گا کہ تمہارے لئے ہمارے پاس کچھ نہیں ہے ان کے پاس جاؤ جن

[1] مستدرک حاکم ج ۴ کتاب الرقاق

Marfat.com

إلى الذين كنتم تراؤون فى الدنيا فانظروا هل تجدون عندهم جزاء[1]

خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن نتذاكر المسيح الدجال فقال الا اخبركم بما هو اخوف عليكم عندى من المسيح الدجال قال قلنا بلى فقال الشرك الخفى ان يقوم الرجل يصلى فيزين صلوته لما يرى من نظر رجل[2]

اتخوف على امتى الشرك والشهوة الخفية قال قلت يا رسول الله اتشرك امتك من بعدك قال نعم اما انهم لا يعبدون شمسا ولا قمرا ولا حجرا ولا وثنا

کے دکھانے کے لئے یہ کام کرتے تھے دیکھو کہ ان کے پاس بدلہ دینے کے لئے کچھ ہے؟

ایک مرتبہ ہم لوگ دجال سے متعلق باتیں کر رہے تھے۔ رسول اللہ تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے نزدیک دجال سے بڑھ کر جو خوفناک ہے کیا میں تم کو اس کی خبر نہ دوں۔ ہم سب نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! فرمایا وہ شرک خفی ہے کہ (مثلاً) کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہے تو وہ نماز کو محض اس لئے درست کر کے پڑھے کہ کوئی دوسرا شخص اس کو دیکھ رہا ہے۔

مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ جس کا خوف ہے وہ شرک اور چھپی ہوئی شہوت ہے۔ میں نے (راوی) کہا یا رسول اللہ کیا آپ کی امت آپ کے بعد شرک کرنے لگے گی؟ آپ نے فرمایا "ہاں" وہ سورج چاند پتھر اور بت کی پرستش نہ کرے گی لیکن اعمال دکھانے کیلئے

---

[1] مسند ابن حنبل ج ۵ حدیث محمود بن لبید۔ [2] مشکوٰۃ باب الریاء والسمعۃ

Marfat.com

ولٰكن يراؤون باعمالهم وَ الشهوة الخفية ان يصبح احدهم صائمًا فتعرض لـه شهوة فيترك صومه[1]

کرے گی۔ چھپی ہوئی شہوت یہ ہے کہ مثلاً: کوئی شخص صبح کے وقت روزہ دار ہوگا پھر اس کو شہوتِ نفس کا تقاضا ہوگا اور روزہ توڑ دے گا۔

من صلى وهو يرائى فقد اشرك ومن صام وهو يرائى فقد اشرك ومن تصدق وهو يرائى فقد اشرك[2]

جس نے دکھاوے کی نماز پڑھی اس نے شرک کیا جس نے دکھاوے کا روزہ رکھا اس نے شرک کیا جس نے دکھاوے کی خیرات کی اس نے شرک کیا۔

یہ اور اس قسم کی جتنی رواتیں ہیں وہ سب فسادِ نیت سے متعلق ہیں نہ کہ فسادِ عقیدہ سے شرک کا اطلاق ان پر مجازاً ہے نہ کہ حقیقۃً۔

نفاق سے محبت کی حس کند ہو جاتی اور کشش مضمحل ہو جاتی ہے

اس رشتہ کی طرف کشش فطری اور اس کی محبت ذاتی ہے جیسے طرح مقناطیس کی طرف لوہے کی کشش اس رشتہ کی طرف ہے لیکن بسا اوقات خاکی و مادی اثرات کے غلبہ کی وجہ سے قلب میں ایک بیماری پیدا ہو جاتی ہے جس کا اصطلاحی نام "نفاق" ہے۔ اس کی وجہ سے محبت کی حس کند ہو جاتی اور فطرت کی کشش مضمحل ہو جاتی ہے۔ جس طرح مخدرات (سست کرنے والی چیزیں) کے استعمال سے اعضاء کی حس ماؤف ہو جاتی ہے اور گرمی و سردی کا احساس باقی نہیں رہتا اسی طرح نفاق سے اس رشتہ کی حسِ نورانیت ماؤف ہو جاتی اور محبت کی کشش باقی نہیں رہتی۔

---

[1] مسند ابن حنبل ج ۴ حدیث شداد بن اوس۔ [2] مستدرک حاکم ج ۴ کتاب الرقاق۔

Marfat.com

نفاق کا تعلق قلب سے ہے

"نفاق" کا اصل تعلق قلب سے ہے جس کے بارے میں ہے:۔

مثل نورہ فی قلب المؤمن کمشکوٰۃ فیھا مصباح[1]

قلب مومن میں اللہ کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے کہ طاق میں چراغ رکھا ہو۔

لیکن قلب چونکہ روح کا محافظ ہے اس لئے روح وعقل دونوں کی نورانی حقیقت نفاق سے متاثر ہوتی اور بعض صورتوں میں بالکلیہ ختم ہو جاتی ہے۔

نفاق سے متعلق آیتیں

قرآن حکیم میں ہے:۔

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ[2] ○

ہرگز نہیں بلکہ ان کے دلوں پر اعمال کی وجہ سے زنگ لگ گیا ہے۔

وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ[3] ○

ہم ان کے دلوں پر مہر کر دیتے ہیں پھر وہ نہیں سنتے ہیں۔

امام غزالی نے "رین" اور "طبع" کی یہ تفسیر کی ہے:۔

واما الآثار المذمومة فانها مثل دخان مظلم يتصاعد الى مرآة القلب ولا يزال يتراكم عليه مرة بعد اخرىٰ الى ان يسود ويظلم ويصير بالكلية محجوبًا عن الله تعالىٰ وهو الطبع والرّين[4]

آثار مذمومہ مثل تاریک دھویں کے ہیں جو آئینۂ دل کی طرف چڑھتے اور تہ بتہ جمتے ہیں یہاں تک کہ آئینۂ دل تاریک ہو کر اللہ تعالیٰ سے بالکلیہ محجوب ہو جاتا ہے اسی کو قرآن حکیم نے رین اور طبع سے تعبیر کیا ہے۔

---

[1] شیخ احمد سرہندی مکتوب مجدد ص ۱۱۴۔ [2] تطفیف ع ۱۔ [3] اعراف ع ۱۲ [4] امام غزالی۔ احیاء علوم الدین بیان جامع اوصاف القلب۔

نفاق سے متعلق چند حدیثیں

"نفاق" پوشیدہ بیماری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن حکیم کی آیتوں سے معنویت حاصل کرکے اس کی علامتیں بیان فرمائیں اور شاخوں کی نشاندہی کی مثلاً:۔

تجدون شرّ النّاسِ یوم القیٰمة ذوالوجهین الّذی یأتی هٰؤلاء بوجه وهٰؤلاء بوجه[1]

قیامت کے دن بدترین شخص اس کو پاؤ گے جو دورُخا ہو، اِن کے پاس آئے تو اِن کی سی باتیں کرے اور اُن کے پاس جائے تو اُن کی سی باتیں کرے۔

من مات ولم یغزو ولم یحدث به نفسه مات علیٰ شعبة مِنَ النّفاق[2]

جو شخص مرگیا اور اس نے اللہ کی راہ میں نہ کبھی جنگ کی اور نہ کبھی دل میں اس کا خیال گزرا تو وہ نفاق کے ایک شعبہ پر مرا۔

ان المنافق اِذا مرض ثمّ عوفی کان کالبعیر عقله اهله ثم ارسلهٗ فلم یدر لم عقله ولم ارسلهٗ[3]

منافق جب بیمار ہوکر تندرست ہوجاتا ہے تو اس کی مثال اونٹ کی ہوتی ہے جس کو اس کے مالک نے باندھا اور پھر کھولدیا مگر وہ یہ نہ سمجھ سکا کہ کیوں اس کو باندھا گیا اور پھر کھول دیا گیا۔

آیة المنافق ثلث اِذا

منافق کی تین علامتیں ہیں (۱) جب

---

[1] بخاری ومسلم ومشکوٰۃ باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم۔ [2] مسلم ومشکوٰۃ کتاب الجہاد۔
[3] ابوداؤد ومشکوٰۃ۔ باب، عیادت المریض وثواب المرض۔

Marfat.com

حدّث کذب واذا وعد اخلف واذا اؤتمن خان۔[1]

وہ بات کرتا تو جھوٹ بولتا (۲) جب وعدہ کرتا تو اس کے خلاف کرتا اور (۳) جب امانت رکھی جاتی تو خیانت کرتا ہے۔

اربع من کن فیہِ کان منافقا خالصًا ومن کانت فیہ خصلة منھنّ کانت فیہ خصلة من النّفاق حتی یدعھا اذا اؤتمن خان واذا حدث کذب واذا عاھد غدر واذا خاصم فجر۔[2]

جس میں چار خصلتیں ہوں گی وہ خالص منافق ہوگا اور جس میں کوئی ایک ہوگی تو اس میں نفاق کی ایک خصلت پائی جائے گی یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دے وہ یہ ہیں (۱) جب امانت رکھی جائے تو خیانت کرے (۲) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۳) جب عہد کرے تو بیوفائی کرے (۴) اور جب جھگڑا کرے تو گالی گلوچ پر اتر آئے۔

خصلتان لا تجتمعان فی منافق حسن سمت ولا فقہ فی الدین۔[3]

دو خصلتیں منافق میں جمع نہیں ہوتی ہیں (۱) اچھی عادت اور (۲) دین کی سمجھ۔

تلك صلوٰة المنافق یجلس یرقب الشمس حتٰی اذا اصفرّت وکانت بین

یہ منافق کی نماز ہے کہ وہ آفتاب کو دیکھتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب وہ زرد ہو کر شیطان کی دو سینگوں کے

---

[1] بخاری کتاب الایمان باب علامۃ المنافق۔ [2] ترمذی و مشکوٰۃ کتاب العلم۔

Marfat.com

قرنی الشیطان فنقرا ربعا
لا یذکر اللہ فیہا الاقلیلا۔[1]

درمیان ہوجاتا ہے تو کھڑے ہوکر
چار چونچیں مارلیتا ہے اور اس میں اللہ
کی یاد بہت کم ہوتی ہے۔

نفاق کا اعلیٰ درجہ کفر سے بدتر ہے

نفاق کے بے شمار درجے اور مرتبے ہیں لیکن بدترین درجہ عقیدہ میں نفاق کا ہے جو کفر اور شرک سے بھی بدتر ہے۔ قرآن حکیم میں ہے:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ
اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ
يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ
اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ○
فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ
فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا
وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا
كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ[2] ع

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور
آخرت کے دن پر ایمان لائے حالانکہ
وہ مومن نہیں ہیں۔ یہ لوگ اللہ اور
مومنوں کو دھوکہ دیتے ہیں حالانکہ
وہ صرف اپنے کو دھوکہ دے رہے
ہیں اور نہیں سمجھتے ہیں ان کے دلوں
میں بیماری ہے۔ اللہ نے ان کی بیماری
کو اور بڑھا دیا۔ ان کیلئے دردناک
عذاب ہے اس وجہ سے کہ وہ
جھوٹ کہتے تھے۔

کفر اور شرک کی وجہ سے نورانی صلاحیتیں اتنی زیادہ بیکار نہیں ہوتیں جتنی نفاق کے اس درجہ میں ہوتی ہیں اور شر و فساد کا مظاہرہ اس قدر نہیں ہوتا جس قدر اس میں ہوتا ہے، اسی بنا پر قرآن حکیم میں ہے:۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ — بے شک منافقین آگ کے نچلے

---

[1] مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب التبکیر بالعصر۔ [2] البقرہ ع ۲۔

Marfat.com

اَلْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ[1] درجہ میں ہوں گے۔

اس درجہ کے منافق کا پتہ لگانا بے حد مشکل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعورِ نبوت کے ذریعہ ان کی نشاندہی کی اور بعض کے نام بھی بتائے اور بعض کے لئے فرمایا:۔

لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ[2] وہ جنت میں نہ داخل ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل ہو۔

نفاق کا ادنٰی درجہ فسق کے مساوی ہے

نفاق کا ادنٰی درجہ ظاہری اعمال کے اعتبار سے فسق کے مساوی ہے جس کی بناء پر قرآن حکیم میں ہے:۔

اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ ھُمُ الْفَاسِقُوْنَ[3] بے شک منافقین ہی فاسق ہیں۔

حضرت حذیفہؓ سے ایک اعرابی نے سوال کیا:۔

فما بال ھؤلاء الذین ینقرون بیوتنا ویسرقون اعلاقنا۔ ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ہمارے گھروں میں نقب زنی کرتے اور ہمارے نفیس مال کی چوری کرتے ہیں۔

جواب میں فرمایا:۔

اولئک الفساق[4] یہ لوگ فاسق ہیں۔

---

[1] النساء ع ۲۱۔ [2] مسلم کتاب صفات المنافقین۔ [3] التوبہ ع ۸۔ [4] بخاری کتاب التفسیر سورۂ توبہ۔

Marfat.com

فسق کا تعلق نفس امّارہ سے ہے

فسق کا اصل تعلق نفسِ امّارہ سے ہے جس پر شیطان کا عمل دخل ہوتا ہے:۔

وَاما النفس الامارۃ فجعل الشیطان قرینھا۔ نفس امّارہ کا ہم نشین شیطان کو بنایا گیا ہے۔

لیکن بعض صورتوں میں دونوں کے اعمال کا مظاہرہ یکساں ہوتا ہے اور یہ پتہ لگانا دشوار ہوتا ہے کہ اس کا تعلق قلب کی بیماری سے ہے یا نفس امّارہ سے ہے اس لئے نفاق کی تعبیر فسق سے کر دی جاتی ہے۔ نفاق سے جو عمل سرزد ہوتے ہیں ہماری زبان میں ان کی تعبیر فسادِ باطن سے اور "فسق" سے جو ہوتے ہیں ان کی تعبیر فسادِ ظاہر سے زیادہ سمجھ میں آنے والی ہے۔

نفاق کے اسباب

شاہ ولی اللہؒ نے نفاق عملی و نفاق اخلاقی کی جو تشریح کی ہے اس سے اسباب نفاق پر روشنی پڑتی ہے مثلاً:۔

(۱) ایمان کا ضعف یعنی قوت و مضبوطی کے ساتھ ایمان ذہن میں قرار نہ پکڑے۔

(۲) رسالت کے بارے میں طرح طرح کے شکوک و شبہات اگرچہ بالکلیہ انکار کے درجہ تک نہ پہنچیں۔

(۳) قلب پر دنیائے دَنِی کی لذت و ہوس کا شدید غلبہ کہ اس میں اللہ و رسول کی محبت کے لئے جگہ نہ رہ جائے۔

(۴) قلب پر حرص، حسد، کینہ وغیرہ کا حملہ کہ مناجات کی حلاوت اور عبادت کی برکات ختم ہو جائیں۔

(۵) دنیوی امور کی طرف اتنی زیادہ مشغولیت کہ اخروی امور کی طرف اہتمام کی فرصت نہ رہے۔

Marfat.com

(۶) خاندان وقبیلہ اور اعزا واقربا کی محبت کا غلبہ کہ احکام خداوندی کی پرواہ نہ رہے۔[1]

اصل سبب اصل سبب پہلا ہے اور بقیہ اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ نفاق میں جس درجہ کا ضعف ہوتا ہے فسق میں اس درجہ کا نہیں ہوتا۔ کبھی فسق ترقی کر کے نفاق کے درجہ تک پہنچتا ہے جس طرح نفاق کا ادنیٰ درجہ فسق کے مساوی ہوتا ہے اس طرح ہر منافق فاسق ہوتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر فاسق منافق بھی ہو۔

طہارت وپاکی سے متعلق دین کی بنیادی باتیں طہارت وپاکی سے متعلق دین کی بنیادی باتیں مثلاً: جسم ولباس کو گندگی ومیل سے پاک وصاف رکھنا۔ قلب ودماغ کو ہر قسم کی آلودگیوں اور آلائشوں سے دور رکھنا، نفس وشرمگاہ کو کثافتوں وغلط کاریوں سے محفوظ رکھنا۔ زبان، آنکھ، کان وغیرہ کو غلط استعمال سے بچانا وغیرہ جیسا کہ ان آیتوں سے ثبوت ملتا ہے:۔

وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا[2]	اگر تم جُنبی ہو تو خوب طہارت حاصل کرو۔
وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ[3]	اپنے کپڑوں کو پاک رکھو۔
وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ[4]	گندگی سے دُور رہو۔
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ[5]	بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور طہارت حاصل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔
لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ[6]	اللہ کو نہ قربانیوں کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون لیکن دل کا تقویٰ پہنچتا ہے۔

---

[1] ولی اللہ۔ الفوز الکبیر [2] المائدہ ع ۲۔ [3] المدثر ع ۱۔ [5] البقرہ ع ۲۷۔ [6] الحج ع ۵۔

اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى [1]

یہی لوگ ہیں جن کے دلوں کی اللہ نے تقویٰ کے لئے آزمائش کی۔

بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ [2]

بلکہ ان کے اعمال کی وجہ سے اللہ نے ان کے دلوں پر زنگ لگا دیا۔

وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ [3]

اور اللہ ان لوگوں پر گندگی ڈالتا ہے جو سوچتے نہیں ہیں۔

اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ [4]

اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ سمجھتے ہوں اور نہ ہدایت یافتہ ہوں۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا [5]

اس شخص نے فلاح پائی جس نے نفس کی صفائی حاصل کی۔

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ [6]

بیشک نفس برائی کا حکم دینے والا ہے مگر جو میرا رب رحم کردے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ [7]

اے پیغمبرؐ! آپ مومن مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو باز رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کیلئے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ [8]

اے پیغمبرؐ! آپ مومنہ عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو باز رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

---

[1] الحجرات ع ۱۔ [2] التطفیف ع ۱۔ [3] یونس ع ۱۰۔ [4] البقرہ ع ۲۱۔ [5] الشمس ع ۱۔ [6] یوسف ع ۱۱۔ [7،8] النور ع ۴۔

Marfat.com

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ	بیشک کان، آنکھ اور دل ان سب کے
اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا [1]	متعلق باز پرس ہوگی۔
اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ	اگر تم اللہ سے ڈرتی ہو تو نرم و دلکش
بِالْقَوْلِ [2]	لہجہ میں بات نہ کرو۔
اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ	بیشک جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ مسلمانوں
الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ	میں بے حیائی پھیلے ان کے لئے دنیا و
عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ [3]	آخرت میں دردناک سزا ہے۔

طہارت و پاکی سے متعلق زندگی کے ہر شعبے میں جس قدر حدیثیں ہیں وہ سب اسی قسم کی آیتوں کی معنوی دلالت سے حاصل کی گئی ہیں۔

عبادت و طاعت سے متعلق دین کی بنیادی باتیں

(۳) عبادت و طاعت سے متعلق دین کی بنیادی باتیں مثلاً:۔

عبادت و طاعت کے ذریعہ اللہ کی زیادہ سے زیادہ تعظیم کرنا۔ چہرہ اور دل اس کے سپرد کرنا۔ خالص اسی کی عبادت و طاعت کو اپنے اوپر فرض سمجھنا۔ شعائر (خاص اللہ کی یادگار) کے ذریعہ اللہ کا قرب حاصل کرنا۔ عبادت و استعانت میں غیر کی شرکت حرام سمجھنا اور اسی کو نفع و ضرر کا مالک و مختار سمجھنا وغیرہ جیسا کہ ان آیتوں سے ثابت ہوتا ہے:۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا	اور تیرے رب نے حکم دیا کہ اس کے
اِلَّآ اِيَّاهُ [4]	علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کرو۔
وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ [5]	سجدہ کرو اور قریب ہو جاؤ۔

---

[1] بنی اسرائیل ع ۴۔ [2] الاحزاب ع ۴۔ [3] النور ع ۲۔ [4] بنی اسرائیل ع ۳
[5] العلق ع ۱۔

Marfat.com

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ [1]	آپ کہدیجئے کہ میں حکم دیا گیا ہوں کہ عبادت خالص اسی کے لئے کروں۔
وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْئًا۔ [2]	اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو۔
اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ [3]	حکم صرف اللہ کا ہے۔
وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ [4]	جو شخص اللہ کے "شعائر" کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کے تقویٰ کی بات ہے۔
قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ [5]	آپ کہدیجئے کہ میری نماز، میری قربانی میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔
اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ [6]	اے اللہ! ہم آپ ہی کی عبادت کرتے اور آپ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔
اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا [7]	بیشک اللہ اپنے ساتھ شرک کرنے کو نہیں بخشتا اس کے ماسوا جس کو چاہے بخش دیتا ہے۔ جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا وہ بڑی دور کی

---

[1] الزمر ع ۲۔ [2] النساء ع ۶۔ [3] الانعام ع ۶۔ [4] الحج ع ۴۔ [5] الانعام ع ۱۹۔
[6] الفاتحہ ع ۱۔ [7] النساء ع ۱۸۔

Marfat.com

گمراہی میں جا پڑا۔

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○[1]

اور اگر تجھ کو کوئی سختی پہنچے تو اللہ کے سوا اس کو کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر تجھ کو کوئی بھلائی پہنچے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

عبادت وطاعت سے متعلق زندگی کے ہر شعبہ میں جس قدر ہدایتیں ہیں وہ اسی قسم کی آیتوں کی معنوی دلالت سے حاصل کی گئی ہیں۔

نیکی و بدی سے متعلق دین کی بنیادی باتیں

(۴) نیکی و بدی سے متعلق دین کی بنیادی باتیں مثلاً: اصل نیکی دل کی پاکی و عمل کی سچائی ہے جس کے لئے محض ضابطہ کی خانہ پری کافی نہیں بلکہ اللہ سے مستقل ربط و تعلق ضروری ہے۔ نیکی زندگی کے کسی ایک گوشہ میں محدود نہیں بلکہ اس کا تعلق زندگی کے تمام گوشوں سے ہے۔ کمال نیکی حاصل کرنے کے لئے اپنی پسندیدہ چیزوں کی قربانی لازمی ہے۔ نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہئے وغیرہ۔ جیسا کہ ان آیتوں سے ثابت ہے:۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ

نیکی یہ نہیں ہے کہ اپنا منہ مشرق کی طرف کرلو یا مغرب کی طرف بلکہ نیکی یہ ہے کہ جو اللہ، آخرت کے دن، فرشتوں، آسمانی کتابوں اور تمام نبیوں پر ایمان لائے۔ اللہ کی محبت میں اپنا مال رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں،

---

[1] الانعام ع ۲۔

وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝[1]

مسافروں، سائلوں اور گردن چھڑانے میں دے۔ نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دیا کرے۔ جب عہد کریں تو اپنے عہد کو پورا کرنے والے ہوں، سختی اور تکلیف میں اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے ہوں یہی لوگ سچے اور یہی لوگ متقی ہیں۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۝[2]

کمال نیکی ہرگز نہیں حاصل کر سکتے ہو یہاں تک کہ اپنی پسندیدہ چیزیں خرچ کرو۔

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى[3]

نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

"نیکی" کے مقابل بدی ہے۔ قرآنِ حکیم میں اس کا استعمال بھی کسی ایک گوشہ میں محدود نہیں بلکہ زندگی کے تمام گوشوں کو شامل ہے۔

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ[4]

کھلے اور چھپے سارے گناہ چھوڑ دو۔

نیکی و بدی سے متعلق زندگی کے ہر شعبہ میں جس قدر حدیثیں ہیں وہ سب اسی قسم کی آیتوں کی معنوی دلالت سے حاصل کی گئی ہیں۔

پاکیزہ و گندی چیزوں سے متعلق دین کی بنیادی باتیں

(۵) پاکیزہ و گندی چیزوں سے متعلق دین کی بنیادی باتیں مثلاً:۔

پاکیزہ اور گندی چیزیں برابر نہیں ہیں۔ ایک دوسرے سے بدلنے کی اجازت

---

[1] البقرہ ع ۲۲۔ [2] آل عمران ع ۱۰ [3] المائدہ ع ۱۔ [4] الانعام ع ۱۴۔

Marfat.com

نہیں، گفتگو، تعلقات، روزی، زندگی اور اولاد وغیرہ ہر ایک میں پاکیزگی کو اختیار کرنا اور گندگی سے دور رہنا چاہیئے۔ وغیرہ۔ درج ذیل آیتوں سے ثبوت ملتا ہے:۔

قُلْ لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِیْثِ۔[1]	آپ کہدیجئے کہ طیّب (پاکیزہ) اور خبیث (گندی) برابر نہیں ہیں اگرچہ خبیث کی کثرت تجھ کو اچھی لگے۔
وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ۔[2]	اور خبیث کو طیّب سے نہ بدلو۔
وَهُدُوْا اِلَى الطَّیِّبِ مِنَ الْقَوْلِ۔[3]	وہ پاکیزہ بات کی ہدایت دیئے گئے ہیں۔
اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ۔[4]	اللہ کی طرف پاکیزہ کلام چڑھتے ہیں۔
اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ۔[5]	گندی عورتیں گندے مردوں کے لئے اور گندے مرد گندی عورتوں کے لئے ہیں پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لئے اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے ہیں۔
كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا۔[6]	زمین کی چیزوں میں سے حلال طیّب کھاؤ۔
مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ	جس مرد یا عورت نے عمل صالح کئے

---

[1] المائدہ ع ۱۳۔ [2] النساء ع ۱۔ [3] الحج ع ۳۔ [4] الفاطر ع ۲۔ [5] النور ع ۳۔
[6] البقرہ ع ۲۳۔

Marfat.com

اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً [1]

اور وہ مومن ہے تو ہم اس کو حیات طیبہ (پاکیزہ زندگی) عطا کریں گے۔

رَبِّ ھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً [2]

اے میرے پروردگار، اپنی طرف سے پاکیزہ اولاد عطا فرما۔

پاکیزگی اور گندگی سے متعلق زندگی کے ہر شعبہ میں جس قدر حدیثیں ہیں وہ اسی قسم کی آیتوں کی معنوی دلالت سے حاصل کی گئی ہیں۔

یہ اور ان کے علاوہ بہت سی آیتیں ہیں جن سے دین کی بنیادوں کا ثبوت ملتا ہے۔

قرآن حکیم میں اس حد تک ان کی تشریح بھی موجود ہے کہ دونوں کی روشنی میں تربیت کی عمارت تیار ہو سکے اور اخذ و استنباط کا سلسلہ جاری رہے۔ شعورِ نبوت نے "بنیاد و تشریح" دونوں کی معنوی دلالت سے جو ہر انسانیت کی تربیت کا پروگرام مرتب کیا اور اس کی عمارت تیار کی جس کی تفصیل حدیث کے مختلف ابواب میں مذکور ہے۔

تربیت کا اثر کس قسم کے خواص واثرات میں ظاہر ہوتا ہے

رہی یہ بات کہ تربیت کا اثر نفسی قوتوں کے کس قسم کے خواص واثرات میں ظاہر ہوتا ہے اس کے سمجھنے کے لئے خواص واثرات کو بحیثیت مجموعی دو حصّوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:۔

(۱) جبلّی اور۔

(۲) غیر جبلّی۔

جبلی وہ ہیں جن کا تعلق نفسیاتی بنیادوں کے خواص سے ہے۔ یہ انسان کی

---

[1] النحل ع ۱۳ - [2] آل عمران ع ۴۔

سرشت اور خمیر میں داخل ہیں اور ان میں انسان کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ تربیت کے ذریعہ ان کے استعمال کا رخ پھیرا جاتا اور ان کے مضر اثرات کو دور کیا جاتا ہے۔ ان کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

غیر جبلّی وہ ہیں جن کا تعلق نیکی و بدی کے تاروں کو غذا و قوت پہنچانے سے ہے۔ جس قسم کی اور جتنی غذا و قوت پہنچے گی اسی کے لحاظ سے ان کا صدور ہوگا۔ یہ بڑی حد تک انسان کے اختیار میں ہیں۔ تربیت کے ذریعہ ان میں تبدیلی کی جاتی اور برائیوں کی جگہ اچھائیوں کی عادت ڈالی جاتی ہے اور بہت سے ایسے طریقوں کی مشق کرائی جاتی ہے کہ جن سے مستقل طور پر نیکی کے تار میں ابھار اور بدی کے تار میں دباؤ ہوتا رہتا ہے۔

ایک شبہ کا جواب

یہاں یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ تربیت کا جو پروگرام اس وقت زیر بحث ہے اس کے ذریعہ نفسیاتی بنیادوں کی دوسری قوتوں اور تاروں کی کارکردگی میں کوئی فرق نہیں آتا بلکہ ان میں نکھار اور بانکپن پیدا ہوتا ہے کیونکہ قدرتی انتظام کے مطابق کسی قوت اور تار کو بھی اس انداز میں ابھارنے اور دبانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ دوسری قوتوں اور تاروں کی مطلوبہ کارکردگی متاثر ہو۔ ورنہ نظام عالم میں خلل پیدا ہوگا اور قدرت کے منشار کی تکمیل نہ ہو سکے گی۔ یہی وجہ ہے کہ اس پروگرام میں تمام ان طریقوں کی سختی کے ساتھ ممانعت ہے جس میں دوسری قوتوں اور تاروں کی کارکردگی پر اثر پڑے مثلاً: کسی عضو کو کاٹ دینا، شل کر دینا اور ایسی ناقابل برداشت تکلیف پہنچانا اور اٹھانا کہ جس سے کوئی قوت یا عضو بیکار ہو جائے یا غذا و قوت میں ایسی کمی کہ اس قوت کی دوسری کارکردگی میں فرق آئے کیونکہ بدی کے تار کا تعلق جس قوت سے ہے اس سے نکلنے والے بہت سے تار ہیں جن کے سپرد

دوسرے بہت سے کام ہیں اور غذا و قوت میں کمی سے وہ لازمی طور پر متاثر ہوتے ہیں اور ان کی کارکردگی میں فرق آتا ہے۔

نیکی و بدی کا دائرۂ کار

پھر نیکی و بدی کا دائرۂ کار بھی زندگی کے کسی ایک گوشہ میں محدود نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق زندگی کے تمام گوشوں سے ہے چنانچہ اس پروگرام میں نیکی و بدی سے متعلق جس قدر تصریحات و اشارات ہیں ان کے لحاظ سے درج ذیل قسم کے کام نیکی میں شمار ہوں گے۔

(۱) ہر وہ کام جو اللہ سے تعلق پیدا کرنے اور اس کی رضاء حاصل کرنے کے لئے کیا جائے۔

(۲) ہر وہ کام جس سے نیکی کے تار کو غذا و قوت پہنچے۔

(۳) ہر وہ جو زندگی میں اطاعت و انقیاد کی حالت پیدا کرے۔

(۴) ہر وہ جس سے مدنیت کو فروغ ہو اور نظم و انتظام برقرار رہے۔

(۵) ہر وہ جس کی دنیا یا آخرت میں اس کی جزا ملے۔

نیکی کے مقابل بدی ہے اس میں یہ کام شامل ہوں گے۔

(۱) ہر وہ کام جس کے ذریعہ شیطان سے تعلق پیدا ہو اور اس کی رضا حاصل کی جائے۔

(۲) ہر وہ جس سے بدی کے تار کو غذا اور قوت پہنچے۔

(۳) ہر وہ جو زندگی میں مخالفت و سرکشی کی حالت پیدا کر دے۔

(۴) ہر وہ جس سے مدنی زندگی میں خلل واقع ہو اور مدنیت پائمال ہو۔

(۵) ہر وہ جس سے دنیا یا آخرت میں اس کی سزا ملے۔

اس تفصیل سے ظاہر ہے کہ نیکی میں بہت سے وہ کام شامل ہیں جن کا تعلق

Marfat.com

دوسری قوتوں سے ہے اور بدی میں بہت سے وہ ہیں جن سے دوسری قوتیں متاثر ہوتی ہیں ایسی حالت میں تربیت کے ذریعہ نیکی کے تار کو ابھارنے اور بدی کے تار کو دبانے سے دوسری قوتوں اور تاروں کی کارکردگی میں فرق پڑنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا بلکہ اس سے وہ قوتیں اور تار نمو و بالیدگی حاصل کریں گے اور لازمی طور سے ان کی کارکردگی میں نکھار و بانکپن پیدا ہوگا۔



Marfat.com

نقدِ حدیث

قرآنِ حکیم سے معنویت حاصل کر کے جوہر انسانیت کی تربیت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پروگرام مرتب کیا اور حدیث کے مختلف ابواب میں جس کی تفصیل موجود ہے فنی ماہرین نے اس کی صحت کو جانچنے کے لئے متن اور سند دونوں سے متعلق ایک معیار مقرر کیا ہے :۔

"متن" اصل حدیث اور "سند" اُس کے پہنچنے کے ذریعہ اور راستہ کو کہتے ہیں۔ "سند" اگرچہ اصل حدیث کا جزء نہیں ہے لیکن چونکہ اولاً حدیث کی صحت کا مدار سند ہی پر ہے، اس بناء پر محدثین کے نزدیک اس کی حیثیت کسی طرح "جزء" سے کم نہیں ہے۔ سند پر گفتگو کو ہم خارجی نقد اور متن پر گفتگو کو داخلی نقد کہیں گے۔

مذکورہ درایت کا زیادہ تعلق چونکہ متن حدیث سے ہے اس بناء پر سر دست اسی کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

داخلی نقدِ حدیث | ابن دقیق العید کہتے ہیں :۔

کثیرا ما یحکمون بذالك	بسا اوقات حدیث کے وضعی (جعلی)
ای بالوضع باعتبار امور	ہونے کا حکم ان امور کی وجہ سے
ترجع الی المروی والفاظ	لگاتے ہیں جن کا تعلق مروی (متن

Marfat.com

الحدیث۔[1]

حدیث) اورالفاظ حدیث سے ہے۔

ابن صلاح کہتے ہیں:۔

وقد یفهمون الوضع من قرینة حال الراوی او المروی فقد وضعت احادیث طویلة یشهد بوضعها رکاکة الفاظها ومعانیها۔[2]

کبھی حدیث کی وضعیت (جعلی ہونا) راوی یا مروی (متن) کی حالت سے سمجھی جاتی ہے، چنانچہ بہت سی طویل حدیثوں کے الفاظ ومعانی کی رکاکت (سطحیت) خود وضعی ہونے کی شہادت دیتی ہے۔

ابوالحسن علی بن محمد کنانیؒ کہتے ہیں:۔

قرینة فی المروی المخالفة لمقتضی العقل بحیث لا یقبل التاویل ویلتحق به ما یدفعه الحس والمشاهدة والعادة۔[3]

مروی (متن) میں وضعی ہونے کا قرینہ یہ ہے کہ وہ مقتضائے عقل کے خلاف اس طرح ہو کہ کوئی تاویل نہ قبول کر سکے، اسی میں وہ بھی شامل ہے جو حس، مشاہدہ اور عادت کے خلاف ہو۔

مقدمہ المغنی میں ہے:۔

لم یقف العلماء عند نقد الحدیث — علماء نے نقدِ حدیث کے معاملہ میں

---

[1] شمسؒ الدین محمد سخاوی۔ فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث، الموضوع [2] عثمان بن عبدالرحمٰن بن صلاح۔ علوم الحدیث (مقدمہ ابن صلاح) النوع الحادی والعشرون۔ معرفۃ الموضوع [3] ابوالحسنؒ علی بن محمد کنانی تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ فصل فی حقیقۃ الموضوع وامارتہ وحکمہ۔

من حیث سندہ بل تعدوا الی النظر فی متنہ فقضوا علیٰ کثیر من الاحادیث بالوضع و ان کان سندا سالمًا اذا وجد وافی متونھا عللًا تقضی بعدم قبولھا۔[1]

صرف سند پر اکتفار نہیں کیا بلکہ متن کی طرف بھی توجہ کی، چنانچہ بہت سی ایسی حدیثوں کے وضعی ہونے کا فیصلہ کیا جن کی سندیں اگرچہ درست تھیں لیکن ان کے "متن" میں خرابیاں پائی جاتی تھیں جن کی بنا پر وہ قابلِ قبول نہ تھیں۔

ذیل میں داخلی نقدِ حدیث کی بنیاد قرآن حکیم، سنّت نبویؐ اور صحابہؓ کے فرمودات سے ذکر کی جاتی ہے۔

قرآن حکیم میں داخلی نقد کی بنیاد

قرآنِ حکیم میں داخلی نقد کی بنیاد یہ آیتیں ہیں:۔

فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِہٖ۔[2]

عمر کا بڑا حصّہ میں تمہارے اندر گذار چکا ہوں۔

آیت میں صحت کی ضمانت زندگی کے اس حصّہ کے لئے پیش کی گئی ہے جو قبل نبوتؐ ہے تو بعد نبوتؐ کی زندگی اور اس کے فرمودات میں کیونکر ایسا نقص پایا جائے گا جس سے علم و عقل کی خلاف ورزی لازم آئے۔

وَاِذَا جَآءَھُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِہٖ وَلَوْ رَدُّوْہُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓی اُولِی الْاَمْرِ مِنْھُمْ لَعَلِمَہُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَہٗ مِنْھُمْ۔[3]

جب ان کے پاس امن یا ڈر کی خبر آتی ہے تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں اگر اس کو رسولؐ اور اولوالامر تک پہنچا دیتے تو جو اُن میں ملکۂ استنباط رکھنے والے تھے وہ اس کو پوری طرح معلوم کر لیتے۔

---

[1] ابو حفصؒ عمر بن بدر الموصلی الحنفی۔ المغنی عن الحفظ والکتاب مقدمہ ص ۱۰۔ [2] یونس رکوع ۲۔
[3] النساء رکوع ۱۱

Marfat.com

"الامر" میں ہر بات و شرعی واقعہ شامل ہے:۔

لان الامن والخوف حاصل	کیونکہ امن اور خوف ہر اس چیز میں
فی کل ما یتعلق بباب التکلیف[1]	موجود ہے جس کا تعلق بابِ
	تکلیف سے ہے۔

"اولوالامر" سے مراد اہل علم و صاحب فقہ ہیں، اہل العلم والفقہ،[2] جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل علم و صاحب فقہ حدیث کی داخلی نقد تحقیق اور اس کی صحیح حیثیت متعین کرنے پر مامور ہیں پھر یستنبطونہ کے اضافہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نقد و تحقیق کے زیادہ مستحق وہ اہل علم و صاحبِ فقہ ہیں جو "ملکۂ استنباط" رکھتے ہیں۔

قرآنِ حکیم کی کئی آیتوں میں رسول اللہ ص کے کاموں کی تفصیل بیان کی گئی ہے جس میں ایک کام "تعلیم حکمت" ہے۔ اگر آپ کی طرف منسوب الفاظ کے معانی اور مفہوم میں کوئی نقص یا کمی پائی گئی تو حکمت کی خلاف ورزی ہوگی جو شانِ نبوت کے منافی ہے۔

سنّتِ نبوی ص میں داخلی نقد کی بنیاد

سنت نبوی ص میں داخلی نقد کی بنیاد یہ حدیثیں ہیں:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا:۔

اذا سمعتم الحدیث تعرفه	جب کوئی ایسی حدیث تم سنو جس
قلوبکم وتلین له اشعارکم	سے تمہارے دل کو انسیت ہو اور
وابشارکم وترون	تمہارے بال و کھال اس سے متاثر
انه منکم قریب	ہوں اور اپنے سے اس کو قریب سمجھو

[1] رازی۔ تفسیر کبیر ج انساء [2] قرطبی۔ نساء رکوع ۱۱۔

Marfat.com

فانا اولاکم به و اذا سمعتم الحدیث عنی تنکرہ قلوبکم وتنفر منه اشعارکم والبشارکم وترون انه منکم بعیدٌ فانا ابعدکم منه[1]

تو میں اس کا تم سے زیادہ حقدار ہوں اور جب کوئی ایسی حدیث تم سنو جس کو تمہارے دل قبول نہ کریں اور تمہارے بال وکھال اس سے متوحش ہوں اور اپنے سے اس کو دور سمجھو تو میں تمہاری نسبت اس سے دور ہوں۔

دوسری جگہ فرمایا:۔

ماحدثتم عن ماتنکرونه فلا تاخذوا به فانی لا اقول المنکر ولست من اهله[2]

تم سے ایسی حدیث بیان کی جائے جس سے تمہارا دل نکیر کرے تو اس کو مت قبول کرو کیونکہ میں نہ منکر کہتا ہوں اور نہ اس کا اہل ہوں۔

ظاہر ہے کہ مذکورہ روایتوں میں حدیث کی شناخت سے متعلق رسول اللہؐ نے جو کچھ فرمایا اس کا تعلق متنِ حدیث یا داخلی نقدِ حدیث سے ہے جس کے لئے خاص مناسبت اور فنی ذوق کی ضرورت ہے۔

اوپر کہا گیا ہے کہ حدیث کا سرچشمہ شعورِ نبوت ہے جس کے لئے نہایت اعلیٰ درجہ کا فہم وتدبر ضروری ہے۔ اسی بنا پر متعدد روایتوں میں فقہ وتفقہ (فہم و تدبر) سے کام لینے کا خاص طور سے ذکر ہے۔ اگر رسول اللہؐ کی طرف منسوب الفاظ معانی اور مفہوم میں کوئی نقص پایا جائے تو اس سے شعورِ نبوت مجروح ہوگا اور نبوت

---

[1] مسند احمد حدیث ابی اسید الساعدی [2] ابوالحسن علی بن محمد کنانی۔ تنزیہ الشریعہ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ۔ فصل فی حقیقۃ الموضوع۔

Marfat.com

کی ضمانت ختم ہوجائے گی۔

صحابہؓ کے فرمودات میں داخلی نقد کی بنیاد

صحابہؓ کے فرمودات میں داخلی نقد کی بنیاد حسب ذیل روایتیں ہیں (۱) حضرت ابوہریرہؓ نے عبداللہ بن عباسؓ سے جب یہ حدیث بیان کی کہ :-

الوضوء مما مست النّار ولو من ثورا قط[1]	جس چیز کو آگ چھوئے اس کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اگرچہ پنیر کا ایک ٹکڑا ہی ہو۔

تو ابن عباسؓ نے فرمایا :-

انتوضأ من الدھن أنتوضأ من الحمیم[2]	کیا ہم چکناہٹ اور گرم پانی کے استعمال سے بھی وضو کریں۔

یہاں وضو سے مراد کلّی کرنا ہے۔ یہ محل متعین کرنے کی ضرورت اسی بناء پر پیش آئی کہ حدیث کا ظاہری پہلو "درایت" کے خلاف تھا۔

حضرت عائشہؓ کے سامنے جب یہ حدیث بیان کی گئی کہ نوحہ کرنے سے مُردہ پر عذاب ہوتا ہے، تو انہوں نے فرمایا :-

حسبکم القرآن ولا تزر وازرۃ وزر اخری[3]	قرآن کافی ہے جس میں مذکور ہے کہ کوئی شخص دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔

اس حدیث میں عذاب کو اس صورت پر محمول کیا گیا ہے جس میں مردہ نوحہ کرنے کا سبب بنے یعنی رونے کی وصیت کر جائے یا کسی کو مقرر کر جائے اس کے

---

[1] ، [2] ابن ماجہ و ترمذی حدیث الوضوء مما غیرت النار۔ [3] مشکوٰۃ باب البکاء علی المیت۔

Marfat.com

بغیر قرآن سے ربط نہیں قائم ہوسکتا۔

محمود بن ربیع صحابیؓ نے ایک مرتبہ یہ حدیث بیان کی :۔

فان اللہ قد حرم علی النار من قال لا إلٰہ الا اللہ یبتغی بذالك وجہ اللہ[1]	جس شخص نے خالص اللہ کی رضا کے لئے "لا الہ الا اللہ" کہا اللہ نے اس پر آگ حرام کردی۔

حضرت ابوایوبؓ انصاری نے سن کر فرمایا :۔

وَاللہ ما اظن رسول اللہ قال ما قلتَ قط[2]	خدا کی قسم میرا خیال ہے کہ جو تم نے کہا رسول اللہؐ نے کبھی نہ فرمایا ہوگا۔

اس حدیث کے ظاہری الفاظ سے چونکہ عمل کی اہمیت گھٹتی ہے جو درایت کے خلاف ہے اس بنا پر ابتدائی مرحلہ میں حضرت ابوایوب انصاریؓ کو اس کے قبول کرنے میں تامل ہوا لیکن حدیث کا محل متعین ہونے کے بعد تامل کی گنجائش نہیں رہتی، وہ یہ کہ لا الہ الا اللہ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کے تقاضے پر عمل بھی کیا ہو جو خالص رضائے الٰہی کیلئے کہنے کا لازمی نتیجہ ہے۔

محدثین نے داخلی نقدِ حدیث سے دریغ نہیں کیا

قرآن و حدیث اور صحابہؓ کے فرمودات میں چونکہ یہ بنیادیں موجود تھیں اس بنا پر محدثین نے حدیث کی تحقیق میں داخلی نقد سے کام لینے میں دریغ نہیں کیا جیساکہ درج ذیل تصریحات سے ثابت ہوتا ہے۔

عمرو بن میمون کہتے ہیں :۔

رأیت فی الجاھلیۃ قردًا اجتمع علیہا قردۃ قد	میں نے زمانہ جاہلیت میں بندر کو دیکھا جس نے زنا کیا تھا اس پر بندروں

[1] بخاری ج ۱ باب صلوٰۃ النوافل جماعۃ

زنت فرجموها فرجمتها معهم[1]

نے جمع ہوکر اس کو سنگسار کیا چنانچہ میں نے بھی ان کے ساتھ سنگسار کیا۔

حافظ ابن عبدالبر (مشہور محدّث) نے اس واقعہ پر نکیر کرتے ہوئے کہا ہے۔

فیما اضافة الزنا الی غیر مکلّف واقامة الحد علی البهائم وهذا منکر عند اهل العلم[2]

اس میں غیر مکلف کی طرف زنا کی نسبت ہے اور جانوروں پر حد (سزا) قائم کرنا ہے، جو اہل علم کے نزدیک ناقابل قبول ہے۔

ایک روایت میں ہے:۔

خَلق اللّٰہ اٰدم وطوله ستون ذراعا[3]

اللہ نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا تو ان کا قد ساٹھ ذراع تھا۔

حافظ ابن حجر نے اس کی شرح میں لکھا ہے:۔

ویشکل عَلیٰ هذا مایوجد الاٰن من اٰثار الامم السالفة کدیار ثمود فان مساکنهم تدل علی ان قاماتهم لم تکن مفرطة الطول علی حسب مایقتضیه الترتیب السّابق[4]

اس میں یہ اشکال ہے کہ قدیم قوموں کے جو آثار پائے جاتے ہیں مثلاً: قوم ثمود کی بستیاں، ان کے مسکنوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے قد حد سے زیادہ بڑے نہ تھے جیسا کہ ترتیب سابق سے ظاہر ہوتا ہے۔

ایک روایت میں ہے:۔

---

[1] بخاری ج ۲ کتاب بنیان الکعبہ باب القسامۃ فی الجاہلیہ۔ [2] ابن حجرؒ۔ فتح الباری ج ۷ باب القسامۃ فی الجاہلیۃ۔ [3] بخاری ج ۲ کتاب الانبیاء باب خلق آدم وذریتہ [4] ابن حجر فتح الباری۔ بدء الخلق۔

Marfat.com

من عشق فعف فمات فھو شھید۔[1]

جس شخص نے عشق کیا اور پاک دامن رہا وہ مرگیا تو شہید ہوا۔

دوسری جگہ ہے :۔

من عشق وکتم وعف وصبر غفرالله له وادخله الجنة[2]

جس شخص نے عشق کیا اور اس کو چھپایا اور پاک دامن رہا اور صبر کیا تو اللہ اس کی مغفرت کرے گا اور جنت میں اس کو داخل کرے گا۔

حافظ ابن قیمؒ اس کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں :۔

فلو کان اسناد ھذا الحدیث کالشمس کان غلطا وھما۔[3]

اگر اس حدیث کی سند آفتاب کیطرح بھی ہوتی تو بھی یہ غلط اور وہم ہوگی۔

محدثین کی زیادہ توجہ جمع حدیث اور خارجی نقدِ حدیث پر تھی

اس میں شک نہیں کہ محدثین حدیث کی تحقیق میں سند کے علاوہ الفاظ و معانی اور مفہوم پر بھی نقد کرتے تھے لیکن انہوں نے جمع حدیث اور خارجی نقد و تحقیق میں جس قدر شاندار کارنامے انجام دیئے داخلی نقد و تحقیق میں اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ چنانچہ "گولڈزیہر جیسے مستشرق نے بھی ان کے کارناموں کا اعتراف کرتے ہوئے کہا ہے :۔

"حدیثوں کو جمع کرنے کے لئے محدثینؒ نے اسلامی دنیا کے ایک کنارے سے دوسرے کنارہ، اندلس سے وسط ایشیا تک، شہر شہر اور گاؤں گاؤں کا پیدل سفر کیا تاکہ دوسروں تک منتقل کرسکیں، اس زمانہ میں حدیث

---

[1] [2] [3] ابن قیم زاد المعاد ج ۲ ذکر حدیث من عشق الخ۔

Marfat.com

جمع کرنے کی اس سے زیادہ معتبر اور قابل اعتماد صورت نہ تھی، رحّال (بہت سفر کرنے والے) اور جوّال (بہت سیر وسیاحت کرنے والے) کے قابلِ فخر القاب دراصل ان اونچے درجہ کے لوگوں سے کبھی جدا نہیں ہوتے۔ راہِ علم کے مسافروں کے لئے طوّاف الاقالیم (ملکوں کا طواف کرنے والے) نہ کسی استعارہ پر مبنی ہے اور نہ اس میں کسی طرح کا مبالغہ ہے۔ ان لوگوں نے تمام ملکوں کا سفر محض سیر وسیاحت یا تجربہ حاصل کرنے کیلئے نہیں کیا تھا۔ بلکہ ان کا مقصد صرف حدیث کے جاننے والوں سے ملنا اور ان سے حدیثیں حاصل کرنا تھا۔ حدیث کی طلب وجستجو میں ان کی مثال اس چڑیا کی سی تھی جو ہر درخت (اسکی ہر شاخ) پر اسکی پتیوں سے غذا حاصل کرنے اور لطف اندوز ہونے کے لئے بیٹھتی ہے[1]۔

ڈاکٹر اسپرنگر نے الاصابہ کے مقدمہ میں لکھا ہے:۔

"اگر مسلمانوں کے سوانحی ریکارڈ جمع کئے جائیں تو ہمیں پانچ لاکھ ممتاز شخصیتوں کے حالات میسر آجائیں گے اور یہ معلوم ہوگا کہ ان کی تاریخ میں کوئی "دہا" یا کوئی اہم مقام ایسا نہیں ہے کہ جس میں ان کی نمائندگی مفقود ہو[2]۔

فقہاء کی زیادہ توجہ داخلی نقد حدیث پر تھی

اسی طرح فقہاء نے داخلی نقد وتحقیق پر جس قدر شاندار کارنامہ انجام دیا ہے خارجی نقد وتحقیق میں اسکا ثبوت نہیں ملتا، طاہر بن صالح الجزائری کہتے ہیں:۔

---

[1] MUSLIM STUDIES BY IGNAZ GOLDZIHER, ENGLISH TRANSLATION, VOL. II, PART VI. TALABUL HADITH P.P 165 - 66.

[2] ALISABAH, FORWARD BY A. SPRENGER.

Marfat.com

ان المحدثین قلّما یحکمون علی الحدیث بالاضطراب اذا کان الاختلاف فیہ واقعا فی نفس المتن لانّ ذلک لیس من شانھم من جھۃ کونھم محدثین وانما ھو من شان المجتھدین۔[1]

حدیث پر محدثین اس صورت میں اضطراب کا حکم بہت کم لگاتے ہیں جب کہ نفسِ متن میں اختلاف ہو، کیونکہ بحیثیت محدث یہ ان کا کام نہیں ہے بلکہ یہ مجتہدین کا کام ہے۔

حضرت اعمشؒ کا قول اس سلسلہ میں زیادہ واضح ہے۔ انہوں نے فقہاء کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:۔

انتم الاطباء ونحن الصیادلۃ۔[2] تم طبیب ہو اور ہم عطار ہیں۔

یعنی محدثین کا کام اچھی دوائیں جمع کرنا اور فقیہوں کا کام دوا کی جانچ پڑتال کر کے اس کو برمحل منطبق کرنا ہے۔

حدیث سے دلچسپی رکھنے والوں کے تین گروہ

دراصل حدیث سے تعلق رکھنے والوں کو تین طبقوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:۔

(۱) جو حدیث کی نقل و روایت میں زیادہ مشہور ہیں۔

(۲) جو حدیث کی نقد و درایت دونوں میں مشہور ہیں۔

(۳) جو حدیث کی روایت و درایت دونوں میں مشہور ہیں۔

پہلے میں وہ محدثین ہیں جو فقہ میں ممتاز نہ تھے دوسرے میں وہ فقہاء ہیں جو حدیث میں ممتاز نہ تھے اور تیسرے میں وہ اہل علم ہیں جو حدیث و فقہ دونوں میں

---

[1] طاہر بن صالح بن احمد الجزائری۔ توجیہ النظر الی اصول الاثر مطلب فی امور ینبغی الانتباہ الخ۔

[2] ابن عبدالبر۔ جامع بیان العلم وفضلہ۔ باب ذکر من قدم الاکثار فی الحدیث الخ۔

Marfat.com

ممتاز تھے۔

کم وبیش ہر گروہ کو درایت سے دلچسپی تھی

ان میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کو "درایت" سے دلچسپی نہ ہو، کسی کو کم اور کسی کو زیادہ کیونکہ:۔

ان دراستنا لمتن الحدیث وعنایتها بحفظ کتب الروایة لیست شیئًا ان لم تکن مقترنة بعلم الحدیث درایة [1]	ہمارا متن حدیث کا مطالعہ اور کتب روایت کی حفاظت کی طرف انہماک کوئی معنی نہیں رکھتا اگر وہ درایتی علم حدیث پر مشتمل نہ ہو۔

ہر طبقہ کو درایت سے دلچسپی ہونے کا ہی کا نتیجہ ہے کہ حدیث کی شناخت کے لئے (اصول وضوابط کے علاوہ) علامت مقرر کی گئی ہے جس تک رسائی "درایت" کے بغیر نہیں ہو سکتی چنانچہ صحیح حدیثوں کے بارے میں "ربیع بن خثیم" کا قول ہے:۔

له ضوء کضوء النهار [2]	اس میں روشنی دن کی روشنی کی طرح ہوتی ہے۔

غلط حدیثوں کے بارے میں ہے:۔

له ظلمة کظلمة اللیل [3]	اس میں تاریکی رات کی تاریکی کی طرح ہوتی ہے۔

ملا علی قاری کہتے ہیں:۔

والاحادیث الموضوعة علیها ظلمة ورکاکة ومجازفات باردة تنادی	موضوع حدیثوں میں ایک خاص قسم کی تاریکی، سطحیت اور بے تکاپن

---

[1] ڈاکٹر صبحی صالح۔ علوم الحدیث ومصطلحہ، الفصل الاول۔ علم الحدیث روایتہ و درایتہ ۳۰۲ھ الحاکم۔ معرفتہ علوم الحدیث ص ۲۶۔

علی وضعها واختلافها۔[1]

ہوتا ہے جو اسکے جلی ہونے کو پکار پکار کر کہتا ہے۔

حدیث کی شناخت کے لئے فنّی ذوق کی ضرورت ہے

حدیث میں روشنی اور تاریکی کی پہچان کے لئے "فنی ذوق" کی ضرورت ہے جس کیلئے درایت لازمی ہے۔

ابن دقیق العید کہتے ہیں :۔

فحاصله، یرجع الیٰ انه حصلت	حاصل یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
لهم لکثرة محاولة الفاظ	وسلم کے الفاظ کی بکثرت ممارست سے
النبی صلی الله علیه وسلم وهیئة	ایک خاص قسم کی نفسی کیفیت حاصل
نفسانیة و ملکة قویة یعرفون	ہوتی اور ایسا مضبوط ملکہ پیدا ہو جاتا ہے
بها ما یجوز ان یکون من الفاظ	جس کے ذریعہ نبوت کے الفاظ کی معرفت
النبوّة وما لا یجوز۔[2]	ہوتی ہے کہ وہ کیا ہیں اور کیا نہیں ہیں۔

علامہ بلقینی نے فنی ذوق کو اس طرح سمجھایا ہے :۔

ان انسانا لو خدم انسانا	اگر ایک شخص کسی کی برسوں خدمت کرکے
سنین وعرف ما یحب وما	اس کی پسند و ناپسند سے واقفیت حاصل
یکره فادعی انسان انه کان	کرے اور پھر کوئی اس کی پسندیدہ
یکره شیئا یعلم ذالك انه	شے کے بارے میں کہہ دے کہ وہ اس
یحبه فبمجرد سماعه یبادر	کو ناپسند کرتا ہے تو سننے کے ساتھ ہی
الیٰ تکذیبه۔[3]	اس کو جھوٹ قرار دیدیگا اور مزید تحقیق کی
	ضرورت نہ سمجھے گا۔

---

[1] ملا علی قاری۔ موضوعات کبیر، فصل ونحن ننبه علی امور کلیة الخ۔ [2] علامہ سخاوی فتح المغیث الموضوع۔ [3] ڈاکٹر مصطفےٰ سباعی۔ السنة ومکانتها فی التشریع الاسلامی۔ علامات الوضع فی المتن۔

Marfat.com

داخلی نقد حدیث کے اصول وضوابط

ذیل میں داخلی نقدِ حدیث کے اصول وضوابط بیان کئے جاتے ہیں۔ جن سے ایک طرف حدیث قبول کرنے کا بلند معیار سامنے آتا ہے اور دوسری طرف حدیث کی اصل دریافت کرنے میں سہولت ہوتی ہے۔ ہر اصول وضابطہ کے ساتھ مثالیں بھی ذکر کی جاتی ہیں تاکہ دوسری روایتوں کو ان پر قیاس کرنا آسان ہو۔

رسول اللہؐ کیطرف منسوب حدیث میں رکاکت پائی جاتی ہو ــــــ،

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف منسوب حدیث میں کسی قسم کی لفظی ومعنوی رکاکت (سطحیت) پائی جائے۔

زین الدین عراقی کہتے ہیں:۔

وربما یعرف بالرکاکۃ [1]

بسا اوقات حدیث کی وضعیت رکاکت سے معلوم کی جاتی ہے۔

ملا علی قاری کہتے ہیں:۔

ومنھا رکاکۃ الفاظ الحدیث وسماجتھا بحیث یسمجھا السمع ویدفعھا الطبع [2]

وضعی ہونے کی پہچان حدیث کے الفاظ کی رکاکت اور خرابی ہے جو سننے والے کو ناگوار ہو اور طبیعت اس کو قبول کرنے کے لئے آمادہ نہ ہو۔

رکاکت کی دو قسمیں ہیں:۔

---

[1] ڈاکٹر مصطفےٰ سباعی۔ السنۃ ومکانتھا فی التشریع الاسلامی۔ علامات الوضع فی المتن۔

[2] شمس الدین محمد سخاوی۔ فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث۔ الموضوع۔

[3] ملا علی قاری۔ موضوعات کبیر۔ فصل ونحن ننبہ علی امور کلیۃ۔

Marfat.com

(الف) لفظی اور (ب) معنوی۔

لفظی رکاکت

لفظی رکاکت یہ ہے کہ الفاظ وجملوں میں فصاحت وبلاغت کے معیار اور قواعدِ عربیہ کی خلاف ورزی ہو جس کو دیکھ کر:۔

یعلم العارف باللّسان ان مثله لا یصدر عن فصیح اللّسان فضلا من ان یکون کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم[1]	عربی زبان کا ماہر جان لے کہ اس قسم کا کلام کسی فصیح اللسان کا نہیں ہوسکتا، چہ جائے کہ رسول اللہؐ کا کلام ہو، جو افصح ترین تھے۔

شاہ عبدالعزیز محدّثؒ کہتے ہیں:۔

"رکاکتِ لفظ مثلاً لفظے روایت کند کہ در قواعدِ عربیہ درست نشود[2]"

ظاہر ہے کہ لفظی رکاکت کا تعلق ان ہی الفاظ سے ہوگا جن کے بارے میں صراحت ہو کہ یہ رسول اللہؐ کے الفاظ ہیں، اور ان کے نقل کرنے میں کسی قسم کا تصرف نہیں کیا گیا ہے:۔

لکنه فی اللّفظ وحده مقید بما اذا صرح بانه لفظ الشارع[3]	لفظی رکاکت اس صورت کے ساتھ مفید ہے کہ جس میں رسول اللہؐ کے الفاظ ہونے کی صراحت ہو۔

معنوی رکاکت

(ب) معنوی رکاکت یہ ہے کہ معنی ومفہوم میں نادانی وکم عقلی کی بات پائی جائے جو شانِ نبوّت سے فروتر ہو اور کلام معیار نبوت سے گر جائے۔

---

[1] مولانا عبدالحی لکھنوی۔ ظفر الامانی فی مختصر الجرجانی۔ الموضوع۔ [2] شاہ عبدالعزیز عجالہ۔ خاتمہ

[3] فتح المغیث الموضوع۔

ان یکون مشتملا علی سخافات و سماجات یصان عنہا الفضلاء[1]

حدیث کم عقلی و بھونڈے پن پر مشتمل ہو کہ جس سے عقلاء محفوظ رہتے ہیں۔

ویسمج معناھا للفطن[2]

اور عقلمند کے لئے اس کے معنی ناگوار ہوں۔

ابن قیمؒ کہتے ہیں:۔

شاہ عبدالعزیز کہتے ہیں:۔

"رکاکتِ معنی کہ مناسب شانِ نبوت و وقار نباشد"[3]

رکاکت کے تحت چند موضوع حدیثیں

اس اصول کے تحت یہ حدیثیں موضوع قرار پاتی ہیں:۔

الدیك الابیض صدیقی و صدیق صدیقی وعدو عدوی[4]

سفید مرغ میرا دوست ہے اور میرے دوست کا دوست ہے اور میرے دشمن کا دشمن ہے۔

اربع لا یشبعن من اربع ارض من مطر وانثیٰ من ذکر وعین من نظر و عالم من علم[5]

چار کو چار سے شکم سیری نہیں ہوتی (۱) زمین کو بارش سے (۲) عورت کو مرد سے (۳) آنکھ کو دیکھنے سے اور (۴) عالم کو علم سے۔

---

[1] السنۃ ومکانتھا فی التشریع الاسلامی۔ علامات الوضع فی المتن [2] ابن قیم

المنار المنیف فصل ۲۳ ومن امارات الحدیث الخ۔ [3] شاہ عبدالعزیز عجالہ نافعہ

خاتمہ۔ [4] ملا علی قاری۔ موضوعات کبیر، باب العالی۔

[5] ایضاً باب الہمزہ۔

Marfat.com

لاتاکلوا القرعة حتی شذ بهراها۔[1]

"کدو" کو ذبح کئے بغیر نہ کھاؤ۔

انما الباذنجان شفاء من کل داء ولا داء فیه۔[2]

بیگن میں ہر بیماری کی شفاء ہے اور اس میں کوئی بیماری نہیں ہے۔

علیکم بالعدس فانه مبارك وانه یرق له القلب ویکثر الدمعة وانه قد بارك فیه سبعون نبیًا۔[3]

"مسور" استعمال کرو، اس میں برکت دی گئی ہے، اس سے دل نرم ہوتا اور آنسو زیادہ ہوتے ہیں، اس کے لئے ستر نبیوں نے دعا کی ہے۔

اکرموا البقرة فانها سیدة البهائم ما رفعت طرفها الی السماء حیاء منذ عبد العجل۔[4]

گائے کی عزت کرو، وہ جانوروں کی سردار ہے جب سے بچھڑے کی پرستش کی گئی اس نے شرم کی وجہ سے اپنی آنکھ آسمان کی طرف نہیں اٹھائی۔

من فارق الدنیا وهو سکران دخل القبر سکران وبعث من قبره سکران وامر به الی النار سکران الی جبل یقال له۔

نشہ کی حالت میں جس کی موت ہوئی وہ قبر میں نشہ کی حالت میں داخل ہوگا۔ اسی حالت میں قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔ اسی حالت میں آگ کی طرف لے جانے کا

---

[1] فتح المغیث الموضوع۔ [2] محمد طاہر پٹنی۔ تذکرۃ الموضوعات باب البقول۔ [3] ایضاً باب المجوب من العدس۔ [4] ایضاً صنوف الحیوان،

Marfat.com

سکران [1] — حکم ہوگا، ایک پہاڑ کی طرف لے جانے کا حکم ہوگا۔ جس کا نام "سکران" ہے۔

ان للہ ملکا اسمہ عمارۃ علی فرس من حجارۃ الیاقوت طولہ مد بصر لا یدور فی البلدان ویقف فی الاسواق فینادی الا لیغل کذا وکذا الا لیرخص کذا وکذا۔ [2]

اللہ کے ایک فرشتہ کا نام "عمارہ" ہے جو یاقوت کے گھوڑے پر سوار ہوتا ہے، منتہائے نظر تک اس کی لمبائی ہے۔ شہروں میں وہ گھومتا ہے بازاروں میں وہ ٹھہرتا ہے اور پکار کر کہتا ہے کہ اس قدر گرانی کرو اور اس قدر سستا کر دو۔

رکاکت سے متعلق درجہ ذیل اصول بھی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کیطرف منسوب حدیث میں خوبصورت چہرہ کی تعریف مختلف انداز سے ہو،

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب حدیث میں خوبصورت چہرہ کی تعریف ان کی طرف دیکھنے اور ان سے حاجت طلب کرنے کا حکم یا آگ کا عذاب ان کو نہ ہونے کی خبر ہو۔

ابن قیم کہتے ہیں :-

کل حدیث فیہ مدح حسان الوجوہ والثناء علیہم اوالامر بالنظر الیہم والتماس الحوائج منہم اوان النار

ہر ایسی حدیث جس میں خوبصورت چہرہ کی تعریف وتوصیف ہو ان کی طرف دیکھنے اور ان سے حاجت طلب کرنے کا حکم ہو یا آگ کا عذاب ان

---

[1] ابن قیم المنار المنیف فصل ۲۳ ومنہار کاکتہ الخ۔ [2] ابن قیم المنار المنیف فصل ۲۳ ومنہار کاکتہ الخ۔

Marfat.com

لا یمسھم فکذب مختلق و اِفْکٌ مفتریً [1]	کو نہ ہونے کی خبر دی گئی ہو تو یہ حدیث گڑھا ہوا جھوٹ اور بہتان ہے۔

ملا علی قاریؒ نے بھی یہ اصول نقل کیا ہے [2]:۔

اس کے تحت چند موضوع حدیثیں

اس کے تحت درج ذیل حدیثیں قرار پاتی ہیں:۔

النظر الی الوجہ الحسن یجلی البصر [3]	خوبصورت چہرہ کی طرف دیکھنا نگاہ کو تیز کرتا ہے۔
علیکم بالوجوہ الملاح والحدق السود فان اللہ یستحی ان یعذّب ملیحا بالنّار [4]	حسین چہرے اور بڑی سیاہ آنکھ والے کی ہم نشینی اختیار کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ حسین چہرہ کو آگ کا عذاب دینے سے شرماتا ہے۔
النظر الی الوجہ الجمیل عبادۃ [5]	خوبصورت چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔
ثلاثۃ تزید فی البصر النظر الی الخضرۃ والماء الجاری والوجہ الحسن [6]	تین چیزوں کی طرف دیکھنے سے نگاہ میں تیزی پیدا ہوتی ہے۔ (۱) سبزہ زار (۲) خوبصورت چہرہ (۳) آب رواں۔

اس کے تحت موضوع قرار پانے والی بہت سی حدیثیں ہیں، ان میں دو کیطرف سے زیادہ مدافعت کی جاتی ہے۔

---

[1] ابن قیم المنار المنیف فی الصحیح والضعیف فصل ۱۲۔ [2] ملا علی قاری موضوعات کبیر فصل و نحن ننبہ الخ۔ [3،4] موضوعات کبیر ص ۱۱۴ مطبع محمدی [5،6] ایضاً۔

Marfat.com

(۱) اذا بعثتم الیّ بریدًا فابعثوہ حسن الوجہ والاسم۔[1]

جب میرے پاس کوئی قاصد بھیجو تو اچھے نام اور خوبصورت چہرہ والے کو بھیجو۔

اس میں "عمر بن ارشد" ایک راوی ہے جس کو جمہور نے ضعیف قرار دیا اور ابن حبان نے واضعین حدیث میں شمار کیا ہے غالباً اسی وجہ سے ابن جوزیؒ نے اس حدیث کو موضوعات میں ذکر کیا ہے لیکن امام غزالی نے خوبصورتی سے سڈول جسم اور متناسب اعضاء مراد لئے ہیں، جس کی طرف دیکھنے سے طبیعت ابا نہ کرے، وہ خوبصورتی مراد نہیں ہے جس کو انسان دیکھتا رہے[2]۔

(۲) اطلبوا الخیر عند حسان الوجوہ[2]۔

خوبصورت لوگوں سے خیر و بھلائی (اپنی ضرورت) مانگو۔

بعض روایتوں میں، اطلبوا کی جگہ "ابتغوا" اور "التمسوا" آیا ہے۔ جلال الدین سیوطی وغیرہ بعض محدثین نے اس کو موضوع قرار نہ دینے پر اصرار کیا ہے۔ لیکن ابن عباس کی وضاحت سے بات صاف ہو جاتی ہے۔ جب ان سے کہا گیا کہ:۔

کم من رجل قبیح الوجہ قضاء للحوائج[3]۔

بہت سے بدصورت ضرورتیں پوری کرنے والے ہیں۔

تو انہوں نے جواب دیا:۔

انما یعنی حسن الوجہ عند الطلب[3]۔

مراد طلب کے وقت خندہ روئی سے پیش آنا ہے (نہ کہ خوبصورت چہرہ)

اس وضاحت کے بعد ظاہری خوبصورتی کے موقع پر اس قسم کی حدیثوں کو استعمال کرنا صحیح نہیں ہے۔

---

[1] موضوعات کبیر ص ۱۱۴ مطبع محمدی۔ [2] عبدالفتاح ابوغدہ تعلیق المنار المنیف فصل ۱۲ ص ۱۳۔

[3] موضوعات کبیر ص ۱۱۴۔ [4] العجلونی کشف الخفاء ج ۱ ص ۱۷۶ و تعلیق المنار المنیف فصل ۴۱۔

رسول اللہ ؐ کی طرف منسوب حدیث میں مختلف پیشے اختیار کرنے والوں کی برائی ہو

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب حدیث میں مختلف پیشوں اور ان کے اختیار کرنے والوں کی برائی بیان کی گئی ہو۔

وحدیث ذم الحاکۃ و الاساکفۃ والصواغین اوصنعۃ من الصنائع المباحۃ کذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ لا یذم اللہ و رسولہ الصنائع المباحۃ۔[1]

پارچہ بافوں۔ موچیوں اور سناروں یا مباح دستکاریوں سے کسی دستکاری کی برائی کرنے والی حدیث رسول اللہ ؐ پر جھوٹ ہے۔ اللہ اور اس کا رسول مباح دستکاریوں کی برائی نہیں کرتا۔

اس کے تحت چند موضوع حدیثیں

اس اصول کے تحت درج ذیل قسم کی حدیثیں موضوع قرار پاتی ہیں:۔

اکذب الناس الصباغ۔[2]

رنگریز سب سے زیادہ جھوٹا ہوتا ہے

اذا کان یوم القیٰمۃ نادیٰ منادٍ این خونۃ اللہ فی الارض فیوتیٰ بالنحاسین والصیارفۃ والحاکۃ۔[3]

جب قیامت کے دن پکارنے والا پکارے گا کہ زمین میں اللہ کی خیانت کرنے والے کہاں ہیں تو ٹھٹھیروں صرافوں اور کپڑا بننے والوں کو پیش کیا جائے گا۔

شرار امتی الصانعون و

میری امت کے بدترین لوگ

---

[1] ابن قیم۔ المنار المنیف فصل ۲۳ رکاکۃ ا لخ۔ [2] کنز العمال کتاب البیوع الباب الرابع فی المکاسب المحظورہ۔ الاکمال۔ [3] ایضاً۔

Marfat.com

الصائغون [1]

دستکار اور سنار ہیں۔

ویل للصانع من غد وبعد غد۔ بخلاء امتی الخیاطون [2]

دستکار کے لئے خرابی ہے کل اور کل کے بعد۔ میری امت کے بخیل درزی ہیں۔

یحشر اللہ الخیاط الخائن وعلیہ قمیص ورداء ممّا خاط وخان فیہ [3]

اللہ تعالےٰ خیانت کرنے والے درزی کو اٹھائے گا تو اسکے اوپر وہ کپڑے قمیص اور چادریں ہوں گی جن میں اس نے خیانت کی۔

شرار الناس التجار والزراع [4]

تاجر اور کاشتکار بدترین لوگ ہیں۔

ایسی بہت سی روایتیں ہیں جن میں مختلف پیشوں کی برائی، پیشہ والوں کو سلام کرنے کی ممانعت، ان کی روزی میں برکت نہ ہونے اور ان کی عقل سلب ہو جانے کی خبر اور دوسری خلافِ واقعہ باتوں کا ذکر ہے۔ مثلاً :۔

من ادرك منكم زمانا تطلب فیہ الحاکۃ العلم فالھرب [5]۔

جو شخص تم میں سے ایسا زمانہ پائے جس میں کپڑا بننے والے علم حاصل کریں تو اس سے دور بھاگو۔

لاتتشیروا الحجامین والحاکۃ ولا تسلموا علیھم [6]

سینگی لگانے والوں اور کپڑا بننے والوں سے نہ مشورہ لو اور نہ ان کو سلام کرو۔

---

[1] کنز العمال کتاب البیوع۔ متفرقات المکاسب المحظورۃ [2] محمد طاہر پٹنی تذکرۃ الموضوعات، باب اسبابہ وعقودہ المذمومہ الخ [3] ایضاً باب اسبابہ وعقودہ المذمومہ۔ [4] ایضاً باب اسبابہ، وعقودہ المحمودہ الخ۔ [5] تذکرہ الموضوعات باب اسبابہ وعقودہ المذمومۃ۔

Marfat.com

من اطلع فی طرز حائك خف دماغه و من كلم حائكا بخرفمه و من مشی مع حائك ارتفع رزقهٗ هم الذین بالوا فی الكعبة وسرقوا غزل مریم وعمامة یحیٰی بن زكریّا وسمكة عائشة من التنور واستدلتهم مریم علی الطریق فدلوها علیٰ غیر الطّریق [1]

جو شخص کپڑا بننے والے کے کرگہ میں دیکھے گا اس کا دماغ ہلکا ہو جائے گا اور جو ان سے بات کریگا اس کا منہ گندہ ہو جائے گا اور جو ان کے ساتھ چلے گا اسکا رزق اٹھ جائیگا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کعبہ میں پیشاب کیا تھا۔ حضرت مریم کا سوت اور حضرت یحییٰ کا عمامہ چرایا تھا اور تنور سے حضرت عائشہ رضؓ کی مچھلی چرائی تھی اور حضرت مریم رضؓ نے ان سے راستہ پوچھا تو غلط راستہ بتایا تھا۔

اس حدیث میں معلم کا بھی ذکر ہے :۔

لاتستشیروا الحاكة ولا المعلمین فان الله سلبهم عقولهم ونزع البركة من كسبهم [2]

کپڑا بننے والوں اور معلموں سے مشورہ طلب نہ کرو! اللہ نے ان کی عقلیں سلب کرلی ہیں اور ان کی کمائی سے برکت اٹھالی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب حدیث میں خاندان، قوم اور شہر کی برائی ہو،

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب حدیث میں خاندان، قوم یا شہر کی برائی ہو۔

ابن قیمؒ و ابن جوزیؒ کہتے ہیں :۔

---

[1] تذکرۃ الموضوعات باب النساجۃ وعقودۃ المذمومۃ۔ [2] ایضاً۔

احادیث ذم الحبشة والسودان كلها كذب ومنها احاديث ذم الترك واحاديث ذم الخصيان واحاديث ذم المماليك[1]۔ العلل المتناهية فی الاحاديث الواهية۔ میں شہروں کی فضیلت وبرائی پر ایک مستقل باب ہے۔ جس میں بہت سی موضوع حدیثیں ذکر کی گئی ہیں[2]۔

حبشہ اور سوڈان کی برائی سے متعلق حدیثیں سب جھوٹ ہیں۔ اسی طرح ترک، خصی اور غلاموں کی برائی سے متعلق حدیثیں بھی جھوٹ ہیں۔

اس کے تحت چند موضوع حدیثیں

مذکورہ اصول کے تحت اس قسم کی حدیثیں موضوع قرار پاتی ہیں:۔

الزيدية مجوس هذه الامة ان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشهدوهم

"زیدی" اس امت کے مجوسی ہیں اگر وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر مر جائیں تو ان کے جنازے میں نہ جاؤ۔

زنجی اذا شبع زنی واذا جاع سرق[3]

حبشی جب شکم سیر ہوتا ہے تو زنا کرتا ہے اور جب بھوکا ہوتا ہے تو چوری کرتا ہے۔

اتقوا اليهود والهنود ولو سبعين بطنا[4]

یہودیوں اور ہندوؤں سے بچو اگرچہ ستر پیٹ میں ہوں۔

---

[1] المنار المنیف فصل ۲۴ و ۲۵، موضوعات کبیر فصل ومنہا احادیث ذم الحبشۃ الخ ومنہا احادیث ذم الترک الخ۔ [2] ابن جوزی العلل المتناہیۃ (مخطوط) احادیث فی فصل بلدان وذم بلدان ص ۷۹۔ [3] محمد عبدالرحمن السخاوی۔ المقاصد الحسنۃ۔ حرف الزاء [4] تذکرۃ الموضوعات باب مدح العرب وذمہم الخ۔ [5] ایضاً۔

Marfat.com

يقول (النبطی) قتلة الانبياء واعوان الظلمة فاذا اتخذوا الرباع وشيد واالبنيان فالهرب الهرب[1]۔

رسول اللہ صلعم فرماتے تھے کہ نبطی قوم نبیوں کے قاتل اور ظالموں کے مددگار ہیں۔ جب وہ حویلی بنانے لگیں اور عمارت مضبوط کرنے لگیں تو ان سے بھاگو۔

اربع مدائن من مدن النار فی الدنیا القسطنطینیة والطبریة والطاکیة المحترقة وصنعاء[2]۔ لوعلم اللہ فی الخصیان خیرًا لاخرج من اصلابھم ذریة یعبدون اللہ[3]۔

چار شہر دوزخ کے شہروں میں سے ہیں (۱) قسطنطنیہ (۲) طبریہ (۳) جلا ہوا انطاکیہ اور (۴) صنعاء اگر اللہ تعالیٰ اخصی (ہیجڑا) میں خیر و بھلائی جانتا تو ان کی پشت سے ایسی اولاد نکالتا جو اللہ کی عبادت کرتے۔

شرالمال فی اٰخرالزمان المماليك[4]۔

آخر زمانہ میں بدترین مال غلام ہونگے۔

رسول اللہ صلعم کی طرف منسوب حدیث میں بے ڈھنگی اور اوٹ پٹانگ باتیں پائی جائیں

(۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف منسوب حدیث میں بے ڈھنگی اور اوٹ پٹانگ باتیں پائی جائیں جو رسول اللہ صلعم کی شان سے بعید ہوں۔

اشتماله علی امثال هذه المجازفات التی لایقول مثلها رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم[5]۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ایسی بیڈھنگی باتوں پر مشتمل ہو جو آپ صلعم کی زبان سے نہیں نکل سکتی ہیں۔

---

[1] جلال الدین السیوطی، اللآلی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة، باب بقیة المناقب [2] ایضاً مناقب البلدان والایام [3،4] المنار المنیف فصل ۲۵ و موضوعات کبیر ص ۱۲۳ مطبع محمدی۔ [5] المنار المنیف فصل ۶ و موضوعات کبیر ص ۱۱۰ مطبع محمدی۔

عربی کا محاورہ ہے "جازف فی کلامہ" یعنی:۔

تکلم من غیر قانون وبدون تبصر[1]ہ — قاعدہ قانون اور سمجھ بوجھ کا لحاظ کئے بغیر بات کہدی۔

اس کے تحت چند موضوع حدیثیں

اس اصول کے تحت درج ذیل قسم کی روایتیں موضوع ہیں:۔

من قال لا إلٰہ إلا اللہ خلق اللہ من تلك الكلمة طائرًا له سبعون الف لسان لكل لسان سبعون الف لغة يستغفرون اللہ[2]ہ

جس شخص نے لاالٰہ الااللہ کہا اللہ تعالیٰ اس کلمہ سے ایک پرندہ پیدا کریگا جس کے ستر ہزار زبانیں ہونگی ہر زبان کی ستر ہزار لغات ہوں گی اور وہ استغفار کریں گی۔

یا مثلاً جس شخص نے فلاں کام کیا اس کے لئے ستر ہزار شہر ہوں گے، ہر شہر میں ستر ہزار محل ہوں گے اور ہر محل میں ستر ہزار حوریں ہوں گی[3]ہ

من ترك الصلوٰة حتىٰ مضى وقتها ثم قضىٰ عذب فى النار حقبا والحقب ثمانون سنة والسنة ثلثمائة و ستون يوما كل يوم كان مقداره الف سنة[4]ہ

جس شخص نے نماز چھوڑ دی، یہاں تک کہ اس کا وقت گزر گیا، پھر قضا کی تو اس کو ایک "حقب" آگ کا عذاب دیا جائے گا، "حقب" اسّی سال کا ہوتا ہے اور ہر سال تین سو ساٹھ دن کا ہوتا ہے اور (قیامت کے) ہر دن کی مقدار ایک ہزار سال کی ہے۔

---

[1]ہ المنجد۔ [2،3]ہ موضوعات کبیر ص ۱۱۰ [4]ہ مجالس الابرار المجلس الحادی والخمسون۔

اس لحاظ سے دوکر وڑا ٹھاسی لاکھ سال کی سزا صرف ایک وقت کی نماز چھوڑ دینے سے ہوئی وہ بھی جس کی قضا پڑھ لی گئی ہو۔

رکعتان من العاقل افضل من سبعین رکعة من الجاهل ولو قلت سبعمائة رکعة لکان صوابا۔[1]	عاقل کی دو رکعتیں جاہل کی ستر رکعتوں سے افضل ہیں اور اگر میں سات سو کہہ دوں تو وہ بھی درست ہے۔
اعتبروا عقل الرجل فی طول لحیته ونقش خاتمه وکنیته۔[2]	ڈاڑھی کی لمبائی، انگوٹھی کے نقش اور کنیت سے آدمی کی عقل کا اندازہ کرو۔
من شم الورد ولم یصل علیّ فقد جفانی۔[3]	جس شخص نے گلاب کا پھول سونگھا اور میرے اوپر درود نہیں بھیجا اس نے میرے اوپر ظلم کیا۔
من قال فی کل یوم ثلاث مرات صلوات الله علیٰ آدم غفر الله له الذنوب وان کانت اکثر من زبد البحر وکان فی الجنة رفیق آدم۔[4]	جس نے ہر دن تین مرتبہ صلوات اللہ علیٰ آدم کہا تو اللہ اس کے گناہوں کو بخش دے گا اگرچہ وہ گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں اور جنت میں وہ آدم کا رفیق ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ کیطرف منسوب حدیث میں لغویت اور تمسخر اور کم عقلی وبے وقوفی کی بات پائی جائے

جس حدیث میں ایسی لغویت وتمسخر اور کم عقلی وبے وقوفی کی بات پائی جائے جس سے ذمہ دار لوگ پرہیز کرتے ہیں:۔

سماجة الحدیث وکونه	حدیث میں لغویت اور ایسی بات

---

[1] تذکرة الموضوعات باب العقل والبلاده الخ۔ [2] ایضاً باب فضل الصلوٰة وکتابتها۔

مما یسخر منہ[1] ہو کہ جس سے تمسخر کیا جاتا ہے۔

اس کے تحت چند موضوع حدیثیں

اس اصول کے تحت درج ذیل قسم کی حدیثیں موضوع قرار پاتی ہیں :۔

لوکان الارز رجلا لکان حلیما	اگر چاول مرد ہوتا تو وہ بردبار ہوتا۔
ما اکلہ جائع الا اشبعہ[2]	جو بھوکا بھی اسکو کھاتا شکم سیر ہو جاتا۔
فضل دھن البنفسج علی الادھان کفضل اھل البیت علی سائر الخلق[3]	بنفشہ کے تیل کی فضیلت اور تیلوں پر ایسی ہے جیسی اہلبیت کی فضیلت تمام مخلوق پر ہے۔
نقطۃ من دواۃ عالم احب الی اللہ من عرق مائۃ اثواب شہید[4]	عالم کی دوات کا ایک نقطہ اللہ کو شہید کے سو کپڑوں کے پسینہ سے زیادہ محبوب ہے۔
لاتقولوا قوس قزح فان القزح ھو الشیطان لکن قولوا قوس اللہ فھو امان لاھل الارض من الغرق[5]	قوس قزح نہ کہو کیوں کہ قزح شیطان ہے۔ قوس اللہ کہو کیونکہ اس کے ذریعہ غرق سے اہل زمین کی حفاظت ہوتی ہے۔
لاتضربوا اولادکم علی بکائھم فبکاء الصبی اربعۃ اشھر شھادۃ ان لا الہ الا اللہ واربعۃ	اپنی اولاد کو رونے پر نہ مارو، چار مہینے تک بچہ کے رونے میں لا الہ الا اللہ کی شہادت ہوتی ہے اور چار مہینے

---

[1] المنار المنیف فصل ۸ موضوعات کبیر ص ۱۱۱ ۔ [2] تذکرۃ الموضوعات باب المحبوب من العدس [3] المنار المنیف فصل ۸۔ [4] تذکرۃ الموضوعات باب فی من ادعی الصحبۃ [5] محمد بن شوکانی ۔ الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ ۔ خاتمہ فی احادیث متفرقہ ۔

اشهر الصّلوٰة علیٰ محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم اربعة اشهر دعاء لوالدیہ[1]

تک وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے اور چار مہینے تک والدین کے لئے دعا کرتا ہے۔

انّ لابراهیم الخلیل وابی بکر الصدیق لحیة فی الجنة[2]

جنّت میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور ابوبکر صدیق کی ڈاڑھی ہو گی۔

نباتت الشعر فی الانف امان من الجذام[3]

ناک میں بال اگنا جذام سے امن کی علامت ہے۔

انه صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان اذا بلغه عن احد من اصحابه شدة عبادة یسأل کیف عقله فان قالوا حسن قال ارجوه و اذا قالوا غیر ذلك قال لو یبلغ صاحبك حیث تظنون[4]

رسول اللہ ﷺ کو جب آپ ﷺ کے صحابیوں میں سے کسی کے بارے میں معلوم ہوتا کہ وہ بہت عبادت کرتا ہے تو اس کی عقل کے بارے میں معلوم کرتے اگر کہا جاتا کہ عقل ٹھیک ہے تو فرماتے کہ میں خیر کی امید کرتا ہوں اور اگر کہا جاتا کہ ٹھیک نہیں ہے تو فرماتے کہ کاش تمہارا ساتھی تمہارے گمان کے مطابق ہو جائے۔

ان للقلب فرحة اکل اللحم[5]

گوشت کھانے کے وقت قلب کو فرحت ہوتی ہے۔

---

[1] محمد بن شوکانی: الفوائد المجموعة فی الاحادیث الموضوعة۔ خاتمہ فی احادیث متفرقہ [2] علامہ سخاوی المقاصد الحسنة حرف الہمزة [3] محمد بن شوکانی الفوائد المجموعة فی الاحادیث الموضوعة خاتمہ فی ذکر احادیث متفرقہ [4] ایضاً [5] المنار المنیف فصل ۸۔

Marfat.com

ذرۃ من اعمال الباطن خیر من الجبال الرواسی من اعمال الظاھر[1]	باطنی اعمال کا ایک ذرہ ظاہری اعمال کے اونچے اور مضبوط پہاڑ سے بہتر ہے۔
علیکم بالملح فانہ شفاء من کل داءٍ[2]	نمک ضرور کھاؤ اس میں ہر بیماری کی شفاء ہے۔

مذکورہ مجازفات (بے ڈھنگاپن) اور سماعت (لغویت) کے تحت یہ بھی آتا ہے کہ:۔

رسُول اللہؐ کی پیدائش کے واقعہ میں شانِ نبوّت پر حرف آئے اور معیار نبوت برقرار نہ رہے

(۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے واقعہ کی تشریح اس انداز سے ہو کہ نبوت پر حرف آئے اور معیار نبوت برقرار نہ رہے جیسا کہ حضرت آمنہ سے منقول ہے:۔

"جس وقت میں حاملہ ہوئی تو پیدائش کے وقت تک میں کسی قسم کی تکلیف (جو دوسری عورتوں کو ہوتی ہے) میں مبتلا نہیں ہوئی۔"

"پیدائش کے بعد آپ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور آپ کے ساتھ ایک نور نکلا جس نے مشرق و مغرب کو روشن کر دیا۔ میں نے اس کے ذریعہ شام کے محلات دیکھے یہاں تک کہ بصری میں اونٹوں کو سر اٹھائے ہوئے دیکھا[3]۔"

"مجھے بشارت دی گئی کہ تو خیر العٰلمین کے ساتھ حاملہ ہے اور پیدائش کے بعد اس کا نام محمد رکھنا۔"

"مجھے سفید شربت پیش کیا گیا جو شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔"

---

[1] تذکرۃ الموضوعات باب خرقۃ الصوفیۃ الخ۔ [2] المنار المنیف فصل ۸۔ [3] ابن عساکر الشافعی تاریخ ابن عساکر باب ذکر مولد النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

Marfat.com

"پرندوں کے ایک جھنڈ نے میرے حجرے کو ڈھک لیا جس کی "زمرد" کی چونچ تھی اور "یاقوت" کے پَر تھے، پھر ایک سفید بادل آیا اور ندا آئی کہ اس کو مشرق و مغرب کی سیر کرادو تاکہ سب لوگ پہچان لیں"۔

"پیدائش کے وقت ایوان کسریٰ کے ۱۴ کنگرے گر گئے، آتش فارس بجھ گئی جو ایک ہزار سال سے نہ بجھی تھی اور بحیرۂ طبریہ خشک ہوگیا وغیرہ"[1]

اس قسم کی روایتیں تاریخ وسیر کی کتابوں میں ملتی ہیں مگر حدیث کی مستند کتابوں میں ان کا ذکر نہیں ہے اور یہ مسلّم ہے کہ تاریخ وسیر کی کتابوں میں داخلی نقدِ حدیث کے اصول بالعموم نظر انداز کر دیئے گئے ہیں، پھر رسول اللہؐ کی پیدائش کے وقت کوئی صحابی موجود نہیں تھا جس کی روایت قابل قبول ہو۔ ایسی حالت میں یہ روایتیں یا عوامی شہرت کی بنا پر ہونگی، یا رسول اللہؐ نے خود اس کی وضاحت فرمائی ہوگی۔ اگر ان واقعات کی شہرت اس طرح ہوتی جیسی ان روایتوں سے ظاہر ہوتی ہے تو بعد میں رسول اللہؐ کو تبلیغ رسالت میں جس قدر دشواریاں پیش آئیں وہ نہ پیش آتیں، اور ہر شخص ان واقعات کی شہرت کی بنا پر ایمان لانے پر مجبور ہوتا اور اگر رسول اللہؐ نے بہ نفس نفیس ان کی وضاحت فرمائی ہوتی تو اتنے اہم واقعات کا تذکرہ حدیث کے مستند ذخیروں میں ضرور ہوتا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ آپؐ کی پیدائش کے وقت کے ان دلائلِ نبوت کو محدثین نظر انداز کر دیتے۔

پھر تاریخ وسیر کی کتابوں میں ان واقعات کا جس انداز سے ذکر ہے ایک معمولی آدمی بھی اپنی پیدائش کے واقعات اس طرح بیان کرنا پسند نہیں کرتا۔

---

[1] محمد بن عبدالباقی الزرقانی، شرح المواہب اللدنیہ ج ۱، المقصد الاول باب فی تشریف اللہ تعالیٰ لہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

چہ جائے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جن کی ذات اس سے ارفع واعلیٰ تھی۔

رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث کلامِ انبیاء کے مشابہ نہ ہو۔

(۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب حدیث کلام انبیاء کے مشابہ نہ ہو، چہ جائیکہ رسول اللہؐ کا کلام جس کو مختلف وجوہ سے فوقیت حاصل ہے۔

ان یکون کلامہ لا یشبہ کلام	آپ کی طرف منسوب کلام نبیوں
الانبیاء فضلاعن کلام رسول	کے کلام کے مشابہ نہ ہو چہ جائیکہ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[1]	رسولؐ کا کلام،

آدمؑ کے قبولِ توبہ کا ایک موضوع واقعہ

مثلاً آدمؑ کے قبولِ توبہ کا واقعہ:۔

لما اقترف آدم الخطیئۃ	جب حضرت آدمؑ سے غلطی سرزد
قال یا ربّ اسألك بحق	ہوگئی تو انہوں نے عرض کیا کہ اللہ میں
محمد لما غفرت لی قال	آپ کو محمد کا واسطہ دیتا ہوں کہ
وکیف عرفت محمدًا قال	آپ میری خطا معاف فرمادیں، اللہ نے
لانك خلقتنی بیدك و	فرمایا کہ تم نے محمدؐ کو کیسے جانا، حضرت آدمؑ
نفخت فیّ من روحك رفعت	نے جواب دیا کہ جب آپ نے مجھکو پیدا کیا
رأسی فرأیت علیٰ قوائم	اور مجھ میں اپنی روح سے کچھ پھونکدیا تو میں
العرش مکتوبًا لا الٰہ الا	نے سر اٹھا کر عرش کے پایوں پر نظر ڈالی
اللہ محمد رّسول اللہ فعلمت	تو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا
انّك لم تضف الیٰ اسمك	اس سے میں نے سمجھ لیا کہ آپ نے اپنے نام
الا احب الخلق الیك	کیساتھ جس کا نام شامل کیا ہے وہ
قال صدقت یا آدم ولولا	یقیناً آپ کو سب سے زیادہ محبوب

---

[1] المنار المنیف فصل ۱۳ و موضوعات کبیر ص ۱۱۴

Marfat.com

محمد ما خلقتك [1]

ہوگا، اللہ نے فرمایا، آدم تم نے سچ کہا، اگر محمدؐ نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔

حاکم نے اس حدیث کو "صحیح" قرار دیا ہے لیکن اس میں عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم راوی بالاتفاق ضعیف ہے۔ غالباً اسی بنا پر ابن تیمیہؒ نے حدیث نقل کرنے کے بعد کہا ہے:۔

واما تصحیح الحاکم مثل	حاکم کے اس قسم کی حدیثوں کو صحیح
هذا الحدیث وامثاله فهذا	کہنے پر ائمہ حدیث نے نکیر کی ہے
ممّا انکر علیه ائمة العلم	اور کہا ہے کہ حاکم بہت سی ایسی
بالحدیث فقالوا ان الحاکم	حدیثوں کو صحیح کہتے ہیں جو ماہرینِ
یصحح احادیث وهی موضوعة مکذوبة	حدیث کے نزدیک موضوع اور
عند اهل المعرفة بالحدیث [2]	جھوٹی ہوتی ہیں۔

اسی طرح حضرت آدمؑ کے رونے سے متعلق روایتیں کہ تمام آدمیوں کا رونا جمع کیا جائے تو بھی اس کے برابر نہیں ہو سکتا یا ان کے آنسوؤں کو اولادِ آدم کے آنسوؤں سے وزن کیا جائے تو آدمؑ کے آنسو کا پلہ جھک جائے وغیرہ۔

عرشِ معلیٰ پر جانے کی روایت موضوع ہے

یا معراج کے واقعہ میں یہ حدیث کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کو تشریف لے گئے اور عرشِ معلیٰ تک پہنچے تو آپؐ نے نعلین مبارک اتارنے کا ارادہ کیا (جیسا کہ حضرت آدم موسیٰ علیہ السلام وادی مقدس

---

[1] حاکم، مستدرک باب استغفار آدم علیہ السلام بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ [2] ابن تیمیہ، کتاب التوسل۔ سوال آدمؑ بحق محمدؐ۔

Marfat.com

طوبیٰ میں اتارے تھے) تو ندا آئی:۔

یا محمد لا تخلع نعلیك	اے محمد! آپ نعلین نہ اتاریئے عرش
فان العرش یتشرف بقدومك	آپ کے نعلین پہن کر آنے سے شرف
متنعلا [1]	حاصل کرے گا۔

احمد مغربی مالکی نے اپنی کتاب "فتح المتعال فی مدح خیر النعال" میں اس پورے قصہ کو موضوع قرار دیا ہے، کیونکہ معراج کی کسی مستند روایت سے نہ عرش پر جانا ثابت ہے اور نہ جوتا پہن کر تشریف لے جانا۔ [2]

علم وحسن سے متعلق بعض موضوع روایتیں

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم وحسن سے متعلق بعض روایتیں کہ آپ کو پیدائش ہی کے وقت سے پورے قرآن کا علم تھا حضرت جبریلؑ کے جواب میں آپ کے "مَا اَنَا بِقَارِیءٍ" (میں پڑھا ہوا نہیں ہوں) فرمانے کا مطلب یہ تھا:۔

لا اقرأ بامرك فانی عالم	میں آپ کے حکم سے نہ پڑھوں گا
به وقارئ من قبل [3]	کیوں کہ میں پہلے ہی سے عالم و
	قاری ہوں۔

اسی طرح یہ واقعہ کہ

انه فی لیلة من اللیالی سقطت	ایک رات حضرت عائشہؓ کے ہاتھ
من ید عائشة ابرتها فقعدت	سے سوئی گر گئی اور تلاش کرنے کے
فالتمستها ولم تجد فضحك النبی	باوجود نہ مل سکی، اس پر رسول اللہؐ

---

[1] مولانا عبدالحی لکھنوی۔ الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ ص ۲۶۷۔ [2] الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعہ ص ۲۲۷ [3] ایضاً ص ۲۶۹۔

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم وخرجت لمعۃ اسنانہ فاضاءت الحجرۃ ورأت عائشۃ بذالک الضوء ابرتھا۔[1]

کو ہنسی آئی اور آپؐ کے دانتوں کی چمک سے حجرہ اتنا روشن ہوگیا کہ سوئی مل گئی۔

اس قسم کی اور روایتیں بھی ہیں جن کو واعظ اور میلاد خواں بیان کرتے ہیں، اگرچہ ان کا تذکرہ تاریخ وسیر کی کتابوں میں ہے لیکن روایۃً ودرایۃً وہ موضوع ہیں۔[2]

خرقۂ صوفیہ کی نسبت رسول اللہؐ کی طرف صحیح نہیں ہے،

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خرقۂ صوفیہ کی نسبت ہو۔ محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی کہتے ہیں:۔

انہ لیس فی شیئ من طرقھا ما یثبت ولم یرو فی خبر صحیح ولا حسن ولا ضعیف ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم البس الخرقۃ علی الصّور المتعارفۃ بین الصّوفیۃ لاحد من اصحابہ ولا امر احدا من اصحابہ یفعل ذلک و کل مایروی فی ذلک صریحا فباطل۔[3]

صوفیہ میں خرقہ پہنانے کی جو صورتیں متعارف ہیں ان کے مطابق رسول اللہؐ کا کسی صحابی کو خرقہ پہنانا، ان کو ایسا کرنے کا حکم دینا کسی صحیح، حسن اور ضعیف روایت سے ثابت نہیں ہے۔ جو کچھ اس سلسلہ میں روایت کیا جاتا ہے وہ سب صراحۃً باطل ہے۔

حضرت علیؓ کا حضرت حسن بصریؒ کو خرقہ پہنانا ثابت نہیں ہے

اسی طرح حضرت علیؓ کا حضرت حسن بصریؒ کو خرقہ پہنانا بھی ثابت نہیں ہے:

فان ائمۃ الحدیث لم یثبتوا للحسن من علیؓ سماعا فضلا عن

ائمۂ حدیث کے نزدیک حضرت علیؓ سے حضرت حسن بصری کا سماع

---

[1] الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ ص ۲۷۵ [2] ایضاً۔ [3] محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی المقاصد الحسنۃ۔

Marfat.com

ان یلبسہ[1] (ملاقات) بھی ثابت نہیں ہے خرقہ پہنانا تو دور کی بات ہے۔

فقراء صوفیہ سے متعلق بعض موضوع روایتیں

اسی طرح فقراء صوفیاء سے متعلق یہ حدیثیں بھی موضوع ہیں:۔

حضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجلسا للفقراء ورقص حتی شق قمیصہ[2] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقراء کی مجلس میں تشریف لے گئے اور رقص کیا یہاں تک کہ اپنی قمیض پھاڑ ڈالی۔

اتخذوا مع الفقراء ایادی فان لھم دولۃ یوم القیٰمۃ[3] فقراء کے ساتھ احسان کرو، قیامت کے دن ان کے پاس دولت ہوگی۔

من اکل مع مغفور لہ، غفر لہ[4] جس شخص نے اس کے ساتھ کھایا جس کی مغفرت کی گئی تو اسکی بھی مغفرت کردی جائے گی۔

من سرہ ان یجلس مع اللہ فلیجلس مع اھل الصوف۔[5] جو شخص اللہ کے ساتھ بیٹھنا پسند کرتا ہے اسکو صوفیوں کے ساتھ بیٹھنا چاہیئے۔

رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث فی نفسہٖ باطل ہو

(۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب حدیث ایسی کھلی ہوئی باطل ہو کہ اس کا بطلان خود دلالت کرتا ہو کہ یہ اللہ کے رسولؐ کا کلام نہیں ہوسکتا۔

---

[1] محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی: المقاصد الحسنہ۔ [2،3،4] المنار المنیف فصل ۴۹۔

[5] تذکرۃ الموضوعات باب اللباس الخ۔

Marfat.com

ان یکون الحدیث باطلا فی نفسه فیدل بطلانه علی انه لیس من کلام الرسول صلی اللہ علیه وسلم[1]

حدیث فی نفسہ ایسی باطل ہو جس کا بطلان دلالت کرتا ہو کہ یہ رسول اللہ کا کلام نہیں ہو سکتا۔

اس اصول کے تحت چند موضوع حدیثیں

اس اصول کے تحت درج ذیل قسم کی حدیثیں موضوع قرار پاتی ہیں:۔

ابغض الکلام الی اللہ تعالٰی الفارسیة وکلام الشیطٰن الخوزیة وکلام اهل النار النجاریة[2]

اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ کلام فارسی ہے اور شیطان کا کلام خوزیوں (ایک قبیلہ) کا کلام ہے اور دوزخیوں کا کلام، نجاریوں کا کلام ہے۔

ان اللہ تعالٰی اذا رضی انزل الوحی بالعربیة واذا غضب انزل الوحی بالفارسیة[3]

اللہ جب خوش ہوتا ہے تو عربی زبان میں وحی اتارتا ہے اور جب ناراض ہوتا ہے تو فارسی زبان میں وحی اتارتا ہے۔

من تکلم بالفارسیة زادت فی خسته ونقصت من مروءته[4]

جو فارسی زبان میں گفتگو کرتا ہے اس کی دنارت میں اضافہ ہوتا ہے اور اسکی شرافت میں کمی آجاتی ہے۔

ست خصال تورث النسیان اکل سور الفار والقاء القمل فی النار وهی حیة والبول فی الماء الراکد وقطع القطار

چھ چیزیں نسیان پیدا کرتی ہیں (۱) چوہے کا جھوٹا کھانا (۲) آگ میں زندہ جوں ڈالنا (۳) ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا (۴) اونٹ کی قطار کے

---

[1] ملا علی قاری موضوعات کبیر ص ۱۱۳ وابن قیم المنار المنیف فصل ۱۱۱ [2] تا [4] محمد طاہر پٹنی: تذکرہ الوضوعات باب مدح العرب ولغتہم۔

Marfat.com

ومضغ العلك واكل التفاح الحامض۔[1]

درمیان سے نکلنا (۵) گوند چبانا۔ (۶) کھٹا سیب کھانا۔

الحجامہ علی القفا تورث النسیان۔[2]

گدی پر پچھنا لگانا نسیان پیدا کرتا ہے۔

یاحمیرآلا تغتسلی بالماء الشمس فانہ یورث البرص۔[3]

اے عائشہ رضؓ سورج سے گرم پانی سے غسل نہ کیا کرو اس سے برص پیدا ہوتا ہے۔

الیت علی نفسی ان لا یدخل النار من اسمہ احمد او محمد۔[4]

میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہوگا وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔

من ولد لہ مولود فسماہ محمدا تبرکا بہ کان ھو والوالد فی الجنۃ۔[5]

جس شخص کے لڑکا پیدا ہوا اور اس نے برکت حاصل کرنے کے لئے اس کا نام محمدؐ رکھا تو لڑکا اور باپ دونوں جنت میں جائیں گے۔

ما من مسلم دنا من زوجتہ وھو ینوی ان حبلت منہ ان یسمیہ محمدا الا رزقہ ولدا ذکرا۔[6]

جو مسلمان اپنی بیوی کے پاس اس نیت سے گیا کہ اس سے جو حمل ہوگا اس کا نام محمد رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو لڑکا عطا کرے گا۔

ما من عبد یبکی یوم قتل

اللہ کا جو بندہ شہادت حسین کے

---

[1] العجلونی کشف الخفاء ص ۴۴۷ والمنار المنیف فصل ۱۱ [2] ملا علی قاری: موضوعات کبیر ص ۱۱۳

[3] ملا علی قاری: موضوعات کبیر ص ۱۱۳ [4] ایضاً [5] ایضاً۔ [6] ایضاً۔

حسین الاکان یوم القیٰمۃ مع اولی العزم من الرُّسل[1]
لواحسن احدکم ظنہ بحجر لنفعہ[2]

دن روئے گا قیامت کے دن اس کا حشر اولوالعزم رسولوں کے ساتھ ہوگا۔ تم میں سے جو شخص پتھر کے ساتھ بھی حسن ظن رکھے گا۔ تو وہ اس کو نفع دے گا۔

رسُول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث محسوس، عام مشاہدہ اور عادت کے خلاف ہو

(۱۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب حدیث محسوس عام مشاہدہ اور عادت کے خلاف ہو، ابوالحسن علی ابن محمد کتانی کہتے ہیں :۔

ویلتحق بہ ما یدفعہ الحس والمشاھدۃ او العادۃ[3]

رکاکت میں وہ حدیثیں بھی آتی ہیں جو حس، مشاہدہ اور عادت کے خلاف ہوں۔

علامہ سخاویؒ کہتے ہیں :۔

او یکون ما یدفع الحسّ والمشاھدۃ[4]

یا ایسی حدیثیں ہوں جن کو حس اور مشاہدہ قبول نہ کرے۔

اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں

اس اصول کے تحت درج ذیل قسم کی حدیثیں موضوع قرار پاتی ہیں :۔

السواک یزید الرّجل فصاحۃ۔[5]

مسواک سے فصاحت میں زیادتی ہوتی ہے۔

---

[1] تذکرۃ الموضوعات من ادعیٰ الصحبۃ کذبا۔ [2] المنار المنیف فصل ۴۹۔ [3] ابوالحسن علی کتانی: تنزیہ الشریعۃ المرفوعہ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ فصل فی امارات الموضوع الخ۔ [4] فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث الموضوع۔ [5] محمد طاہر پٹنی: تذکرۃ الموضوعات باب خصال الوضوء الخ۔

Marfat.com

اذا عطس الرجل عند الحديث فهو صدق [1]	جب بات کے وقت آدمی چھینکے تو وہ سچا ہے۔
من قارف ذنبا فارقه عقل لم يعد اليه [2]	جو شخص کسی گناہ کا مرکب ہوتا ہے تو اس کی عقل اس سے جدا ہو جاتی ہے۔ پھر نہیں لوٹتی ہے۔

ایک شخص نے اولاد کم ہونے کی شکایت کی تو رسول اللہؐ نے اس کو پیاز اور انڈا کھانے کا حکم دیا۔ اس نے پوچھا کس کے انڈے کھائے جائیں، آپؐ نے جواب میں فرمایا:۔

كل بيض ولو بيض النمل [3]	ہر انڈا خواہ چیونٹیوں کا ہی کیوں نہ ہو۔
النطفة التي تخلق منها الولد ترعد لها الاعضاء و العروق كلها اذا اخرجت ووقعت في الرحم [4]	جس نطفہ سے لڑکا پیدا ہوتا ہے جب وہ نکل کر رحم میں گرتا ہے تو تمام اعضاء اور عروق میں کپکپی پیدا ہو جاتی ہے۔
ان يمن المراة تبكيرها بالانثى [5]	عورت کی برکت پہلے لڑکی جننا ہے۔
اشربوا على الطعام تشتبعوا [6]	کھانے پر پانی پی لیا کرو، سیراب ہو جاؤ گے۔
لا يفعلن احدكم امرًا حتى	تم میں سے کوئی شخص کوئی کام مشورہ

---

[1] موضوعات کبیر فصل ونحن ننبہ الخ۔ [2] تذکرہ الموضوعات باب خصال الوضو را لخ۔
[3] ایضاً فصل السعی فی الاولاد [4] تذکرۃ الموضوعات فصل السعی فی الاولاد [5] موضوعات کبیر ص ۱۱۔ [6] ایضاً۔

Marfat.com

یستشیر فان لم یجد من یستشیرہ فیستشیر امرأۃ ثم یخالفھا فان فی خلافھا البرکۃ[1]	کئے بغیر نہ کرے، اگر مشورہ دینے والا نہ ملے تو عورت سے مشورہ کرے پھر اس کے خلاف کرے، کیوں کہ عورت کے خلاف کرنے میں برکت ہے۔
شرارکم عوازبکم[2]	تم میں بدترین غیر شادی شدہ لوگ ہیں۔
رکعتان فی المتزوج افضل من سبعین رکعۃ من الاعزب[3]	شادی شدہ کی دو رکعتیں غیر شادی شدہ کی ستر رکعتوں سے افضل ہیں۔

اسی طرح غیر شادی شدہ لوگوں کی فضیلت سے متعلق جس قدر حدیثیں ہیں سب موضوع ہیں[4]۔

رسول اللہ ؐ کیطرف منسوب حدیث عقل عام کے خلاف ہو

(۱۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف منسوب حدیث عقل عام کے خلاف ہو یعنی فرد واحد یا کسی خاص طبقہ کی عقل کے خلاف نہیں، بلکہ عام طور پر لوگ اس کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔

ابن جوزیؒ کہتے ہیں :-

کل حدیث رأیتہ یخالف المعقول	ہر وہ حدیث جس کو تم معقول (عقل) کے مخالف .....
فاعلم انہ موضوع فلا	دیکھو تو سمجھ لو کہ وہ موضوع ہے،

---

[1] تذکرۃ الموضوعات باب تادیب النساء الخ۔ [2] [3] ایضاً فضل النکاح الخ۔ [4] المنار المنیف ۴۲۔

Marfat.com

تتکلّف اعتبارہ [1] — اس کا اعتبار نہ کیا جائے گا۔

مختلف محدثین نے ابن جوزیؒ ہی کے حوالے سے یہ اصول نقل کیا ہے۔

علامہ سخاوی اس کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں :۔

ای لا تعتبر رواتہ ولاتنظر فی جرحھم [2] — یعنی ایسی حدیث کے راویوں کا نہ اعتبار ہوگا اور نہ ان کی جرح میں نظر کی جائے گی (اس کے بغیر ہی وہ رد ہو جائے گی)۔

اس کی مزید وضاحت ابن جوزی کی اس عبارت سے ہوتی ہے :۔

الا ترٰی انہ لو اجتمع خلق من الثقات فاخبروا ان الجمل قد دخل فی سم الخیاط لما نفعتنا ثقتھم ولا اثرت فی خبرھم لانھم اخبروا المستحیل [3] — کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ اگر ثقہ لوگوں کی ایک پوری جماعت خبر دے کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل ہو گیا تو نہ ان کی ثقاہت ہمیں نفع دے گی اور نہ ان کی خبر ہی اثر کریگی کیوں کہ انہوں نے امر محال کی خبر دی ہے۔

اس اصول کے تحت وہ حدیثیں موضوع قرار پائیں گی جو عقل کی عمومی سطح کے خلاف ہوں۔ خصوصی سطح کا نہ کوئی معیار ہے اور نہ اس کی بنیاد پر حدیث کے بارے میں فیصلہ ممکن ہے۔ چنانچہ :۔

---

[1] عبدالرحمٰن بن علی بن جوزی، کتاب الموضوعات، کتاب التوحید باب فی اللہ عزوجل قدیم۔ [2] فتح المغیث۔ الموضوع۔ [3] ابن جوزی۔ کتاب الموضوعات، کتاب التوحید۔

Marfat.com

ان یکون الحدیث مخالفا لبدیہیات العقول من غیر ان یمکن تاویلہ۔[1]

حدیث عقل کی بدیہیات کے خلاف ہو جس کی تاویل ممکن نہ ہو۔

اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں

اس اصول کے تحت درج ذیل قسم کی حدیثیں موضوع ہوں گی۔

ان سفینۃ نوح طافت بالبیت سبعا وصلت عند المقام رکعتین۔[2]

حضرت نوحؑ کی کشتی نے بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی۔

طول اللحیۃ دلیل قلۃ العقل۔[3]

ڈاڑھی کی درازی کم عقلی کی دلیل ہے۔

ان الورد خلق من عرق النبی صلی اللہ علیہ وسلم اومن عرق البراق۔[4]

گلاب کا پھول رسول اللہ ﷺ یا براق کے پسینہ سے پیدا کیا گیا۔

الورد الابیض خلق من عرقی لیلۃ المعراج والورد الاحمر خلق من عرق جبریل و الورد الاصفر من عرق البراق۔[5]

سفید گلاب معراج کی رات میں میرے پسینہ سے پیدا کیا گیا، سرخ گلاب جبریلؑ کے پسینہ سے اور زرد گلاب براق کے پسینہ سے پیدا کیا گیا۔

---

[1] مصطفیٰ سباعی۔ السنۃ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی۔ علامات الوضع فی المتن [2] المقاصد الحسنۃ حرف الطاء۔ [3] ایضاً حرف الہمزہ۔ [4] المنار المنیف فصل ۸۔

Marfat.com

الجوز دواء والجبن داء فاذا صار فی الجوز صار شفاء[1]	اخروٹ دوا ہے پنیر بیماری ہے۔ جب وہ اخروٹ میں جاتا ہے تو شفا بن جاتا ہے۔
من لم یکن لہ، مال یتصدق بہ فلیلعن الیہود والنصٰریٰ[2]	جس شخص کے پاس مال خیرات کرنے کے لئے نہ ہو تو اس کو یہود و نصاریٰ پر لعنت کرنی چاہیئے۔
من اخذ لقمۃ او کسرۃ من مجری الغائط او البول فاماط عنھا الاذی وغسلھا غسلا نقیا ثم اکلھا لم یستقر فی بطنہ حتٰی یغفر لہ[3]۔	جس شخص نے ایک لقمہ یا ٹکڑا پائخانہ پا پیشاب کی نالی سے اٹھایا اور اس سے گندگی دور کر کے خوب دھویا پھر کھا لیا تو پیٹ میں جانے کے ساتھ ہی اس کی مغفرت ہو جائے گی۔
لا تقطعوا اللحم بالسکین فان ذلک من صنیع الاعاجم[4]۔	گوشت کو چھری سے نہ کاٹو کہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے۔
من طول شاربہ فی الدنیا طول اللہ ندامتہ یوم القیٰمۃ وسلط علیہ بکل شعرۃ علی شاربہ سبعین شیطانًا فان مات علی ذلک الحال	جس شخص نے دنیا میں اپنی مونچھیں بڑھائیں، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی ندامت کو بڑھائے گا اور مونچھوں کے ہر بال پر ستر شیطان مسلط کر دے گا۔ اگر اسی حالت میں

---

[1] المنار المنیف فصل ۱۱۔ [2] ایضاً۔ [3] قاضی شوکانی۔ الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ کتاب الاطعمۃ والاشربۃ [4] ایضاً۔

لایستجاب لہ دعوۃ ولا ینزل علیہ رحمۃ۔[1]
من قص اظفارہ مخالفا لم یر فی عینیہ رمدًا۔[2]

مرگیا تو نہ اس کی دُعا قبول ہوگی اور نہ اس پر رحمت نازل ہوگی۔ جس شخص نے اپنے ناخن مخالف سمت سے کاٹے وہ آشوب چشم سے محفوظ رہے گا۔

رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث حکمت واخلاق کے اصول کے خلاف ہو

(۱۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب حدیث حکمت واخلاق کے اصول کے خلاف ہو۔

ان یکون مخالفا للقواعد العامۃ فی الحکم والاخلاق[3]

حدیث حکمت واخلاق کے عام قواعد کے خلاف ہو۔

ابن جوزیؒ کہتے ہیں:۔

اوینا قض الاصول[4]

یا حدیث اصول کو توڑنے والی ہو۔

اس اصول کے تحت درج ذیل قسم کی روایتیں موضوع قرار پاتی ہیں:۔

اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں

افضل الناس اعقل الناس[5]

لوگوں میں سب سے افضل وہ لوگ ہیں جو عقل میں افضل ہیں۔

انما یرتفع العباد غدًا فی الدرجات

بندے کل (آخرت میں) اللہ کا قرب اور

---

[1] الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ باب الخضاب والطیب الخ۔ [2] المنار المنیف فصل ۴۹۔ [3] مصطفےٰ سباعی۔ السنۃ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی علامات الوضع فی المتن [4] ابن جوزی کتاب الموضوعات کتاب التوحید باب فی ان اللہ عزوجل قدیم [5] موضوعات کبیر فصل عقل ومایلحق بہ الخ ص ۱۰۵۔

Marfat.com

وینالون الزلفیٰ من ربھم	بلند درجات اپنی عقل کی مقدار سے حاصل
علی قدر عقولھم[1]	کریں گے۔
شرارکم معلمو صبیانکم اقلھم	بچوں کے معلم تم میں زیادہ برے ہیں۔
رحمۃ علی الیتیم واغلظھم	یتیموں پر بہت کم مہربان اور مسکینوں
علی المساکین[2]	پر زیادہ سخت ہیں۔
النظرۃ الی المرءۃ الحسناء	خوبصورت عورت کی طرف دیکھنے سے
یزید فی البصر[3]	بصارت بڑھتی ہے۔
لایصح المکر والخدیعۃ الا	مکر اور دھوکا نکاح کے علاوہ اور
فی النکاح[4]	کسی میں درست نہیں ہے۔
لواغتسل اللوطی بماء البحر	(فعل قوم لوط کرنے والا) اگر سمندر
لم یجئ یوم القیٰمۃ	کے پانی سے بھی غسل کرے جب بھی وہ
الاجنبًا[5]	قیامت کے دن ناپاک ہی آئے گا۔
الکریم حبیب اللہ ولوکان	سخی اللہ کا دوست ہے اگرچہ فاسق
فاسقا والبخیل عدو اللہ و	ہو اور بخیل اللہ کا دشمن ہے۔ اگرچہ
لوکان راھبا[6]	عابد و زاہد ہی ہو۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:۔

کانت عندی امرأۃ تسمعنی	میرے پاس ایک عورت (گانا) سنا
فدخل صلی اللہ علیہ وسلم	رہی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] موضوعات کبیر فصل عقل ومایلحق بہ ص ۱۰۵۔ [2] ایضاً حرف الشین۔ [3] قاضی شوکانی الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ کتاب الادب والزہد الخ۔ [4] ایضاً کتاب النکاح۔ [5] علامہ سخاوی۔ المقاصد الحسنۃ حرف اللام۔ [6] موضوعات کبیر حرف الکاف۔

Marfat.com

وهی علیٰ تلك شم دخل عمر ففرت فضحك صلی اللہ علیه وسلم فقال ما یضحكك یا رسول اللہ فحدثه فقال واللہ لا اخرج حتی اسمع ما سمع صلی اللہ علیه وسلم فاسمعته[1]

تشریف لائے۔ وہ بدستور سناتی رہی پھر حضرت عمرؓ آئے تو وہ بھاگ گئی، اس پر رسول اللہؐ کو ہنسی آگئی، حضرت عمرؓ نے ہنسی کی وجہ پوچھی آپؐ نے عورت کے گانا سنانے اور بھاگنے کا واقعہ سنایا تو حضرت عمرؓ نے کہا خدا کی قسم میں اس وقت تک نہ جاؤں گا جب تک میں وہی نہ سن لوں جو رسول اللہ صلعم کو سنا رہی تھی، پھر عورت نے حضرت عمرؓ کو سنایا۔

زنن ہندی سے منقول ہے:۔

كنت فی زفاف فاطمة علیٰ علیّ فی جماعة من الصحابة فكان ثمة من یغنی فطابت قلوبنا و رقصنا فلمّا كان الغد سألنا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم عن لیلتنا فلم ینكر علینا ودعالنا[2]

میں صحابہؓ کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت فاطمہ کی شب زفاف میں موجود تھا، اس موقع پر ایک گانے والا موجود تھا اور ہمارے دل اس قدر مسرور تھے کہ ہم لوگوں نے رقص کیا، دوسرے دن رسول اللہؐ نے گزشتہ رات کے بارے میں پوچھا تو آپؐ نے کوئی نکیر نہیں کی اور ہمارے لئے دعا کی۔

رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث شہوت وفساد کی داعی ہو

رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث شہوت وفساد کی رغبت دلاتی ہو۔

---

[1] محمد طاہر پٹنی، تذکرۃ الموضوعات باب السماع والشوق۔ [2] ایضاً باب فیمن ادعی اصحبۃ کذبا الخ۔

Marfat.com

اوداعیا الی الشہوۃ والمفسدۃ۔[1] یاحدیث شہوت وفساد کی داعی ہو۔

اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں

اس اصول کے تحت درج ذیل قسم کی حدیثیں موضوع ہوں گی:۔

شہوۃ النساء تضاعف علی شہوۃ الرّجال۔[2] عورتوں کی شہوت مردوں کی شہوت سے کئی گناہ زیادہ ہوتی ہے۔

حضرت ابن عمرؓ کا یہ قول بھی نقل کیا جاتا ہے:۔

فضلت المرءۃ علی الرجل تسعۃ وتسعین من اللذۃ ولکن اللہ القی علیھن الحیاء۔[3] عورتوں کو مردوں پر لذّت میں ننانوے درجہ فضیلت حاصل ہے لیکن اللہ نے ان پر حیا کا پردہ ڈال دیا ہے۔

عقولھن فی فروجھن۔[4] عورتوں کی عقلیں ان کی شرمگاہوں میں ہوتی ہیں۔

شکوت الی جبریل ضعفی من الوقاع فامرنی باکل الھریسۃ۔[5] میں نے جبریلؑ سے ضعفِ باہ کی شکایت کی تو انہوں نے حریرہ کھانے کا حکم دیا۔

قال معاذ ھل اتیت من الجنۃ بطعام قال نعم اتیت بھریسۃ فاکلتھا۔ معاذؓ نے کہا کہ کیا آپؐ جنّت سے کوئی کھانا لائے ہیں، آپؐ نے فرمایا ہاں حریرہ لایا ہوں۔ میں نے اس کو کھایا

---

[1] مصطفےٰ سباعی: السنۃ ومکانتھا فی التشریع الاسلامی علامات الوضع فی المتن [2] تذکرۃ الموضوعات فصل تادیب النساء الخ۔ [3] [4] المقاصد الحسنۃ باب العین [5] تذکرۃ الموضوعات فصل الادام کاللحم والھریسۃ۔

فزادت فی قوتی قوۃ اربعین وفی نکاحی نکاح اربعین و کان معاذ لا یعمل طعامًا الا بدأ بالھریسۃ[1]

تو میری قوت میں چالیس مردوں کی قوت کا اضافہ اور میری شہوت میں چالیس عورتوں کی شہوت کا اضافہ ہوا۔ معاذؓ ہر کھانے سے پہلے حریرہ استعمال کرتے تھے۔

ان الرجل لیجامع فیکتب لہ اجر ولد ذکر قاتل فی سبیل اللہ فقتل[2]

انسان اپنی عورت سے جماع کرتا ہے تو اسکو ایسے لڑکے کا اجر ملتا ہے جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا پھر شہید ہو گیا۔

ما من رجل من المسلمین یاخذ بید امرأتہ یراودھا الا کتب اللہ لہ عشر حسنات فاذا عانقھا فعشرون حسنۃ فاذا قبلھا فعشرون ومائۃ حسنۃ فاذا جامعھا ثم قام الی مغتسلہ لم یمر الماء علی شعرۃ من جسدہ الا کتب لہ بھا عشر حسنات وحط عنہ عشر سیئات وان اللہ عز وجل یباھی بہ الملائکۃ

کوئی مسلمان نفسانی تقاضے کے تحت اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑتا ہے تو اس کو دس نیکیاں ملتی ہیں۔ جب معانقہ کرتا ہے تو بیس ملتی ہیں۔ جب بوسہ لیتا ہے تو ایک سو بیس اور جب جماع کرتا اور اس کے بعد غسل کرتا ہے تو اس کے بدن کے جس بال سے بھی پانی گزرتا ہے اس کے بدلہ میں دس نیکیاں ملتی ہیں اور دس گناہ دور کئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فخریہ انداز میں کہتا ہے کہ

---

[1] تذکرہ الموضوعات فصل الادام کاللحم والہریسۃ۔ [2] قاضی شوکانی: الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ کتاب النکاح۔

Marfat.com

فیقول انظروا الی عبدی قام فی ھذہ اللیلۃ الشدیدۃ بردھا فاغتسلھا من الجنابۃ مومنا الی ربہ انی اشھدکم قد غفرت لہ۔[1]

میرے بندے کو دیکھو کہ سردی کی رات میں اس نے غسل جنابت کیا اور ایمان کے ساتھ اپنے رب کے حضور حاضر ہوا تو تم گواہ رہو کہ میں نے اس کو بخش دیا۔

رسول اللہ ؐ کیطرف منسوب حدیث قواعد طب کے خلاف ہو ،

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب حدیث قواعد طب کے خلاف ہو۔

او یکون مخالفا لقواعد الطب المتفق علیھا۔[2]

یا حدیث طب کے متفقہ قواعد کے خلاف ہو۔

ابن قیم اور ملا علی قاری نے زیادہ وسعت سے کام لے کر یہ تعبیر اختیار کی ہے :۔

ان یکون الحدیث بوصف الاطباء والطرقیۃ اشبہ والیق بہ[3]

حدیث اطباء اور چٹکلا بازوں کے بیان کے زیادہ مشابہ اور لائق ہو۔

اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں

اس اصول کے تحت درج ذیل قسم کی روایتیں موضوع قرار پائیں گی :۔

---

[1] جلال الدین السیوطی : اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ ۔ کتاب النکاح ج ۲ ص ۹۳

[2] مصطفےٰ سباعی :۔ السنۃ ومکانتھا فی التشریع الاسلامی علامت الوضع فی المتن ۔

[3] المنار المنیف فصل ۱۴ و موضوعات کبیر ص ۱۱۵ ۔

الباذنجان شفاء من کل داءٍ [1]	بیگن میں ہر بیماری کی شفاء ہے۔
فضل الکراث علی البقول کفضل الخبز علی سائر الاشیاء [2]	"گندنا" کی فضیلت سبزیوں پر ایسی ہی ہے جیسی روٹی کی فضیلت تمام چیزوں پر ہے۔
یاعلي علیك بالملح فانه شفاء من سبعین داء الجذام والبرص والجنون [3]	اے علی! نمک استعمال کرو، اس میں ستر بیماریوں کی شفاء ہے، جذام برص اور جنون۔
من اکل القثاء بلحم وقی الجذام۔ [4]	جس شخص نے ککڑی گوشت کے ساتھ کھائی وہ جذام سے محفوظ رہا۔
اللحم ینبت اللحم من ترك اللحم اربعین یوما ساء خلقه [5]	گوشت گوشت اگاتا ہے جس نے چالیس دن گوشت کھانا چھوڑ دیا اس کے اخلاق و عادات خراب ہو گئے۔
الشرب من فضل وضوء المؤمن فیه شفاء سبعین داء [6]	مومن کے وضو کا بچا ہوا پانی پینے سے ستر بیماریوں کی شفاء ہوتی ہے۔

قواعد طب کے موافق حدیثوں کی حیثیت

طب سے متعلق جو روایتیں قواعد طب کے خلاف

---

[1] علامہ سخاوی المقاصد الحسنہ حرف الباء ۳۰۲ جلال الدین السیوطی : اللآلی المصنوعۃ فی احادیث الموضوعہ کتاب الاطعمۃ۔ [2] تذکرہ الموضوعات باب الادام کاللحم۔ [3] جلال الدین سیوطی : اللآلی المصنوعہ فی احادیث الموضوعۃ کتاب الاطعمۃ۔ [4] قاضی شوکانی الفوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ۔ کتاب الاطعمۃ۔

Marfat.com

نہیں ہیں، ان کا سرچشمہ نہ شعور نبوت ہے اور نہ وہ رسالت کے فرائض منصبی میں داخل ہیں، چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے ایسی روایتوں کو دوسری قسم کی روایتوں میں شمار کیا ہے۔

وثانیھا ما لیس من باب تبلیغ الرسالۃ فمنہ الطب [1]	دوسری وہ روایتیں ہیں جن کا تعلق تبلیغ رسالت سے نہیں ہے، ان ہی میں طب ہے۔

اس قسم کی روایتوں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے:۔

انما انا بشر اذا امرتکم بشیئ من دینکم فخذوا بہ واذا امرتکم بشیئ من رأیی فانما انا بشر [2]	میں صرف ایک بشر ہوں، جب تمہارے دین کے متعلق کوئی حکم دوں تو اس پر عمل کرو اور جب میں تم کو اپنی رائے سے کوئی حکم دوں تو سمجھو کہ میں بشر ہوں۔

غالباً اسی بناء پر ابن قیم اور ملا علی قاری نے ان کو حدیث میں شامل کرنا پسند نہیں کیا۔

رسول اللہ کیطرف منسوب حدیث تاریخی حقائق کے خلاف ہو

مخالفۃ لحقائق التاریخ المعروفۃ فی عصر النبی	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف منسوب حدیث تاریخی حقائق کے خلاف ہو۔ یا حدیث تاریخی حقائق کے خلاف ہو جو رسول اللہؐ کے زمانہ میں

[1] شاہ ولی اللہ: حجۃ اللہ البالغہ ج اباب اقسام علوم النبی صلعم۔ [2] شاہ ولی اللہ: حجۃ اللہ البالغہ ج اباب اقسام علوم النبی صلعم۔

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم [1]

مشہور تھے۔

ابن قیمؒ کہتے ہیں:۔

ومنها ما يقترن بالحديث من القرائن التي يعلم انه باطل [2]

حدیث میں تاریخی قرائن ایسے پائے جائیں جس سے معلوم ہوجائے کہ وہ باطل ہے۔

اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں

اس اصول کے تحت درج ذیل قسم کی روایتیں موضوع قرار پائیں گی:۔

ان النبی وضع الجزية على اهل خيبر ورفع عنهم الكلفة والسخرة بشهادة سعد بن معاذ وكتابة معاوية [3]

رسول اللہؐ نے خیبر والوں سے جزیہ معاف کر دیا۔ کلفہ اور بیگار کو بھی معاف کر دیا، اس کے شاہد سعد بن معاذ اور کاتب معاویہ ہیں۔

یہ روایت ان وجوہ سے باطل ہے:۔

(۱) جس وقت اہل خیبر (۷ھ) سے، معاہدہ ہوا، اس وقت تک جزیہ کا حکم نہیں نازل ہوا تھا، قرآن حکیم میں جزیہ کا حکم غزوۂ تبوک (۹ھ) کے بعد نازل ہوا۔

(۲) اس میں سعد بن معاذؓ کی گواہی ہے حالانکہ ان کی وفات غزوۂ خندق (۵ھ) کے ایک ماہ بعد ہوچکی تھی۔

(۳) اس کے کاتب حضرت معاویہؓ ہیں، حالانکہ اس وقت تک وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ فتح مکہ کے بعد وہ اسلام لائے۔

---

[1] مصطفےٰ سباعی: السنۃ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی علامات الوضع فی المتن۔ [2] ابن قیم المنار المنیف فصل ۲۶۔ [3] السنۃ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی علامات الوضع فی المتن۔

(۴) اس میں بطور نشان کلہ (سر پر باندھنے کی پٹی) اور بیگار کا ذکر ہے حالانکہ اس زمانہ میں نہ یہ نشان تھا اور نہ بیگار لیا جاتا تھا۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے:۔

دخلت الحمام فرأیت رسول	میں حمام میں گیا تو رسول اللہؐ کو
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالسا	اس میں تہبند باندھے ہوئے بیٹھا
وعلیہ مئزر فھممت ان اکلمہ	پایا، میں نے آپؐ سے گفتگو کا ارادہ
فقال یا انس حرمت دخول	کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اے انس میں
الحمام بغیر مئزر من اجل	نے اسی وجہ سے بغیر تہبند کے حمام
ھذا[1]	میں داخل ہونے کو حرام کیا ہے۔

حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ حمام تشریف لے جانا ثابت ہے اور نہ اس وقت حمام کے رواج کا ثبوت ملتا ہے۔

بعض روایتوں میں ہے کہ ایک دفعہ عبداللہ ابن اُبَیّ کے ساتھیوں اور رسول اللہؐ کے صحابہؓ کے درمیان جھگڑا ہوگیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی[2]

وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ	اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں
اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَھُمَا[3]	لڑجائیں تو ان میں صلح کرادو۔

حالانکہ جس وقت آیت نازل ہوئی ہے اس وقت تک عبداللہ اور اس کا گروہ ظاہر میں بھی مسلمان نہ تھا۔ جب کہ قرآن میں مومنوں کے دو گروہ کا ذکر ہے۔ اس بنا پر آیت کا شانِ نزول یہ واقعہ نہیں ہوسکتا۔

---

[1] السنۃ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی علاماتِ الوضع فی المتن۔ [2] زمخشری: تفسیر کشاف سورۂ حجرات۔ [3] القرآن: حجرات رکوع ۱۔

Marfat.com

رسول اللہ ؐ کی طرف منسوب حدیث کے خلاف۔ صحیح شواہد موجود ہوں۔

(۱۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب حدیث کے خلاف صحیح شواہد ایسے موجود ہوں جن سے اس کا باطل ہونا ظاہر ہوتا ہے :۔

ان یکون الحدیث ممّا تقوم الشواھد الصحیحہ علی بطلانہ [1]

حدیث ایسی ہو کہ اس کے بطلان پر صحیح شواہد موجود ہوں۔

ملا علی قاری کی بھی یہی عبارت ہے [2]

اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں

اس اصول کے تحت درج ذیل قسم کی روایتیں موضوع قرار پائیں گی۔

عوج بن عنق کے بارے میں ہے :۔

ان طولہ ثلاثۃ آلاف ذراع وثلاث مائۃ وثلاثۃ وثلثین وثلثا [3]

عوج بن عنق (جس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قتل کر دیا تھا) کا قد تین ہزار تین سو تینتیس اور ثلث ذراع تھا۔

حضرت آدم ؑ کے بارے میں ہے کہ :۔

خلق اللہ آدم طولہ ستون ذراعا فلم یزل الخلق ینقص بعد [4]

اللہ نے آدم کو پیدا کیا تو ان کا قد ستر ذراع تھا۔ پھر اس کے بعد اولاد آدم کا قد اب تک کم ہوتا رہا۔

کوہ قاف کے بارے میں ہے :۔

---

[1] ابن قیم: المنار المنیف فصل ۱۷ [2] موضوعات کبیر ص ۱۱۶ ۔ [3] المنار المنیف فصل ۱۷ وموضوعات کبیر ص ۱۱۷ ۔ [4] ایضاً فصل ۱۶ و ۱۷ ۔

Marfat.com

ان قاف جبل من زبرجدة خضراء تحیط بالدنیا کاحاطة الحائط فی البستان والسّماء واضعة اکنافها علیه فزرقتها منه[1]

کوہ قاف سبز زمرد کا ہے جو دنیا کو ایسے ہی محیط ہے جیسے چہار دیواری باغ کو محیط ہوتی ہے اور آسمان اپنے کناروں کو اس پر رکھے ہوئے ہے۔ آسمان کی نیلگونی اسی وجہ سے ہے۔

زمین کے استقرار کے بارے میں ہے:۔

ان الارض علی صخرة و الصخرة علی قرن ثور فاذا حرك الثور قرنه تحرکت الصخرة فتحرکت الارض وهی الزلزلة[2]

زمین چٹان پر ہے اور چٹان بیل کے سینگ پر جب بیل اپنے سینگ کو حرکت دیتا ہے تو چٹان کو حرکت ہوتی ہے، پھر زمین کو حرکت ہوتی ہے، اسی کا نام زلزلہ ہے۔

رتن ہندی کے بارے میں ہے:۔

عاش ست مائة سنة وثلاثین سنة[3]

کہ وہ چھ سو تیس سال تک زندہ رہا۔

رتن ہندی سے بہت سی نہایت لغو قسم کی روایتیں مروی ہیں، وہ سب موضوع ہیں[4]۔

ابن عمرؓ کہتے ہیں:۔

سمعت رسول الله صلی الله

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[1،۲] ملا علی قاری: موضوعات کبیر ص ۱۱۸۔ [3] تذکرہ الموضوعات باب فمن ادعی الصحبة کذبا۔ [4] ایضاً۔

علیہ وسلم یقول ان بعض[1] وصیاء عیسیٰ[2] بن مریم حی بالعراق فاذا انت رأیتہ فاقرئہ منی السلام[1]

کو فرماتے سنا کہ عیسیٰ ابن مریم کے بعض "وصی" عراق میں زندہ ہیں۔ جب ان کو دیکھو میرا سلام کہو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض حواریین کی زندگی اور ان سے ملاقات کے بارے میں مختلف روایتیں آتی ہیں لیکن وہ سب موضوع اور باطل ہیں[2]۔

مذکورہ ساری باتیں اللہ کی عادت (سنۃ اللہ) وحقیقت کے خلاف ہیں۔

رسول اللہ ؐ کی طرف منسوب حدیث اللہ کی تنزیہ وکمال کے خلاف ہو

(۱۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف حدیث اللہ تعالےٰ کی تنزیہ وکمال کے خلاف ہو۔

او مخالفا لما یوجبہ العقل للہ من تنزیہ وکمال[2]

"عقل" اللہ کے لئے جو تنزیہ و کمال واجب کرتی ہے حدیث اس کے خلاف ہو۔

اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں

اس اصول کے تحت درج ذیل قسم کی روایتیں موضوع قرار پائیں گی:۔

ان اللہ خلق الفرس فاجراھا فعرقت فخلق نفسہ منھا[3]

اللہ نے گھوڑا پیدا کیا، اس کو دوڑایا، وہ پسینہ پسینہ ہوگیا، اس سے اپنی ذات کو پیدا کیا۔

---

[1] جلال الدین سیوطی: اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ۔ کتاب الانبیاء والقدماء۔ [2] ایضاً
[3] مصطفےٰ سباعی: السنۃ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی علامات الوضع فی المتن۔ [4] مصطفےٰ سباعی: السنۃ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی علامات الوضع فی المتن۔

دوسری روایت میں لوگوں نے آپؐ سے یہ سوال کیا:۔

ممّا ربنا قال من ماء	ہمارا رب کس چیز سے پیدا کیا گیا۔
مرورلا من ارض ولا	آپؐ نے فرمایا گزرے ہوئے پانی سے
سماء خلق خیلا	نہ زمین سے نہ آسمان سے، گھوڑے
فاجراها فعرقت	کو پیدا کیا، اس کو دوڑایا، وہ پسینہ
فخلق نفسه من ذالك	پسینہ ہوگیا۔ اس پسینہ سے اپنی
العرق[1]	ذات کو پیدا کیا۔

العیاذ باللہ کس قدر مہمل یہ روایتیں ہیں:۔

ان بین الله وبین الخلق	اللہ اور مخلوق کے درمیان ستّر ہزار
سبعین الف حجاب واقرب الحجب	پردے ہیں، پردوں میں زیادہ قریب
الی الله تعالیٰ جبریل ومیکائیل	جبریل، میکائیل اور اسرافیل ہیں۔
واسرافیل وان بینهم وبینه	ان کے اور اللہ کے درمیان
اربعة حجب، حجاب من نار وحجاب	چار پردے ہیں (۱) آگ کا پردہ۔
من ظلمة وحجاب من غمام و	(۲) تاریکی کا پردہ (۳) ابر کا پردہ
حجاب من الماء[2]	(۴) پانی کا پردہ۔
کنت کنزًا مخفیا لا اعرف	میں پوشیدہ خزانہ تھا جس کو کوئی
فاحببت ان اعرف فخلقت	پہچانتا نہ تھا میں نے چاہا کہ پہچانا
خلقا فعرفتهم بی فعرفونی[3]	جاؤں تو مخلوق کو پیدا کیا۔ میں نے
	ان کو اپنی نسبت سے پہچانا، انہوں

---

[1] ابن عراقی الموضوعات (مخطوط) کتاب التوحید۔ [2] ابن جوزی: العلل المتناہیہ فی الاحادیث الموضوعہ (مخطوط) باب ذکر الصورۃ۔ [3] تذکرۃ الموضوعات کتاب التوحید۔ [4] السیوطی: اللآلی المصنوعہ کتاب التوحید۔

Marfat.com

نے مجھ کو پہچانا۔

ان اللہ عزوجل یجلس یوم القیٰمۃ علی القنطرۃ الوسطیٰ بین الجنۃ والنار[1]

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بیچ کے پل پر بیٹھے گا جو جنت اور دوزخ کے درمیان ہے۔

ان اللہ عزوجل ینزل فی کل لیلۃ جمعۃ الی دارالدنیا فی ستمائۃ الف ملک فیجلس علیٰ کرسی من نور وبین یدیہ لوح من یاقوت حمراء فیہ اسماء من یثبت الرؤیۃ والکیفیۃ والصورۃ من امۃ محمّد فیباھی بھم الملائکۃ ویقول تبارک وتعالیٰ ھٰؤلاء عبیدی الذین لم یجحدوا فی واقاموا سنۃ نبی ولم یخافوا فی اللہ لومۃ لائم اشھدکم یا ملائکتی وعزتی وجلالی لادخلنھم الجنۃ بغیر حساب[2]۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہر جمعہ کی رات دار دنیا کی طرف چھ ہزار فرشتوں کے درمیان نزول اجلال فرماتا ہے نور کی کرسی پر بیٹھتا ہے اور اسکے آگے یاقوت کی تختی ہوتی ہے جس میں امت محمدیہ کے ان لوگوں کے نام ہوتے ہیں جن کی رویت، صورت اور کیفیت ثابت ہے اور فرشتوں سے فخریہ انداز میں کہتا ہے کہ یہ میرے بندے ہیں جنہوں نے میرا انکار نہیں کیا اور میرے نبیؐ کی سنت قائم کی۔ اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی پروا نہیں کی، اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں، میری عزت وجلال کی قسم میں ان کو جنت میں بغیر حساب داخل کروں گا۔

---

[1] السیوطی: اللألی المصنوعہ کتاب التوحید [2] اللألی المصنوعہ کتاب التوحید۔

Marfat.com

رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث صراحتِ قرآن کے خلاف ہو

(۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف منسوب حدیث صراحتِ قرآن کے خلاف ہو۔

مخالفة الحدیث صریح القرآن۔[1] — حدیث صریح قرآن کے خلاف ہو۔

مخالفته لصریح القرآن بحیث لا یقبل التاویل۔[2] — حدیث کی مخالفت صریح قرآن کے خلاف اس طرح ہو کہ تاویل نہ قبول کرے۔

اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں

اس حدیث کے تحت درج ذیل قسم کی روایتیں موضوع قرار پائیں گی۔

لا یدخل الجنة ولد الزنا ولا بشیٔ من نسله الی سبعة اباء الجنة۔[3] — ولدالزنا اور اسکی نسل سے سات پشت تک کوئی شخص جنت میں نہ جائیگا۔

یحشرا ولاد الزنا فی صورة القردة والخنازیر۔[4] — قیامت کے دن ولدالزنا، بندر اور خنزیر کی شکل میں جمع کئے جائیں گے۔

ایسی روایتیں قرآنِ حکیم کی اس آیت کے خلاف ہیں:۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی۔[5] — کوئی شخص دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔

دنیا کی عمر کے بارے میں ہے:۔

---

[1] المنار المنیف فصل ۱۸ [2] مصطفےٰ سباعی: السنة و مکانتها فی التشریع الاسلامی علامات الوضع فی المتن ۳،۴ [3] محمد طاہر پٹنی، تذکرہ الموضوعات حدود الردة والزنا الخ۔ [4] القرآن: سورۃ الانعام رکوع ۲۰۔

Marfat.com

انها سبعة آلاف سنة ونحن فی آلاف السابعة[1]

دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے اور ہم ساتویں ہزار سال میں ہیں۔

یہ قرآن حکیم کی ان آیتوں کے خلاف ہے جن میں کہا گیا ہے کہ قیامت کا علم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے مثلاً:۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ[2]

لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ اس (قیامت) کا وقوع کب ہوگا آپ کہہ دیجئے کہ اس کا علم میرے ربّ کے پاس ہے، وہی اس کو اس کے وقت پر ظاہر کرے گا۔

دوسری جگہ ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ[3]

بیشک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے۔

زمین وغیرہ کی پیدائش کے بارے میں ہے:۔

خلق اللہ عزّ وجل التربة یوم السبت وخلق فیها الجبال یوم الاحد وخلق الشجر یوم الاثنین وخلق المکروہ یوم الثلاثاء خلق النور

اللہ نے زمین کو ہفتہ کے دن، پہاڑ کو اتوار کے دن، درخت کو دوشنبہ کے دن، ناپسندیدہ چیزوں کو منگل کے دن، نور بدھ کے دن پیدا کیا جانوروں کو اس میں جمعرات کے

---

[1] ملا علی قاری: موضوعات کبیر فصل ومنها مخالفة الحدیث الخ [2] الاعراف رکوع ۲۳۔ [3] سورہ لقمان رکوع ۴۔

یوم الاربعاء وبث فیھا الدواب یوم الخمیس وخلق آدم علیہ السلام بعد العصر من یوم الجمعۃ فی آخر الخلق فی آخر ساعۃ من ساعات الجمعۃ فیما بین العصر الی اللیل [1]	دن پھیلایا اور آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن عصر کے بعد پیدا کیا، آدم کی پیدائش آخری تھی وہ جمعہ کے دن آخری ساعت میں عصر و مغرب کے درمیان ہوئی۔

اس میں پیدائش کی مدت سات دن ہے، جب کہ قرآنِ حکیم میں مدت تخلیق چھ دن (دور) بیان کی گئی ہے:۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ [2]	اللہ نے آسمان و زمین کو چھ دن (دور) میں پیدا کیا۔

پھر اس میں آسمان کی پیدائش کا ذکر نہیں ہے، صرف زمین اور اس کی چیزوں کو سات دن میں پیدا کرنے کا ذکر ہے جب کہ قرآنِ حکیم میں ہے کہ زمین اور اس کی چیزیں چار دن (دور) اور آسمان دو دن (دور) میں پیدا کئے گئے ہیں [3]:۔

یہ دراصل کعب احبار کا قول ہے، جس کو غلطی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے [4]۔

رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث سنّتِ صریحہ کو توڑنے والی ہو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب حدیث سنت صریحہ کو کھلم کھلا توڑنے والی ہو۔

---

[1] مسلم: کتاب صفات المنافقین باب ابتداء خلق [2] الاعراف - ۷ [3] لحم سجدہ ۲ -
[4] بخاری تاریخ کبیر و موضوعات کبیر ص - ۱۲۰ -

مناقضة الحديث لماجاءت به السنة الصريحة مناقضة بيّنة۔[1]	حدیث ان باتوں کو کھلم کھلا توڑنے والی ہو جو سنّت صریحہ سے ثابت ہوں۔

اس اصول کے تحت درج ذیل[2] دو قسم کی حدیثیں موضوع قرار پائیں گی۔

(۱) وہ جو فساد، ظلم، فعلِ عبث، باطل کی تعریف اور حق کی برائی پر مشتمل ہوں۔

(۲) وہ جن میں نام و القاب کی اس قدر اہمیت بیان کی گئی ہو کہ اس سے ایمان و عمل صالح کی اہمیت مجروح ہوتی ہو۔

اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں

چند روایتیں یہ ہیں:۔

لو یربی احدکم بعد الستین ومائة جرو کلب خیر لہ من ان یربی ولدًا۔[2]	ایک سو ساٹھ سال کے بعد کوئی کتّے کے پلّے کی پرورش کرے اس سے بہتر ہے کہ وہ اولاد کی پرورش کرے۔
لا یولد بعد ست مائة مولود ولله فیه حاجة۔[3]	چھ سو سال کے بعد کوئی بچہ نہ پیدا ہوگا کہ اللہ کی اس میں حاجت باقی رہے۔
ان النّاس یوم القیٰمة یدعون بامهاتهم لا بآبائهم۔[4]	لوگ قیامت کے دن اپنی ماؤں کے نام کے ساتھ پکارے جائیں گے باپ کے نام کے ساتھ نہیں۔
اذا دعت احدکم امه وهو فی الصّلوٰة فلیجب واذا دعاه ابوه فلا	اگر کسی کی ماں اس وقت بلائے جب کہ وہ نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے پاس جائے اور باپ بلائے

---

[1] ابن قیم: المنار المنیف فصل ۹۔ [2] موضوعات کبیر ص ۱۲۶۔ [3] ایضاً۔ [4] المنار المنیف فصل ۴۸۔

Marfat.com

یجب۔[1]	تو نہ جائے۔
اذا اتت من امتی ثلاث مائة وثمانون سنة فقد حلّت لهم العزبة والترهب علی رؤوس الجبال[2]	جب میری امت پر تین سو اسی سال گزر جائیں تو ان کے لئے مجرد رہنا اور پہاڑوں کی چوٹی پر رہبانیت اختیار کرنا حلال ہے۔
ان الصلوٰة فیه بخمسین الف صلوٰة[3]	بیت المقدس میں نماز پچاس ہزار نماز کے برابر ہے۔

نام والقاب سے متعلق فضیلت کی حدیثیں کہ جس سے عمل کی اہمیت مجروح ہوتی ہے۔ اصول ۹ میں گزر چکی ہے، یہ سب سنتِ صریحہ کے خلاف ہیں۔

رسول اللہ ؐ کی طرف منسوب حدیث قرآن وسنّت کے قواعد کے خلاف ہو

(۲۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب حدیث ان عام قواعد کے خلاف ہو جو قرآن وسنت سے مستنبط کئے گئے ہیں:۔

او یکون مخالفا للقواعد العامة الماخوذة من القرآن والسنة[4]	یا حدیث قواعد عامہ کے مخالف ہو جو قرآن وسنّت سے نکالے گئے ہیں۔

اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں

اس اصول کے تحت درج ذیل قسم کی روایتیں موضوع قرار پائیں گی۔

ان الرجل لیکون من اهل الصلوٰة والجهاد وما	انسان نمازی ہوتا ہے اور جہاد کرتا ہے لیکن بدلہ اس کو عقل کی

---

[1] المنار المنیف فصل ۴۹۔ [2] ایضاً ۳۰۔ [3] ایضاً ۲۔ [4] مصطفےٰ سباعی: السنة و مکانتها فی التشریع الاسلامی علامات الوضع فی المتن۔

Marfat.com

یجزیٰ الا قدر عقلہ [1]

مقدار پر ملے گا۔

لاصلوٰۃ لمن علیہ صلوٰۃ۔ [2]

اس شخص کی نماز نہیں ہوئی جس کی کوئی نماز رہ گئی ہو۔

من قضیٰ صلوٰت من الفرائض فی اٰخر جمعۃ من رمضان کان ذالك جابرًا لکل صلوٰۃ فاتتہ فی عمرہ اِلی سبعین سنۃ [3]

رمضان کے آخری جمعہ میں جس نے چند قضا فرائض ادا کر لئے تو اس سے پچھلے ستر سال کی قضا نمازوں کی تلافی ہو جائے گی۔

الصلوٰۃ علی النبی افضل من عتق الرّقاب [4]

رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنا غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے۔

حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں :۔

سئلت النبی علیہ السلام عن علم الباطن ماھو فقال سئلت جبریل عنہ فقال عن اللہ ھو سر بینی وبین احبائی واولیائی و اصفیائی اودعتہ فی قلوبھم لا یطلع علیہ ملك مقرب ولا نبی مرسل۔

میں نے رسول اللہ ﷺ سے علم باطن کے بارے میں سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ میں نے اس کے بارے میں حضرت جبریلؑ سے پوچھا تھا، انہوں نے اللہ کی طرف سے جواب دیا کہ وہ میرے میرے احباب، میرے اولیاء واصفیاء کے درمیان ایک راز ہے، جسکو ان کے دل میں ودلیعت کیا گیا ہے۔ اسکی اطلاع نہ کسی مقرب فرشتہ کو

---

[1] المنار المنیف فصل ۱۵۔ [2] ایضاً فصل ۴۰۔ [3] السنۃ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی علامات الوضع فی المتن۔ [4] موضوعات کبیر ص ۵۴۔

Marfat.com

ہے اور نہ کسی نبی مرسل کو ہے۔

اذا جلس المتعلم بین	جب کوئی طالب علم عالم کے سامنے
یدی العالم فتح اللہ علیہ	بیٹھتا ہے تو اللہ اس پر رحمت کے
سبعین بابا من الرحمۃ	ستّر دروازے کھول دیتا ہے اور وہ
ولا یقوم من عندہ الا	اس کے پاس سے اسقدر گناہوں
کیوم ولدتہ امہٗ واعطاہ	سے پاک وصاف ہو کر اٹھتا ہے کہ
اللہ بکل حرف ثواب ستین	گویا اس کی ماں نے اب جنا ہے
شھرا و کتب اللہ بکل	اور اللہ تعالیٰ ہر حرف کے بدلے ساٹھ
حدیث عبادۃ سنۃ[۲]	ماہ کا ثواب دیتا ہے اور ہر حدیث
	کے بدلے اس کے لئے ایک سال
	کی عبادت لکھی جاتی ہے۔
الصلوٰۃ خلف العالم باربعۃ	عالم کے پیچھے نماز چار ہزار چار
الاف واربعمائۃ واربعین	سو چالیس نمازوں کے برابر
صلوٰۃ[۳]	ہے۔

رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث میں پیشین گوئی ماہ اور سن کے تعین کے ساتھ ہو

(۲۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب حدیث میں آئندہ واقعات کی ایسی پیش گوئی جو ماہ اور سن کے تعین کے ساتھ ہو۔

ان یکون فی الحدیث تاریخ	حدیث میں فلاں فلاں تاریخ ہو۔
کذا وکذا[۴]	

---

[۱] موضوعات کبیر ص ۷۵۔ [۲،۳] تذکرۃ الموضوعات فضل العالم العامل۔

[۴] المنار المنیف فصل ۱۳۔

Marfat.com

دوسری جگہ ہے:۔

ومنها احادیث التواریخ المستقبلة [1]

یعنی جن حدیثوں میں مستقبل کی تاریخیں متعین ہوں۔

اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں

اس اصول کے تحت درج ذیل قسم کی روایتیں موضوع قرار پائیں گی:۔

اذا انکسف القمر فی المحرم کان الغلاء والقتال وشغل السلطان واذا انکسف فی صفر کان کذا وکذا [2]	جب محرم میں چاند گہن ہو تو گرانی ہوگی، قتل وقتال ہوگا اور بادشاہ (حکومت) پریشان رہے گا اور جب صفر میں چاند گہن ہو تو ایسا اور ایسا ہوگا۔
یکون فی رمضان هدة توقظ النائم وتقعد القائم وتخرج العواتق من خدورها وفی شوال همهمة وفی ذی القعدة تهیز القبائل بعضها من بعض وفی ذی الحجة تراق الدماء وفی المحرم امر عظیم وهو عند انقطاع ملك هؤلاء قالوا یا رسول اللّٰه من قال المذین	رمضان میں "چیخ" ہوگی جو سونے والے کو جگا دے گی، کھڑے ہونے والے کو بٹھا دے گی اور کنواریوں کو خلوت گاہ سے نکال دے گی۔ شوال میں (گلے اور ہاتھی) وغیرہ کی چنگھاڑ ہوگی، ذیقعدہ میں قبائل کی باہمی تمیز ہوگی، ذی الحجہ میں خون بہایا جائے گا اور محرم میں بڑا حادثہ ان لوگوں کی حکومت کے خاتمہ پر ہوگا۔ تو لوگوں نے کہا اے اللہ

---

[1] موضوعات کبیر ص ۱۱۴۔ [2] موضوعات کبیر ص ۱۱۴۔

Marfat.com

یکونون فی ذلک الزمان[1]

کے رسول! کون لوگ، آپ نے فرمایا جو اس زمانہ میں ہوں گے۔

عند رأس مأۃ یبعث اللہ ریحاً باردۃ یقبض اللہ فیہا روح کل مؤمن[2]

سو سال پر اللہ تعالیٰ ٹھنڈی ہوا بھیجے گا جس میں ہر مومن کی روح کو قبض کر لے گا۔

اذا کانت سنۃ ستین و مأۃ کان الغرباء اربعۃ قرآن فی جوف ظالم و مصحف فی بیت قوم لا یقرءون فیہ و مسجد فی نادی قوم لا یصلون ورجل صالح بین قوم سوء[3]

۱۶۰ سنہ ایک سو ساٹھ میں چار چیزیں اجنبی ہو جائیں گی (۱) قرآن ظالم کے پیٹ میں (۲) مصحف قوم کے گھر میں کہ اس میں پڑھا نہ جائے گا، (۳) مسجد قوم کی مجلس میں کہ وہ نماز نہ پڑھیں گے اور (۴) صالح آدمی برے لوگوں میں۔

اصحابی اہل ایمان وعمل الی اربعین و اہل بر وتقوی الی الثمانین و اہل تواصل وتراحم الی العشرین ومائۃ و اہل تقاطع وتدابر الی السنین ومائۃ ثم الہرج الہرج[4]۔

نیرے اصحاب چالیس[40] سال تک ایمان وعمل والے ہونگے اسّی[80] سال تک باہمی صلۂ رحمی، و محبت والے ہوں گے اور ایک سو ساٹھ سال تک قطع تعلق ونفرت والے، پھر اضطراب و بے چینی ہو گی۔

اس طرح اور بھی باتیں ہیں۔ مثلاً:۔

---

[1] جلال الدین سیوطی: اللآلی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ کتاب الفتن [2] ایضاً کتاب الفتن۔

[3] ابن جوزی کتاب الموضوعات ج ۳ کتاب الفتن ص ۱۹۶۔ [4] سیوطی: اللآلی المصنوعہ کتاب الفتن۔

Marfat.com

اذا کان سنة کذا وکذا وقع کیت وکیت واذا کان شهر کذا وکذا وقع کیت وکیت[1]

جب فلاں فلاں سنہ ہوگا تو ایسا ایسا ہوگا اور فلاں فلاں مہینہ ہوگا تو ایسا ایسا ہوگا۔

رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث میں چھوٹے کام پر بڑے بھاری ثواب کی بشارت ہو

(۲۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب حدیث میں چھوٹے کام پر بڑے بھاری ثواب کی بشارت ہو:۔

اشتمال الحدیث علیٰ افراط فی الثواب العظیم علی الفعل الصغیر[2]

حدیث میں چھوٹے کام پر ثواب عظیم کی افراط ہو۔

علامہ سخاوی کہتے ہیں:۔

یتضمن الافراط بالوعد العظیم علی الفعل الیسیر[3]

حدیث معمولی کام پر بڑے وعدہ کی افراط پر مشتمل ہو۔

اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں

اس اصول کے تحت درج ذیل قسم کی روایتیں موضوع قرار پائیں گی:۔

من اغتسل یوم الجمعة بنیة وحسبة کتب الله له بکل شعرة نوراً یوم القیٰمة ورفع الله له بکل قطرة درجة فی الجنة من الدر والیاقوت والزبرجد

جس نے جمعہ کے دن طلب ثواب کی نیت سے غسل کیا، اللہ تعالیٰ ہر بال کے بدلے قیامت کے دن "نور" لکھے گا اور ہر قطرہ کے بدلے جنّت میں موتی یاقوت اور زمرد کے درجات بلند

---

[1] المنار المنیف فصل ۱۳۔ [2] مصطفےٰ سباعی: السنة ومکانتها فی التشریع الاسلامی علامات الوضع فی المتن۔

[3] علامہ سخاوی: فتح المغیث شرح الفیة الحدیث الموضوع۔

Marfat.com

بین کل درجتین مسیرۃ مائۃ عام[1]

کرے گا، جس کے ہر دو درجہ کے درمیان سو سال کی مسافت ہوگی۔

من صلی الضحی کذا وکذا رکعۃ اعطی ثواب سبعین نبیّا[2]

جس شخص نے چاشت کی اتنی اتنی رکعتیں پڑھیں اس کو ستّر نبیوں کا ثواب دیا جائے گا۔

من تعلم القرآن وحفظه ادخله الجنۃ وشفعه فی عشرۃ من اهل بیته کل قد اوجب النّار[3]

جس شخص نے قرآن سیکھا اور اس کو یاد رکھا اللہ اس کو جنّت میں داخل کریگا اور ایسے دس آدمیوں کے بارے میں اس کی سفارش قبول کی جائیگی جن پر دوزخ واجب ہو چکی ہے۔

لو یعلم الامیر ماله فی ذکر الله لترک امارته ولو یعلم التاجر ماله فی ذکر الله لترک تجارته ولوانّ ثواب تسبیحه قسم علیٰ اهل الارض لاصاب کل واحد منهم عشرۃ اضعاف الدنیا[4]

اگر امیر جانتا کہ اللہ کے ذکر میں کس قدر ثواب ہے تو وہ اپنی امارت چھوڑ دیتا، اگر تاجر جانتا کہ ذکر میں کس قدر ثواب ہے تو وہ اپنی تجارت چھوڑ دیتا۔ اگر اسکی ایک تسبیح کا ثواب زمین والوں پر تقسیم کیا جائے تو ہر ایک کو ان میں سے دنیا کے دس گنے کے برابر پہنچے۔

من صلی الفجر فی جمعۃ فکانما حج خمسین حجۃ مع آدم[5]

جس نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی تو اس نے گویا حضرت آدمؑ کے ساتھ پچاس حج کئے۔

---

[1] ملا علی قاری: موضوعات کبیر ص ۱۱۰۔ [2] ایضاً۔ [3] قاضی شوکانی: الفوائد المجموعہ کتاب فضائل القرآن۔ [4] محمد طاہر پٹنی: تذکرۃ الموضوعات فصل الذکر الخ۔ [5] ایضاً کتاب الصلوٰۃ۔

Marfat.com

من قال لا إله إلا الله ومدها هدمت له اربعة آلاف ذنب من الكبائر[1]

جس نے مد کے ساتھ لاالٰہ الااللہ کہا اس کے چار ہزار کبائر گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔

یہ اور اس قسم کی بہت سی روایتیں صوفیاء و واعظین نقل کرتے رہتے ہیں جو خارجی نقد (روایتی) کے لحاظ سے بھی موضوع ہیں۔

رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث میں چھوٹی بات پر سخت وعید کا مبالغہ ہو

(۲۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب حدیث میں چھوٹی بات پر سخت وعید کا مبالغہ ہو۔

اشتمال الحديث على المبالغة بالوعيد الشديد على الامر الحقير[2]

حدیث امر حقیر پر مبالغہ آمیز سخت وعید پر مشتمل ہو۔

علامہ سخاویؒ کہتے ہیں:۔

يتضمن الافراط بالوعيد الشديد على الامر اليسير[3]

حدیث میں چھوٹے کام پر سخت وعید کی افراط ہو۔

اس اصول کے تحت چند موضوع روایتیں

اس اصول کے تحت درج ذیل قسم کی روایتیں موضوع قرار پائیں گی:۔

من نظر الى عورة اخيه المسلم متعمدًا لم يقبل الله صلوٰته اربعين يومًا[4]

جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کی شرمگاہ کی طرف قصداً دیکھا تو اللہ چالیس دن تک اس کی

---

[1] تذكرة الموضوعات فصل الذكر [2] مصطفےٰ سباعی: السنة ومكانتها فى التشريع الاسلامى علامات الوضع فى المتن [3] فتح المغيث شرح الفية الحديث الموضوع [4] قاضی شوکانی: الفوائد المجموعة۔ کتاب الحدود۔

Marfat.com

نماز نہ قبول کرے گا۔

ما من رجل یدخل بصرہ فی منزل قوم اِلا قال الملك الموکل بہ اف لك اذیت وعصیت ثم یوقد النّار علیہ الی یوم القیٰمۃ [1]

کوئی شخص کسی کے گھر میں دیکھتا ہے تو اس کا متعینہ فرشتہ کہتا ہے کہ تجھ پر اُف ہے تو نے تکلیف دی، اور نافرمانی کی، پھر قیامت تک اس پر آگ بھڑکائی جاتی رہے گی،

من قرض بیت شعر بعد العشاء الاٰخرۃ لم تقبل لہ صلوٰۃ تلك اللیلۃ [2]

جس شخص نے عشاء کے بعد کوئی شعر کہا تو اس کی اس رات کی کوئی نماز قبول نہیں ہوگی۔

سب اصحابی ذنبٌ لایغفر [3]

میرے اصحاب کو گالی دینا ایسا گناہ ہے جس کی مغفرت نہیں ہے۔

من تکلّم بکلام الدنیا فی المسجد احبط اللہ اعمالہ اربعین سنۃ [4]

جس شخص نے مسجد میں دنیوی بات کی تو اُس کے چالیس سال کے اعمال ضائع ہوجائیں گے، جس

من تواضع لغنی لاجل غناہ ذھب ثلثا دینہ [5]

نے مالدار کے مال کی وجہ سے اس کے سامنے خاکساری

---

[1] قاضی شوکانی: الفوائد المجموعۃ کتاب الحدود۔ [2] جلال الدین السیوطی: اللاٰلی المصنوعہ فی احادیث الموضوعۃ کتاب العلم۔ [3] موضوعات کبیر حرف العین۔ [4] و [5] موضوعات کبیر حرف المیم۔

Marfat.com

دکھائی تو اس کا دو ثلث دین رخصت ہوگیا۔

من لعب بالشطرنج والناظر الیھا کالاٰکل لحم الخنزیر[1]

جو شطرنج کھیلے اور جو اس کی طرف دیکھے وہ خنزیر کھانے والے کے مثل ہے۔

اس باب میں بھی بہت سی روایتیں واعظین وصوفیاء نقل کرتے رہتے ہیں، جن کا کوئی ثبوت نہیں ہے، بعض روایتیں تو اس قدر مضحکہ خیز ہیں کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت پر شک ہونے لگتا ہے، اور وہ یہ سوچنے پر مجبور ہوتا ہے کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ بھی ظالم فرمانروا کی طرح معمولی قصور پر سخت قسم کی سزا دیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب حدیث میں مفاد عصبیت اور اختلاف کو دخل ہو

حدیث روایت کرنے میں مفاد، گروہی عصبیت دین و مسلک کے اختلاف کو دخل ہو۔ اس کا ثبوت درج ذیل عبارتوں سے مستنبط ہوتا ہے:۔

الا یکون ناشیا عن باعث نفسی حمل الراوی علی روایتہ[2]

کوئی ذاتی محرک راوی کو روایت پر ابھارنے والا نہ ہو۔

موافقۃ الحدیث لمذھب الراوی وھو متعصب فقال فی تعصبہ[3]

حدیث راوی کے مسلک کے موافق ہو اور وہ اپنے مسلک میں انتہائی درجہ کا متعصب ہو۔

ان یکون الحدیث خبرًا

حدیث میں کسی بڑے کام کی خبر ہو

---

[1] موضوعات کبیر حرف المیم [2] السنۃ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی قواعد النقد فی السند والمتن

[3] ایضاً علامات الوضع فی المتن۔

عن امر جسیم تتوفر الدواعی علیٰ نقلہ بحضرۃ الجمّ الغفیر ثم لاینقلہ الّا واحد منہم[1]	جس کے نقل کرنے کے دواعی زیادہ ہوں اور جم غفیر کے سامنے بیان ہوئی ہو، لیکن ان میں سے صرف ایک راوی نے روایت کیا ہو۔
او انفرادہ بشیٔ مع کونہ فیما یلزم المکلّفین علمہ وقطع العذر فیہ[2]	راوی کسی ایسی شے کے بیان میں منفرد ہو جس کا علم ہر مکلف کے لئے لازم ہو اور اس میں کسی عذر کی گنجائش نہ ہو۔
بما صرّح بتکذیبہ فیہ جمع کثیر فی العادۃ تواطؤھم علی الکذب وتقلید بعضھم بعضًا[3]	حدیث میں ایسی بات مذکور ہو جس کے جھوٹ ہونے کی ایک بڑی جماعت نے تصریح کی ہو، جس کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا، اور ایک دوسرے کی تقلید کرتے رہنا عادۃً ممتنع ہو۔

مفاد کے تحت چند موضوع روایتیں

(الف) مفاد کے تحت اس قسم کی روایتیں آتی ہیں۔ مثلاً:۔

الھریسۃ تشد الظھر[4] حریرہ کمر کو مضبوط کرتا ہے:۔

---

[1] علی بن محمد کنانی تنزیہہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعہ، امارات۔

[2] علامہ سخاوی فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث الموضوع [3] ایضاً۔

[4] موضوعات کبیر ص ۱۱۵، السنۃ ومکانتہا الخ قواعد النقد فی السند والمتن۔

Marfat.com

اس کا راوی حریرہ کی تجارت کیا کرتا تھا، جس کے فروغ کے لئے یہ حدیث وضع کی گئی۔

معلمو صبیانکم شرارکم[1] — تمہارے بچوں کے معلم تم میں بدترین ہیں۔

یہ اس وقت وضع کی گئی، جب راوی کا بچہ روتا ہوا آیا کہ معلم نے اس کو مارا ہے۔

انّ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلّم کان یطیر الحمام[2] — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبوتر اڑایا کرتے تھے۔

یہ اس وقت وضع کی گئی جب کہ ہارون رشید کبوتر اڑایا کرتا تھا۔ بعض روایتوں میں اسی طرح کا ایک واقعہ خلیفہ مہدی کی طرف منسوب ہے، جس میں اس کی خوشنودی کے لئے اگلی روایت میں لفظ جناح کا اضافہ ہے:۔

لا سبق اِلا فی خف او نصل او حافر او جناح[3] — بازی صرف اونٹ، تیر، گھوڑے اور پرندہ میں جائز ہے۔

واعظین اور صوفیاء نے اپنے موقف کی تائید، محفل آرائی اور عزت و شہرت بڑھانے کے لئے بھی بہت سی روایتیں وضع کیں اور کئی مواعظ رسول اللہؐ کی طرف منسوب کر دیئے ہیں، جو موضوعات کی کتابوں میں درج ہیں[4]۔

---

[1] موضوعات کبیر ص ۱۱۵۔ السنۃ ومکانتہا الخ فوائد السند والمتن۔ [2] جلال الدین سیوطی: اللآلی المصنوعہ فی احادیث الموضوعہ کتاب الاطعمہ۔ [3] شاہ عبدالعزیز، عجالہ نافعہ خاتمہ۔ [4] ملاحظہ ہو: جلال الدین سیوطی: اللآلی المصنوعہ کتاب المواعظ والوصایا وکتاب الادب والزہد وتذکرۃ الموضوعات باب القصص والمواعظ وغیرہ۔

Marfat.com

گروہی عصبیت کے تحت چند موضوع روایتیں

(ب) گروہی عصبیت کے تحت اس قسم کی روایتیں آتی ہیں مثلاً :۔

امام ابوحنیفہؒ کی تعریف میں :۔

ابو حنیفة سراج امتی [1]

ابوحنیفہؒ میری امت کا چراغ ہے،

امام شافعیؒ کی مذمت میں :۔

سیکون فی امتی رجل یقال لہ محمد بن ادریس ھو اضر علیٰ امتی من ابلیس ۔

میری امت میں ایک آدمی ہوگا جس کا نام محمد بن ادریس ہے، وہ میری امت کے لئے ابلیس سے زیادہ ضرر رساں ہے۔ (معاذاللہ)

کسی امام کی تعریف یا مذمت میں جس قدر حدیثیں رسول اللہؐ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں، وہ سب موضوع ہیں [2]۔

اسی طرح قبیلہ، خاندان، قرابت پروری، شہر، زبان وغیرہ سے متعلق جو روایتیں اوپر گزر چکی ہیں، وہ سب گروہی عصبیت سے وضع کی گئی ہیں۔

اختلافِ دین کے تحت چند موضوع روایتیں

(ج) دین کا اختلاف، ملحد و بے دینوں نے اسلام و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدنام کرنے اور ان کا مذاق اڑانے کے لئے درج ذیل قسم کی روایتیں وضع کیں۔

ینزل ربنا عشیة عرفة علیٰ جمل اورق یصافح

عرفہ کی شام کو اللہ رب العزت خاکستری رنگ کے اونٹ پر نزول

---

[1] موضوعات کبیر حرف الہمزۃ، [2] اللآلی المصنوعۃ، فوائد متفرقۃ، [3] المنار المنیف فصل ۳۶۔

Marfat.com

الرکبان ویعانق المشاۃ[1]۔ اجلال فرماتا ہے، اور سواروں سے مصافحہ اور پاپیادہ سے معانقہ کرتا ہے۔

خلق اللہ الملائکۃ من شعر ذراعیہ وصدرہ[2]۔ اللہ نے فرشتوں کو اپنے بازو اور سینہ کے بال سے پیدا کیا۔

ان اللہ اشتکت عیناہ فعادتہ ملائکتہ[3]۔ اللہ کی آنکھیں دُکھنے آئیں تو فرشتوں نے عیادت کی۔

ان اللہ لما خلق الحروف سجدت الباء و وقفت الالف[4]۔ اللہ نے حروف پیدا کئے تو باء نے سجدہ کیا، اور الف کھڑا رہا۔

اختلافِ مسلک کے تحت چند موضوع روایتیں

(د) مسلک کا اختلاف جس میں کلامی، فقہی اور سیاسی وغیرہ سب ہی قسم کے اختلاف شامل ہیں۔ مثلاً:۔

من زعم انّ الایمان یزید و ینقص فزیادتہ نفاق و نقصانہ کفر فان تابوا فبہا والا فاضربوا اعناقہم بالسیف اولئک اعداء الرّحمٰن فارقوا دین اللہ تعالیٰ و استحلوا الکفر وخاصموا اللہ

جنہوں نے کہا کہ ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہے تو اس کی زیادتی نفاق اور کمی کفر ہے، اگر توبہ کر لیں تو خیر، ورنہ اُن کی گردن تلوار سے مار دو۔ یہ لوگ رحمٰن کے دشمن ہیں۔ انہوں نے اللہ کے دین میں تفریق کی کفر کو حلال کیا اور

---

[1] السنۃ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی۔ البواعث التی ادّت الی الوضع الخ۔ [2] ایضاً۔
[3] ایضاً۔

Marfat.com

طهّرا الله الارض منهم الا فلا زكوٰة لهم الا فلاصوم لهم الافلاج لهم الافلادين لهم هم براءمن رسول الله صلى الله عليه وسلم ورسول الله برئٌ منهم[1]

اللہ سے جھگڑا کیا۔ اللہ ان سے زمین کو پاک کرے۔ اُن کی نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کوئی قبول نہیں۔ اُن کا کوئی دین نہیں۔ اللہ کا رسولؐ اُن سے بری اور یہ اللہ کے رسول سے بری ہیں۔

القراٰن كلام الله غير مخلوق فمن قال بغير هٰذا فقد كفر[2]

قرآن اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے جس نے اس کے خلاف کہا وہ کافر ہے۔

من رفع يديه فى الصلوٰة فلا صلوٰة له،[3]

جس شخص نے نماز میں اپنے ہاتھ اٹھائے اس کی نماز نہ ہوگی۔

امّنى جبريل عند الكعبة فجهر بسم الله الرحمٰن الرّحيم۔[4]

حضرت جبریلؑ نے خانہ کعبہ کے پاس میری امامت کی اور انہوں نے بسم اللہ زور سے پڑھی۔

یا مثلاً:۔

---

[1] جلال الدین سیوطی، اللآلی المصنوعہ کتاب الایمان۔ [2] ملا علی قاری: موضوعات کبیر حرف القاف۔ [3] تذکرہ الموضوعات باب الصلوٰۃ۔ [4] السنۃ ومکانتہا الخ البواعث التی ادت الیٰ وضعہا،

وقد امرنی جبریل عن ربی ان اقوم فی ھٰذہ المشہد وَاُعلِمُ کلَّ ابیض واسودان علی بن ابی طالب اخی ووصی و خلیفتی والامام بعدی۔[1]

حضرت جبرئیلؑ نے مجھ کو میرے رب کی طرف سے حکم دیا ہے کہ میں اس مجمع میں کھڑے ہو کر ہر سیاہ وسفید کو بتادوں کہ علیؓ بن ابی طالب میرے بھائی میرے وصی میرے خلیفہ اور میرے بعد امام ہوں گے۔

غدیر خُم کے مقام پر حضرت علیؓ کو خلیفہ نامزد کرنے کا جو واقعہ مشہور ہے اس پر ابن تیمیہ وابنِ حزم وغیرہ نے بڑی سخت تنقید کی اور اس کی روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔ لیکن شیعہ حضرات نے اس کو حدِ تواتر تک پہنچانے کی کوشش کی ہے[2]، ابن ابی الحدید حسینی شرح نہج البلاغہ میں کہتے ہیں :-

واعلم ان الاٰثا ر فی ھذا الباب کثیرۃ جدًا ومن تاملھا وانصف علم انہ لم یکن ھناک نصّ صریح ومقطوع بہ لاتختلجہ الشکوک و لا تتطرق الیہ الاحتمالات کما تزعم الامامیۃ فانھم

اس باب میں آثار بہت زیادہ ہیں جو شخص انصاف کے ساتھ غور کریگا وہ جان لے گا، کہ اس بارہ میں کوئی ایسی صریح اور یقینی نص نہیں ہے جس سے شکوک واحتمالات نہ پیدا ہوں، لیکن امامیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ

---

[1] احمد الامینی : الغدیر ج ۱۔ الغدیر فی الکتاب الغدیر۔ [2] ایضاً والوافی (محسن فیض) طبقات الانوار (حامد حسین)

Marfat.com

یقولون ان الرّسول صلی اللہ علیہ و	نے حضرت علی کی خلافت کی کھلی
آلہٖ وسلم نصّ علی خلافۃ امیر المؤمنین	تصریح کی ہے۔ الخ
علیہ السلام نصًّا صریحاً جلیاً[1]	

اس کے بعد کہتے ہیں :۔

ولاریب ان المنصف اذا سَمِع	اس میں کوئی شک نہیں کہ جب
ماجرٰی لھم بعد وفاۃ	کوئی منصف مزاج رسول اللہؐ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ	کی وفات کے بعد جو واقعات پیش
وسلّم یعلم قطعًا انہ لم	آئے اُن کو سُنے گا تو یقین کرلیگا کہ
یکن ھٰذا النص[2]	اس باب میں کوئی صریح نص نہ تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس قسم کی اور روایتیں بھی ہیں جن کو محققین نے موضوع قرار دیا ہے۔ اسی طرح حضرت معاویہؓ کے بارے میں ہے:۔

الاُمناء ثلاثۃ انا وجبریل	"امین" تین ہیں، میں جبرئیلؑ، اور
ومعاویۃ انت منی یامعاویہ	معاویہؓ، اے معاویہؓ! تو
وانا منك۔	مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔
لا افتقد فی الجنۃ الّا	میں جنّت میں صرف معاویہؓ
معاویۃ فیاتی انفا	کو تلاش کروں گا۔ پھر وہ لمبے
بعد وقت طویل	وقفہ کے بعد اسی ساعت

---

[1] ابن ابی الحدید حسینی۔ شرح نہج البلاغۃ فی م نص صریح علیٰ خلافۃ والجواب "تمسک بہ الشیعہ من النصوص۔

[2] شرح نہج البلاغۃ ص ۱۳۵۔

Marfat.com

فاقول من این یا معاویة فیقول من عند ربی۔ یناجینی واناجیه فیقول هذا بهانیل من عِرضك فی الدنیا۔

آجائیں گے، میں ان سے پوچھوں گا کہ معاویہؓ تم کہاں تھے، وہ جواب دیں گے، میں اپنے رب کے پاس سرگوشی کر رہا تھا اور وہ مجھ سے کر رہا تھا، پھر کہے گا یہ اس کے بدلے میں ہے جو دنیا میں تمہاری بے عزتی کی گئی۔

حضرت عباسؓ کے بارے میں ہے:۔

العباس وصیی ووارثی۔

عباسؓ میرے وصی اور میرے وارث ہیں۔

انّ النّبی صلی اللہ علیه وسلم قال للعباس اذا کان سنة خمس و ثلاثین و مائة فهی لك ولولدك السفاح والمنصور والمهدی[1]۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت) عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب سنہ ایک سو پینتیس ۱۳۵ ہوگا تو وہ تیرے بعد اور تیری اولاد سفاح منصور اور مہدی کے لئے ہوگا۔

※

اسی طرح ان بزرگوں کی برائی سے متعلق جس قدر روایتیں رسول اللہ ﷺ

---

[1] السنة ومکانتہا الخ۔ البواعث التی ادت الی الوضع۔ ابن قیم۔ المنار المنیف فصل ۳۴-۳۵-۳۷۔

کی طرف منسوب کی جاتی ہے وہ سب موضوع ہیں۔

داخلی نقدِ حدیث کے یہ چند اصول ہیں، جن سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اہل علم نے حدیثوں کے جانچنے کے لئے کس قدر بلند معیار قائم کیا ہے[1]۔ ان کے علاوہ انہی محدثین نے کچھ کلی قواعد ذکر کئے ہیں، جن میں ابواب کے تحت روایتوں کو موضوع قرار دیا گیا ہے[2]۔ طوالت کے خیال سے قصداً اُن کو نہیں ذکر کیا جا رہا ہے۔

خارجی نقد کے بعض اصول داخلی نقد کے ساتھ خاص ہیں

داخلی نقدِ حدیث کے ان مستقل اصول و قواعد کے علاوہ خارجی نقد کے جو اصول مقرر ہیں ان کا تعلق بھی داخلی نقد سے ہے:۔

فعلم مصطلح الحدیث بطبیعته تعریفه لا یقتصر علیٰ مباحث الاسناد بل یجاوزها الی المسائل المتعلقة بالمتن ایضاً[3]	اصطلاح حدیث کا علم اپنی طبیعت کے لحاظ سے "سند" کے مباحث کے لئے خاص نہیں ہے، بلکہ متن سے متعلق جو مباحث ہیں وہ بھی اس میں شامل ہیں۔

بعض "اصول" داخلی نقدِ حدیث کے لئے خاص ہیں۔ مثلاً:۔

مرفوع:۔

هو ما ینتهی الی النبی صلی اللہ علیه وسلم غایة الاسناد[4]۔	وہ حدیث (متن) جسکی سند کی انتہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے۔

---

[1] المنار المنیف فصل ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۷۔ [2] ملاحظہ ہو رسالہ امام صغانی المنار و موضوعات کبیر وغیرہ

[3] ڈاکٹر صبحی الصالح: علوم الحدیث و مصطلحہ، الفصل السابع [4] ابن حجر عسقلانی: نزہۃ النظر فی شرح نخبۃ الفکر۔ المرفوع۔

صحابیؓ اس قسم کے الفاظ استعمال کرے:۔

(۱) میں نے رسول اللہؐ سے فلاں بات سنی (۲) رسول اللہؐ نے ہم سے فلاں حدیث بیان کی (۳) رسول اللہؐ نے یہ فرمایا (۴) رسول اللہؐ سے یہ روایت ہے (۵) میں نے رسول اللہؐ کو فلاں کام کرتے دیکھا۔ (۶) رسول اللہؐ فلاں کام کرتے تھے۔ (۷) میں نے رسول اللہؐ کی موجودگی میں فلاں کام کیا (۸) رسول اللہؐ کی موجودگی میں فلاں کام کیا گیا۔ آخر کی دونوں صورتوں میں راوی (صحابی) جب رسول اللہؐ کا انکار نہ ذکر کرے۔

موقوف:۔

هو ما ينتهي الى الصحابي غاية الاسناد[1]	وہ حدیث (متن) جس کی سند کی انتہا صحابی تک پہنچے۔

حضرت علیؓ کا قول ہے:۔

من السنة وضع الكف على الكف في الصلوٰة تحت السرة[2]	نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا سنّت ہے۔

مقطوع:۔

هو ما ينتهي الى التابعي[3]	وہ حدیث جس کی سند کی انتہا تابعی تک پہنچے۔

جیسے کہا جائے کہ عطاء یا طاؤس (تابعی) پر فلاں فلاں شخص نے فلاں فلاں حدیث کو موقوف کیا۔[4]

مختلف الحدیث:۔

---

[1] ابن حجر عسقلانی: نزھۃ النظر فی شرح نخبۃ الفکر۔ المرفوع۔ [2] فتح المغیث: فروع ص ۴۳۔ [3] ابن صلاح: مقدمہ ابن صلاح النوع السابع معرفۃ الموقوف [4] ایضاً۔

Marfat.com

الحدیث الذی عارضہ حدیث وقد امکن الجمع بین مدلولیھما من غیر تعسف۔[1]	وہ حدیث جس کی دوسری حدیث معارض ہو اور کسی دشواری کے بغیر دونوں کے مفہوم کو جمع کرنا ممکن ہو۔

ایک حدیث میں ہے:۔

لاعدوٰی ولاطیرۃ فی الاسلام[2]	اسلام میں چھوت لگنے کا اور بدشگونی کا عقیدہ نہیں ہے۔

دوسری میں ہے:۔

فرمن المجذوم فرارک من الاسد[3]	جذامی (کوڑھی) سے ایسے ہی بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔

دونوں حدیثوں کو جمع کرنے کی صورت یہ ہے کہ کوئی مرض اپنی خاصیت کے لحاظ سے دوسرے کو چھوت سے نہیں لگتا، ورنہ ہر پاس اٹھنے بیٹھنے والے کو لگ جایا کرتا، بلکہ جب اللہ چاہے تو دوسرے کو لگ سکتا ہے، چونکہ مرض لگنا اللہ کی مشیت کے تحت ہوتا ہے اور انسان ان کو بیماری کی خاصیت سمجھ لیتا ہے۔ اس بنا پر دوسری حدیث میں ممانعت کر دی گئی اور پہلی میں عقیدہ کی اصلاح کی گئی۔

ناسخ ومنسوخ:۔

ان لم یمکن الجمع فلا یخلوا ان یعرف التاریخ اولا فان عرف وثبت	اگر دو[2] معارض حدیثوں میں جمع ممکن نہ ہو تو دونوں کی تاریخ کو دیکھا جائے گا۔ اگر تاریخ کے لحاظ سے

---

[1] نزہۃ الخواطر۔ مختلف الحدیث۔ [2] ایضاً حاشیہ۔ [3] ایضاً حاشیہ۔

المتاخر به فهو الناسخ والاٰخر المنسوخ۔[1]	ایک مقدم اور دوسری مؤخر ہے تو پہلی منسوخ اور دوسری ناسخ ہوگی۔

مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے زیارتِ قبور سے منع فرمایا تھا پھر اس کی اجازت دی۔

کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزورھا فانّھا تذکر الآخرۃ۔[2]	میں نے تمہیں زیارتِ قبور سے منع کیا تھا۔ اب زیارت کیا کرو، یہ آخرت کو یاد دلاتی ہے۔

خارجی نقد کے بعض اصول دونوں میں مشترک ہیں

بعض اصول داخلی وخارجی دونوں میں مشترک ہیں، مثلاً حدیث کی پہلی تقسیم صحیح، حسن اور ضعیف کی طرف کی جاتی ہے اور حدیث صحیح کی درج ذیل شرط داخلی نقد سے متعلق ہے:۔

ولا یکون شاذا ولا معللاً[3]	وہ حدیث جو شاذ اور معلل نہ ہو۔

شاذ:۔

ما یخالف الراوی الثقۃ فیہ بالزیادۃ او النقص فی السند اوفی المتن الملأ ای الجماعۃ الثقات من الناس بحیث لا یمکن الجمع بینھما۔[4]	الفاظ حدیث کی زیادتی یا کمی میں ثقہ راوی ثقہ جماعت کی مخالفت کرے اور دونوں کے درمیان جمع ممکن نہ ہو۔ یہ مخالفت کبھی سند اور کبھی متن میں ہوتی ہے۔

---

[1] نزہۃ النظر ناسخ ومنسوخ۔ [2] ایضاً۔ [3] ابن صلاح، مقدمۃ ابن صلاح۔ النوع الاول معرفۃ الصحیح۔ [4] فتح المغیث بشرح الفیۃ۔ الحدیث الشاذ۔

Marfat.com

"متن" میں شاذ کی مثال موسیٰ بن علی رباح سے مروی وہ روایت ہے جس میں ایام تشریق کی تعداد میں یوم عرفہ کو بھی شامل کیا گیا ہے، جب کہ دوسری تمام روایتوں میں عرفہ شامل نہیں ہے[1]۔

معلل:۔

هو الحديث الذى اطلع فيه علة تقدح فى صحته مع ان الظاهر السلامة منها[2]	وہ حدیث جس میں کسی علت کی وجہ سے اس کی صحت مجروح ہوجائے حالانکہ ظاہر میں کوئی خرابی نہ معلوم ہو۔

"علت" سے مراد وہ خفی اور باریک اسباب ہیں جو حدیث میں خرابی پیدا کردیں۔ مثلاً: منقطع کو متصل اور موقوف کو مرفوع بنادیں یا کسی حدیث کو دوسری میں داخل کردیں یا اس کے مثل جو بھی تبدیلی حدیث کی صحت کو مجروح کردے، وہ علت میں داخل ہوگی[3]۔

"علت" سند اور متن دونوں میں پائی جاتی ہے "متن" میں علت کی مثال وہ روایت ہے کہ جس میں حضرت انسؓ سے نماز کے شروع میں بسم اللہ الخ پڑھنے کی نفی اور قرأت کی ابتداء الحمد اللہ الخ سے ثابت ہوتی ہے، جب کہ دوسری روایتوں میں بسم اللہ الخ کا ثبوت موجود ہے[4]۔

منکر:۔

انه الحديث الذى ينفرد	وہ حدیث جس کا راوی تنہا ہو۔

---

[1] فتح المغیث بشرح الفیۃ۔ الحدیث الشاذ۔ [2] مقدمۃ ابن صلاح النوع الثامن عشر، معرفۃ الحدیث المعلل۔ [3] ایضاً و شیخ عبدالعزیز خولی: تاریخ فنون الحدیث او مفتاح السنۃ، علل الحدیث۔ [4] فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث المعلل۔

Marfat.com

به الرّجل ولا یعرف متنه من غیر روایته لا من الوجه الذی رواه منه ولا من وجه اٰخر[1]

اور اس شخص کی روایت کے علاوہ نہ اس طریق سے اور نہ دوسرے طریق سے حدیث کے متن کا پتہ چل سکے۔

مثلاً جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو انگوٹھی نکالدیتے تھے۔ ابوداؤد نے اس کو "منکر"[2] اور نسائی نے اس کو "غیر محفوظ" کہا ہے، مزید تفصیل مقدمہ ابن صلاح کی شرح "التقیید والایضاح" میں دیکھنی چاہیئے[3]

مضطرب:۔

هو الذی یختلف الروایة فیه فیرویه بعضهم علیٰ وجه و بعضهم علیٰ وجه اٰخر مخالف له[4]۔

وہ حدیث جس میں روایت کے الفاظ مختلف ہوں، کوئی راوی کسی طرح روایت کرے اور کوئی اس کے مخالف طریقہ سے روایت کرے۔

مثلاً: ایک روایت میں ہے:۔

ان فی المال حقا سوی الزکوٰة[5]۔

مال میں زکوٰۃ کے سوا بھی حق ہے۔

دوسری روایت میں ہے:۔

لیس فی المال حق سوی الزکوٰة[6]۔

مال میں زکوٰۃ کے سوا اور کوئی حق نہیں ہے۔

مصحف:۔

هو تغییر لفظ او معنی اما

لفظ یا معنی کو بدل دینا سننے کی غلطی

---

[1] مقدمہ ابن صلاح معرفۃ المضطرب۔ [2] التقیید والایضاح معرفۃ المنکر [3] محمد بن محمد علی فارسی جواہر الاصول فی علم حدیث الرسول۔ المضطرب۔ [4] حاشیہ نزہۃ النظر ص ۶۵۔ [5] ایضاً۔

Marfat.com

تصحیف سمع او بصر[1] — سے ہو یا دیکھنے کی غلطی سے ہو۔

مثلاً: روایتوں میں ہے:۔

من صام رمضان واتبعہ ستًا الخ — جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اسکے ساتھ چھ شوال کے روزے رکھے الخ

ابوبکر صولی نے ستاً (چھ) کو شیئًا (کچھ) روایت کیا ہے[2]۔

مقلوب:۔

هو الحديث الذى انقلب فيه على احد الرواة لفظ فى المتن او اسم رجل فى الاسناد فقدم ما حقه التاخير او اخر ما حقه التقديم او وضع شيئ مكان شيئ[1] — وہ حدیث جس میں کسی روای سے متن میں کوئی لفظ الٹ جائے یا سند میں کسی راوی کا نام یا نسب الٹ جائے یعنی جسکو مقدم ہونا چاہیئے وہ مؤخر ہو جائے اور جس کو مؤخر ہونا چاہیئے وہ مقدم ہو جائے، یا کسی نام و لفظ کی جگہ کوئی دوسرا نام ولفظ رکھدیا جائے۔

متن کی مثال وہ روایت ہے جس میں اس حد تک مخفی طریقہ سے صدقہ کرنے کا ذکر ہے۔ کہ "بایاں ہاتھ نہیں جانتا کہ دایاں ہاتھ کیا خرچ کرتا ہے"۔ بعض روایت میں دایاں کی جگہ بایاں کر دیا گیا ہے۔

مدرج:۔

المدرج هو الحديث الذى — وہ حدیث ہے جس کے متن یا سند

---

[1] جواہر الاصول۔ المصحف۔ [2] ڈاکٹر صبحی صالح علوم الحدیث ومصطلحہ الفصل الخامس۔
[3] علوم الحدیث ومصطلحہ الفصل السابع۔ المقلوب۔

Marfat.com

اطلع فی متنه او اسناده علی زیادة لیست منه[1]

میں ایسی زیادتی کا پتہ چلے جو اس کا جز نہیں ہے۔

مثلاً: حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا:۔

اسبغوا الوضوء فان ابا القاسم صلی اللہ علیہ وسلم قال ویل للاعقاب من النار[2]

پورا وضو کیا کرو کیوں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے، افسوس وہ ایڑیاں جو دوزخ میں جائیں گی (یعنی خشک رہ جانے کی وجہ سے)۔

"اسبغوا الوضوء" حضرت ابوہریرہؓ کا قول ہے جو حدیث میں داخل ہے۔

خارجی نقد کے اور بھی بعض اصول ہیں جو دونوں میں مشترک کہے جاتے ہیں، جس کی بنا پر محدثین نے درایت کی ایسی تعریف کی ہے جو دونوں پر صادق آتی ہے۔ جیسا کہ درایت کی عام اصطلاحی تعریف میں تفصیل گزر چکی۔

اکثر و بیشتر خارجی و داخلی نقد میں ٹکراؤ نہیں ہوتا

اسی اشتراک کی وجہ سے اکثر و بیشتر خارجی و داخلی نقد میں ٹکراؤ نہیں ہوتا۔ بلکہ خارجی نقد (سند) کے لحاظ سے جو حدیث صحیح ہوتی وہ داخلی (متن) کے لحاظ سے بھی صحیح ہوتی ہے۔ اسی طرح داخلی نقد کے لحاظ سے جو صحیح ہوتی وہ خارجی لحاظ سے بھی صحیح ہوتی ہے۔

فالغالب علی السند الصحیح ان ینتهی بالمتن الصحیح والغالب علی المتن المعقول المنطقی الذی لایخالف الحس ان یرد عن طریق سند صحیح[3]

اکثر سند صحیح متن صحیح پر منتہی ہوتی ہے اور اکثر متن صحیح معقول جو حس کے مخالف نہ ہو سند صحیح کی طرف لوٹایا جاتا ہے۔

---

[1] علوم الحدیث و مصطلحہ۔ الفصل السابع۔ المدرج۔ [2] حاشیہ جواہر المدرج۔
[3] ڈاکٹر صبحی صالح، علوم الحدیث و مصطلحہ الفصل السابع۔

Marfat.com

لیکن سند و متن کی صحت کے درمیان تلازم نہیں ہے، یعنی جب ایک صحیح ہو لازمی طور پر دوسرا بھی صحیح ہو، یا ایک حسن وضعیف ہو تو لازمی طور سے دوسرا بھی حسن وضعیف ہو:-

لاتلازم بین السند والمتن فی الصحة وغیرها[1]	سند اور متن کے درمیان صحت وحسن وغیرہ میں تلازم نہیں ہے۔
ولا یختص ذلك بالصحیح او الحسن بل یجری فی الضعیف ایضًا[2]	یہ بات صحیح یا حسن کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ ضعیف میں بھی پائی جاتی ہے۔

چنانچہ محدثین جب "سند" کی صحت وغیرہ کا حکم لگاتے ہیں تو وہ "متن" کے لئے لازم نہیں ہوتا، اسی طرح جب "متن" کے بارے میں کوئی حکم لگاتے ہیں تو وہ "سند" کے لئے لازم نہیں ہوتا[3]

ٹکراؤ کی پہلی صورت

(۱) کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خارجی نقد (سند) کے لحاظ سے حدیث صحیح ہوتی لیکن داخلی نقد کے لحاظ سے پایۂ اعتبار سے ساقط ہوتی ہے۔

قد یصح السند او یحسن لاتصاله وثقة رواته و ضبطهم دون المتن لشذوذ او علة[4]	کبھی سند، اتصال، راویوں کے ثقہ اور ان کے ضبط کی وجہ سے صحیح ہوتی ہے لیکن "متن" شذوذ اور علت کی وجہ سے ایسا نہیں ہوتا۔

---

[1] حسن محمد المشاط: رفع الاستار عن محیا تحدرات طلعة الانوار شرح الراجی الفوز علی الصراط تنبیه لاتلازم بین السند والمتن فی الصحة وغیرها۔ [2] حسن محمد المشاط: رفع الاستار عن محیا تحدرات طلعة الانوار شرح الراجی الفوز علی الصراط۔ تنبیه لاتلازم بین السند والمتن فی الصحة وغیرها [3،4] ایضاً۔

Marfat.com

محدث ابن جوزیؒ کہتے ہیں :۔

وقد یکون الاسناد کلّہ ثقات ویکون الحدیث موضوعا او مقلوبا[1]

کبھی کل سندیں ثقہ ہوتی ہیں پھر بھی حدیث موضوع یا مقلوب ہوتی ہے۔

اس کی دو شکلیں

اس کی عموماً دو شکلیں ہوتی ہیں :۔

(الف) بعض بددین اور جھوٹے راوی کسی موضوع حدیث کو ثقہ راویوں کی حدیث میں داخل کر دیتے، پھر یہ داخل شدہ حدیث ثقہ راوی کی حدیث سمجھ کر روایت کی جاتی، مثلاً ابن ابی العوجاء جو حماد بن سلمہ کا ربیب (سوتیلا لڑکا) تھا، وہ ثقہ راوی کی حدیث میں یہ حرکت کیا کرتا تھا۔ یا عبداللہ بن صالح کا ایک پڑوسی تھا، جس کو عبداللہ سے عداوت تھی۔ وہ حدیثیں وضع کر کے عبداللہ کے شیخ کی طرف منسوب کر دیتا یا اس کے خط کے مشابہ لکھ کر اس کے گھر پھینک دیتا اور عبداللہ اس کو غلطی سے اپنا خط سمجھ کر اس حدیث کو روایت کرتا تھا، جس کی وجہ سے اس کی حدیثوں میں بعض منکر حدیثیں شامل ہو گئی ہیں، حالاں کہ عبداللہ لیث کا کاتب اور سچا آدمی تھا۔ اوپر موضوعات میں یہ حدیث گزر چکی ہے جو اسی قبیل کی ہے :۔

ان سفینۃ نوح طافت بالبیت سبعا و صلت خلف المقام رکعتین۔

نوح علیہ السلام کی کشتی نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کی۔

---

[1] ابن جوزی کتاب الموضوعات ج ۱ الباب الثالث فی الامر باتقاد الرجال والتحذیر۔

Marfat.com

(ب) کوئی راوی جھوٹے اور ضعیف لوگوں سے حدیث سنتا جس کو یہ لوگ اپنے شیخ سے روایت کرتے تھے۔ لیکن روایت حدیث میں حرص کی وجہ سے یہ راوی درمیان سے جھوٹے اور ضعیف لوگوں کے نام نکال کر براہ راست شیخ سے روایت کرنے لگتا تھا، جس سے حدیث مقلوب ہو جاتی تھی۔ مثلاً بقیہ بن ولید کے شاگرد درمیان سے جھوٹے اور ضعیف راویوں کو ساقط کر کے اس کی حدیثیں بگاڑ دیتے تھے۔ یا عبداللہ بن عطار، عقبہ بن عامر سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کرتے ہیں:۔

من توضأ فاحسن الوضوء	جس شخص نے ٹھیک ٹھیک
دخل من ای ابواب الجنة	وضو کیا تو جنّت کے جس دروازے
شاء۔	سے چاہے داخل ہوگا۔

ایک شخص نے عبداللہ سے پوچھا کہ تم سے کس نے یہ حدیث بیان کی۔ کہا عقبہ نے پھر پوچھا کیا تم نے خود عقبہ سے سنا ہے۔ کہا نہیں، مجھ سے سعد بن ابراہیم نے بیان کی، سعد سے پوچھا گیا تو کہا کہ مجھ سے زیاد بن محراق نے بیان کی، زیاد سے پوچھا گیا تو کہا کہ شہر بن حوشب نے بیان کی اور انہوں نے ابوریحانہ سے روایت کی ہے۔ اس طرح مذکورہ حدیث میں درمیان سے کئی راویوں کو نکال کر حدیث کو مجروح کیا گیا۔

اسی طرح حدیث میں یہ سند "معمر عن محمد بن واسع عن ابی صالح عن ابی ہریرہؓ" اس میں شخصی طور پر یہ سب ثقہ ہیں، لیکن معمر کا سماع، ابن واسع سے اور ابن واسع کا سماع ابوصالح سے ثابت نہیں ہے[1]۔

---

[1] ابن جوزی: کتاب الموضوعات ج الباب الثالث فی الامر بانتقاد الرجال والتحذیر۔

Marfat.com

ٹکراؤ کی دوسری صورت (۲) کبھی ایسا ہوتا ہے کہ داخلی نقد کے لحاظ سے حدیث صحیح ہوتی لیکن "خارجی" کے لحاظ سے وہ اس درجہ کی نہیں ہوتی :۔

وکذالك قد یصح المتن	کبھی متن صحیح یا حسن ہوتا ہے لیکن
اویحسن دون السند[1]	سند ایسی نہیں ہوتی ۔

اس کی ایک شکل اس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ :۔

بان یجیئ المتن من طریق	"متن" دوسرے طریق سے بھی
اٰخر سالم ممّا فی ھذا	مروی ہو جس میں اس طریق والی
الطریق ۔[2]	خرابی نہ پائی جائے ۔

مثلاً :۔

اطلبوا العلم ولو بالصّین ۔[3]	علم حاصل کرو اگرچہ چین میں ہو۔

محدثین نے کئی طریق نقل کر کے سند کے لحاظ سے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے[4]۔ لیکن عراقی نے کہا ہے :۔

قد صحّح بعض الائمة	بعض اماموں نے اس کے بعض
بعض طرقہ ۔[5]	طریق کی تصحیح کی ہے ۔

"مزی" نے کہا :۔

ان طرقہ تبلغ بہ مرتبة	اس کی کئی سندیں اس کو "حسن"
الحسن ۔[6]	کے درجہ پر پہنچا دیتی ہیں ۔

حدیث کا مفہوم اپنی جگہ صحیح ہے کیوں کہ عرب وچین کے درمیان بعد المشرقین

---

[1] حسن محمد المشاط، رفع الاستار، تنبیہ لاتلازم بین السند والمتن الخ۔ [3] ابن عبدالبر جامع بیان العلم ۔ [4] جلال الدین السیوطی، اللآلی المصنوعۃ کتاب العلم [5] سخاوی : المقاصد الحسنۃ حرف الطاء [6] ایضاً ۔

Marfat.com

ہے، اور عرب کی بندرگاہوں میں چینی جہاز کی آمد و رفت رہتی تھی اور بعض شہروں میں چینی مال فروخت ہوتا تھا۔[1]

حدیث کا مفہوم سمجھنے میں اس لئے دشواری پیش آئی کہ حدیث میں علم سے دینی علم مراد لیا گیا، جو چین میں موجود نہ تھا، حالانکہ اس سے "کائناتی علم" مراد ہے اور حدیث کا مقصد اس کی تحصیل کی ترغیب اور راہ کی مشقتوں کو برداشت کرنے پر آمادہ کرنا ہے، جیسا کہ بیہقی نے "مدخل" میں کہا ہے :-

العلم العام الذی لایسع البالغ العاقل جھلہ[2]	وہ عام علم جس سے کسی عاقل بالغ کو جاہل رہنے کی گنجائش نہ ہو۔
علم ما یطرأ لہ خاصۃ۔[3]	وہ علم جس کی خاص طور سے ضرورت پیش آئے۔

ٹکراؤ کی دوسری صورت کی پہچان زیادہ مشکل نہیں ہے، البتہ پہلی صورت کی پہچان زیادہ مشکل ہے۔

ھٰذا اصعب الاحوال[4]	یہ (پہلی صورت) سب سے زیادہ دشوار صورت ہے۔

ٹکراؤ پر نقدِ حدیث کا ماہر ہی قابو پا سکتا ہے، اس کو ماہر فن ہی پہچان سکتا ہے۔

---

[1] ملاحظہ ہو مسعودی، مروج الذہب ومعادن الجواہر الباب الخامس عشر ذکر ملوک الصین والترک : تفرق، نیز ابن حبیب، المنجد اسواق العرب المشہورۃ فی الجاہلیۃ ومبایعتہم فیہا۔ [2،3] سخاوی : المقاصد الحسنہ حرف الطاء۔ [4] ابن جوزی کتاب الموضوعات، الباب الثالث۔

Marfat.com

ولا یعرف ذٰلك الّا النقاد[1]۔ اس کی معرفت نقدِ حدیث کے ماہر ہی کو حاصل ہوتی ہے۔

ولیس لہ دواء الا اتقان هٰذا الفن والرسوخ فیہ[2]۔ اس کا علاج اس کے سوا اور کوئی نہیں کہ فنی مہارت اور علمی رسوخ حاصل ہو۔

سہولت کے لئے خارجی و داخلی نقد کے ٹکراؤ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(۱) غیر مستند کتب حدیث کی روایت میں ٹکراؤ۔

(۲) مستند کتبِ حدیث کی روایت میں ٹکراؤ۔

غیر مستند کتبِ حدیث کی روایت میں ٹکراؤ دور کرنے کا طریقہ

اگر غیر مستند کتبِ حدیث کی روایت میں ٹکراؤ ہے تو پہلے مستند کتب کی طرف رجوع کیا جائیگا۔ اگر ان میں نظیر موجود ہے تو روایت کی حیثیت متعین کرنے میں زیادہ دشواری نہ ہوگی اور اگر کوئی نظیر نہیں ہے تو بالعموم خارجی نقد کے ذریعہ حدیث کی تحقیق ہو جائے گی۔

ابن جوزیؒ کہتے ہیں:۔

متی رأیت حدیثاً خارجاً عن دواوین الاسلام کالمؤطا و مسند احمد و الصّحیحین وسنن ابی داؤد

جب تم کسی حدیث کو اسلام کے دواوین مؤطا، مسند احمد، بخاری و مسلم، سنن ابوداؤد اور اس کے مثل کتابوں سے خارج دیکھو اور

---

[1] ابن جوزی: کتاب الموضوعات، الباب الثالث۔ [2] محمد جمال الدین قاسمی: قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث بیان ضرر الموضوعات۔

Marfat.com

ونحوها فان كان له نظير من الصحاح والحسان قرب امره وان ارتبت فيه ورأيته بان الاصول فتامّل رجال اسناده واعتبر احوالهم من كتابنا المسمى بالضّعفاء والمتروكين فانك تعرف وجه القدح فيه۔[1]

اس کی نظیر صحیح وحسن حدیثوں میں موجود ہو تو اس کے بارے میں فیصلہ کرنا آسان ہے اور اگر تمہیں شک ہو نیز وہ حدیث "اصول" کے خلاف ہو تو سند اور راویوں کے حالات پر غور کرو۔ ہماری کتاب جس کا نام "کتاب الضعفاء و المتروکین" ہے اس سے راویوں کا حال معلوم ہو جائے گا اور حدیث میں خرابی کا پتہ چل جائے گا۔

بعض نے یہاں تک کہا ہے:۔

"کلی قواعد میں یہ بات بھی داخل ہے کہ احادیثِ نبویہ، مسائل فقہیہ اور تفاسیرِ قرآنی انہیں کتابوں سے نقل کی جائیں جو متداول ہیں، کیونکہ یہ کتابیں محفوظ ہیں اور ان کے علاوہ دوسری کتابوں میں زندیقوں اور ملحدوں نے موضوع حدیثیں شامل کر دی ہیں، جس کی بنا پر وہ قابل اعتماد نہیں ہیں"[2]۔

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صحیح حدیثیں صرف ان ہی کتابوں میں ہیں، ان کے علاوہ اور کہیں ان کا وجود نہیں ہے۔ امیر یمانی کی کتاب "توضیح الافکار

---

[1] ابن جوزی: کتاب الموضوعات، الباب الثالث۔ [2] محمد صباغ: مقدمۃ الاسرار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ (موضوعات کبیر کا اصل نام) بحث لایجوز نقل الاحادیث الامن الکتب المتداولۃ۔

Marfat.com

تنقیح الانظار فی اصول الحدیث "میں ایک مستقل باب" عدم انحصار الصحیح فی کتب الحدیث" کے نام سے ہے، جس میں اس خیال کی تردید کی گئی ہے[1]

مطلب یہ ہے کہ بحیثیت مجموعی صحت و شہرت کے لحاظ سے جو درجہ ان کتابوں کو حاصل ہے وہ دوسری کتابوں کو حاصل نہیں ہے۔

کتبِ حدیث کی تقسیم

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے صحت و شہرت کے لحاظ سے کتبِ حدیث کو پانچ طبقوں میں تقسیم کیا ہے جس سے ان کے درجے متعین کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔

(۱) پہلے طبقہ میں موطأ، صحیح بخاری و صحیح مسلم ہیں۔

(۲) دوسرے میں ابوداؤد۔ جامع ترمذی، مسند احمد و نسائی ہیں، یہ کتابیں اگرچہ پہلے کے درجات تک نہیں پہنچتیں لیکن ان کے قریب ہیں۔

(۳) تیسرے میں مسند ابن ابی شیبہ۔ مسند ابو یعلی۔ مسند طیالسی، مسند عبد بن حمید مصنف عبدالرزاق اور بیہقی۔ طبرانی و طحاوی کی کتابیں۔ ان میں صحیح و غلط ہر قسم کی روایتیں شامل ہیں۔

(۴) چوتھے میں ابن حبان و کامل عدی کی کتاب الضعفاء، خطیب ابونعیم، جوزقانی ابن عساکر، ابن نجار اور دیلمی کی کتابیں نیز ابن مردویہ۔ ابن شاہین۔ ابوشیخ کی کتابیں اور مسند خوارزمی وغیرہ جو بعد میں مرتب ہوئیں، اور جن میں واعظ، صوفیاء، اہل ہوا اور ضعفاء کی روایتیں، اسرائیلیات و حکماء کے اقوال وغیرہ خلط ملط کر کے سب کو

---

[1] امیر یمانی، توضیح الافکار۔ الموضوع۔

Marfat.com

شامل کر دیا گیا، "موضوعات" کا زیادہ ذخیرہ ان ہی کتابوں سے لیا گیا ہے۔

(۵) پانچویں میں وہ روایتیں ہیں جو فقہاء، صوفیاء، مورخین وغیرہ کی زبان زد ہیں اور مذکورہ چار طبقوں میں ان کی کوئی اصل نہیں ہے۔ ان میں بہت سی وہ روایتیں بھی ہیں جن کو ملحدوں اور بد دینوں نے قوی سند وضع کر کے روایت کیا، جس سے اسلام کی اصل صورت مسخ ہوئی اور فتنہ و فساد برپا ہوا۔[1]

حضرت شاہ صاحبؒ مذکورہ طبقات کی حدیثوں کا حکم بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:-

"پہلے اور دوسرے طبقہ کی حدیثیں محدثین کی معتمد علیہ اور ان کی توجہات کا مرکز ہیں، تیسرے طبقہ کی حدیثوں کو نقل کرنا اور قابل عمل ٹھہرانا ان محققین و ماہرین کا کام ہے جو اسماء رجال اور علل حدیث سے واقف ہیں۔ بسا اوقات ان سے متابعات و شواہد کا کام لیا جاتا ہے۔ چوتھے طبقے کی حدیثوں کی جمع اور ان سے استنباط میں مشغول ہونا متاخرین کا ایک قسم کا غلو ہے۔[2]

اس لحاظ سے مستند کتب حدیث میں پہلے اور دوسرے طبقہ کی کتابیں شامل ہوں گی تیسرے طبقہ کی حدیثوں میں ماہرین کی رائے و تحقیق ضروری ہے۔

مستند کتب حدیث کی روایت میں ٹکراؤ دور کرنے کا طریقہ

داخلی و خارجی نقد کا ٹکراؤ اگر مستند کتب حدیث کی روایت میں ہے اور

---

[1] شاہ ولی اللہ: حجۃ اللہ البالغۃ باب طبقات کتب الحدیث۔ [2] شاہ ولی اللہؒ: حجۃ اللہ البالغۃ باب طبقات کتب الحدیث۔

Marfat.com

خارجی نقد کے لحاظ سے وہ صحیح ہے تو پہلے کلامِ نبوّت کی حیثیت سے اس کا محل متعین کرنے کی کوشش کی جائے گی، اگر اس سے ٹکراؤ دور نہ ہو تو پھر داخلی نقد کو بنیاد بنا کر اس کے صحیح و غیر صحیح ہونے کا فیصلہ کیا جائے گا، اس کے دلائل یہ ہیں:۔

داخلی نقد کی فوقیت کے دلائل

(۱) قرآن حکیم میں ہے:۔

وَ اِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ[1]

جب ان کے پاس امن یا ڈر کی کوئی خبر آتی ہے تو اُس کو مشہور کر دیتے ہیں، اگر اس کو رسول اور اولوالامر تک پہنچا دیتے تو جو ان میں ملکۂ استنباط رکھنے والے ہیں، وہ اس کو پوری طرح معلوم کر لیتے۔

اس آیت میں خبر کی حیثیت متعین کرنے کی جس انداز میں تاکید ہے، اس سے ظاہر ہے کہ صرف راوی کی ثقاہت ہر خبر پر اعتماد کے لئے کافی نہیں ہے، پھر جس خبر سے شانِ نبوتؐ پر حرف آتے یا معیارِ نبوت برقرار نہ رہ سکے، اس میں راوی کی ثقاہت کو بدرجۂ اولیٰ ناکافی قرار دے کر اصل زور نفسِ خبر (داخلی نقد) پر ہوگا، جس کو بنیاد بنا کر فیصلہ کیا جائے گا۔

۲- اس صورت میں داخلی نقد کو بنیاد بنانے کی ایک بڑی وجہ اس کا تقدم ہے کیوں کہ علوم حدیث میں سب سے پہلے داخلی نقد کا وجود ہوا جیسا کہ

---

[1] نساء - ۸۳

Marfat.com

دورِ صحابہؓ کی بعض مثالیں گزر چکی ہیں، خارجی نقد کا وجود بہت بعد میں ہوا، اب اگر کسی صرف خارجی کو قابلِ اعتماد ٹھہرانے سے "حدیث پر زد پڑتی ہے تو لا محالہ داخلی نقد کو فوقیت حاصل ہوگی۔

۳۔ محدثین کی درج ذیل صراحت سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے:۔

کل ما خالف الادلّة القاطعة العلمیة من الاحادیث الظنّیة فی متنها اومعناها وجب العمل بالقطعی دون الظنی اجماعًا۔[1]	ظنّی حدیث کے متن یا معنی میں جو چیز بھی علمی قطعی دلائل کے خلاف ہو تو بالاتفاق قطعی پر عمل واجب ہے ظنّی پر نہیں۔

اسی بناء پر کہا گیا ہے:۔

هٰذه مزیة حسنة وانّما لا بلغ ردّ علیٰ اولئك الّذین یدعون علماء الحدیث لم یَعْرِفُوا نقد المتن ابدًا۔[2]	یہ عمدہ فضیلت اور ان لوگوں پر بہترین رد ہے، جو کہتے ہیں کہ علمائے حدیث کو متن کے نقد کی معرفت نہیں حاصل ہے،

(۴) قاضی حسن بن عبدالرحمٰن الرامہرمزی (۲۶۵- ۳۶۰) کی کتاب المحدث الفاصل بین الرّاوی والواعی عام خیال کے مطابق اصول حدیث کی سب سے پہلی کتاب ہے، اس میں ابوعباس حرّانی کے حوالے سے ابو عاصم نبیل کا یہ قول منقول ہے:۔

---

[1] محمد بن ابراہیم الوزیر الیمانی۔ الروض الباسم فی الذب عن سنة ابی القاسم کلّ ما خالف الادلة الخ۔ [2] محمد صباغ: مقدمة الاسرار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة (موضوعات کبیر کا اصل نام. یہی ہے جو اب محمد صباغ کی تحقیق و تعلیق کے ساتھ شائع ہوئی ہے)

الریاسة فی الحدیث بلا درایة ریاسة نزلة[1]

درایت کے بغیر حدیث میں سرداری ایک ادنیٰ قسم کی سرداری ہے۔

اسی کتاب میں ایک مستقل باب "القول فی فضل من جمع بین الروایة والدرایة" ہے جس میں کئی ایسی روایتیں نقل کی گئی ہیں جو روایت و درایت کو جمع کرنے کی ضرورت اور اس کی فضیلت و برتری کو ظاہر کرتی ہیں[2]۔

"داخلی نقد" کی اس اہمیت کے باوجود ہر موقع پر صرف "خارجی" کو بنیاد بنانا اور بات نبٹانے کے لئے حدیث کی ناقابل قبول تاویل سے بھی دریغ نہ کرنا کسی طرح مناسب نہیں ہے "جواہرات" کے ڈھیر میں اگر چند خزف ریزوں کی آمیزش ہو تو ڈھیر کی عظمت اور بلندی اس میں ہے کہ ان کو خزف ریزہ تسلیم کیا جائے، نہ کہ دور از کار تاویل کے ذریعے ان کو "جواہرات" ثابت کیا جائے۔ اس سے "خزف ریزے" تو جواہرات میں تبدیل نہ ہو سکیں گے، البتہ ان کی وجہ سے "جواہرات" کی قدر و قیمت یقیناً گھٹ جائے گی۔

حق وانصاف کی بات

(۵) حق وانصاف کی بات یہ ہے کہ مستند کتب حدیث کی کوئی روایت کتنے ہی ثقہ راویوں سے مزین ہو اگر وہ علمی قطعی دلائل سے ٹکرائے گی، یا اس سے شانِ نبوت پر حرف آئے گا تو ہرگز قابل قبول نہ ہوگی، معیارِ نبوت گرانے سے یہ کہیں بہتر ہے کہ راویوں کی ثقاہت مجروح قرار دی جائے خصوصاً جب کہ اس امر کا امکان موجود ہے کہ کسی بددین و جھوٹے راوی نے موضوع روایت کو ثقہ راویوں کی حدیث میں داخل کر دیا ہو، اور یہ داخل شدہ روایت ثقہ راوی کی

---

[1] قاضی حسن بن عبدالرحمٰن الرامہرمزی: المحدث الفاصل بین الراوی والواعی القول فی فضل من جمع بین الروایۃ والدرایہ۔ [2] ایضاً۔

Marfat.com

حدیث سمجھ کر روایت کی گئی ہو، یا درمیان سے جھوٹے اور ضعیف راویوں کو نکال کر براہ راست "شیخ" سے روایت کی گئی ہو، جیسا کہ ابن جوزیؒ نے ثقہ راویوں کی موجودگی میں حدیث کے موضوع یا مقلوب ہونے کی دو شکلیں پیش کی ہیں اور اُن کی معرفت کو حد درجہ مشکل قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں:۔

فان قوی نظرك ورسخت فی هذا العلم فهمت مثل هذا وان ضعفت فاسأل عنه ان كان قد قل من يفهم هذا بل قد عدم[1]۔	اگر تیری نظر قوی ہے اور اس علم میں رسوخ حاصل ہے تو اس جیسی صورت کو سمجھ لے گا اور اگر کمزور ہے، تو اس کے بارے میں پوچھ لے، اگرچہ اُس کے سمجھنے والے بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔

شعورِ نبوت کی خصوصیت

داخلی نقد و تحقیق کے سلسلے میں یہ بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ حدیث کا ماخذ (سرچشمہ) شعورِ نبوت ہے، اس کو جو خصوصیات حاصل ہیں، وہ کسی اور کے "شعور" کو نہیں حاصل ہیں، مثلاً:۔

(۱) نور میں اس کی پرورش ہوئی اور نورانی شعاعیں اس کے جلو میں رہتی ہیں:۔

شیخ احمد سرہندی (مجدد الف ثانی) فرماتے ہیں:۔

---

[1] ابن جوزی۔ کتاب الموضوعات، الباب الثالث۔

Marfat.com

"جس طرح عقل کا راستہ حواس کے راستہ سے ماورا ہے کہ جو چیز حواس کے ذریعہ نہ جانی جاسکے اس کو عقل معلوم کرلیتی ہے، اسی طرح نبوت کا راستہ عقل کے راستہ سے ماورا ہے۔ جو بات عقل سے نہ معلوم ہوسکے وہ نبوت کے ذریعہ معلوم ہوجاتی ہے۔ جو شخص عقل کے ماورا کوئی ذریعۂ تعلیم نہیں تسلیم کرتا، وہ دراصل نبوت کا منکر اور ہدایت سے ٹکرانے والا ہے[1]۔

نقد و تحقیق میں افراط و تفریط کے دو گروہ

شعورِ نبوت کا یہ خاص ادراک و مشاہدہ تسلیم کرنے کے بعد اس سے نکلی ہوئی بات (حدیث) عام لوگوں سے ممتاز اور اس کی نقد و تحقیق کا پیمانہ دوسروں کے "پیمانہ" سے یقیناً مختلف ہوگا، ورنہ نبی اور غیر نبی کے کلام میں فرق و امتیاز نہ قائم رہ سکے گا۔

لیکن بدقسمتی سے حدیث کی نقد و تحقیق میں بھی افراط و تفریط نے دو گروہ پیدا کردیئے جنہوں نے نبوت کی قدر و منزلت نہیں پہچانی۔

(۱) ایک گروہ نے کلامِ نبوت (حدیث) کو جانچنے کے لئے اسی "پیمانہ" سے کام لیا، جو عام لوگوں کے کلام کو جانچنے کے لئے مقرر ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے ہر ایسی حدیث سے انکار کردیا جس میں کوئی علمی حقیقت بیان ہوئی تھی اور رسول اللہؐ کے زمانہ میں وہ مشہور نہ تھی، یا کوئی خوشخبری و مستقبل سے متعلق تھی، جس کا ابھی وقت نہ آیا تھا، یا قانونی کلیہ و حکمت کا اصول بیان ہوا تھا جو اس وقت کی ذہنی سطح سے بلند تھا۔ اگرچہ بعد میں اس کا رواج ہوگیا، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحبِ

[1] شیخ احمد سرہندی مکتوبات مجدد ج ۳۔

وحی تھے۔ اسرارِ غیب سے بھی ایک حد تک واقف تھے، علم وحکمت کی ترویج اور قانون وشریعت کا نفاذ آپ کا خاص مشن تھا۔ اس لئے اگر آپؐ نے کوئی بات ذہنی سطح سے بلند کہی یا قانون واصول اس انداز سے بیان کئے جو بعد میں فلسفہ یا قانونی کلیہ کے مشابہ قرار پائے تو اس سے نہ شانِ نبوت پر حرف آتا ہے اور نہ کسی مقنن وفلسفی سے متاثر ہونے کا سوال اٹھتا ہے۔

(۲) دوسرے گروہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب جو بات بھی دیکھی اس کو "حدیث" قرار دینے میں دین ومذہب کی سب سے بڑی خدمت سمجھ لیا۔ خواہ اس کی خاطر کتنی ہی دور دراز تاویل کرنی پڑے اور معیارِ نبوت گر کر کہیں سے کہیں پہنچ جائے، ابن جوزیؒ نے اس گروہ کا ماتم ان الفاظ میں کیا ہے۔

فکم قد افسد القصاص	واعظوں نے موضوع حدیثوں
من الخلق بالاحادیث	کے ذریعہ مخلوق کو کس قدر خراب
الموضوعة کم لون قد	کیا، کتنے چہرے بھوک کی وجہ سے
اصفر بالجوع وکم هائم	زرد ہوئے، کتنے لوگ سفر میں
علی وجهه بالسیاحة وکم	بھٹکتے پھرے۔ کتنوں نے ان
مانع لنفسه ماقد	چیزوں سے اپنے نفس کو روک لیا
ابیح وکم تادك روایة	جو ان کے لئے مباح تھیں، کتنوں
العلم زعما منه مخالفة	نے علم کی روایت محض اس بناء
النفس فی هواها فی	پر ترک کر دی کہ اس میں خواہشات
ذلك وکم موتم	نفس کی مخالفت نظر آئی، کتنوں

اولادہٗ بالتزھد و
هوحی وکم معرض
عن زوجته لایوفیها
حقها فهی لا ایم ولا
ذات بعل [1]

نے مصنوعی زہد اختیار کر کے
زندگی ہی میں اپنی اولاد کو یتیم بنا
دیا اور اپنی بیوی کے حقوق کو
نظرانداز کر کے اس کو ایسی
حالت میں چھوڑ دیا کہ نہ ان کا
کوئی شوہر ہے اور نہ وہ بے
شوہر ہیں۔

عدل واعتدال کی راہ

عدل واعتدال کی راہ یہ ہے کہ مقامِ نبوت تسلیم کرنے کے بعد حدیثوں کے پرکھنے کے اصول وضوابط پر ٹھیک ٹھیک عمل کیا جائے، اگر اس کے بعد بھی حدیث کی معرفت میں واقعی دشواری قائم رہے تو فقہ کی طرح حدیث میں بھی اجتہاد کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور ماہرینِ حدیث کو مزید اصول وضوابط وضع کرنے اور ان کے ذریعہ حدیث کی معرفت حاصل کرنے کا حق ہے۔

ان باب الاجتهاد لم یقفل
فی الحدیث کما لم یقفل فی
الفقه ویجب ان یظل بابه
مفتوحًا فی کل من هذین العلمین [2]

اجتہاد کا دروازہ فقہ کی طرح حدیث
میں بند نہیں ہوا، ان دونوں
علم میں اجتہاد کا دروازہ کھلا رہنا
ضروری ہے۔

اب تک اس سلسلہ کی کوئی قابلِ ذکر کوشش نہیں کی گئی یا اس کی ضرورت نہیں سمجھی گئی، مصر کے مشہور مصنف "احمد امین" نے چند اصول

---

[1] ابن جوزی کتاب الموضوعات فصل وقد کان قدماء العلماء الخ۔ [2] ڈاکٹر صبحی الصالح: علوم الحدیث ومصطلحہ۔ روایۃ الاحادیث الضعیفہ والعمل بہا۔

Marfat.com

وضع کئے ہیں، مثلاً :۔

(۱) رسول اللہؐ کی طرف منسوب حدیث ان ظروف کے مطابق نہ ہو جس میں وہ کہی گئی ہے۔

(۲) تاریخی واقعات اس کے خلاف ہوں۔

(۳) حدیث کی عبارت فلسفیانہ تعبیر سے ملتی جلتی ہو جو رسول اللہؐ کی پسندیدہ تعبیر کے خلاف ہے۔

(۴) حدیث اپنی شرطوں اور قیدوں میں فقہ کے متن کے مشابہ ہو[1]۔

(۵) حدیث واقع کے مطابق نہ ہو۔

(۶) حدیث وضع کرنے کا کوئی سیاسی محرک ہو۔

(۷) حدیث وضع کرنے کا کوئی نفسی محرک ہو۔

(۸) حدیث اس ماحول کے مطابق نہ ہو جس میں کہی گئی ہے[2]۔

ان اصولوں کے بارے میں مصنف کا دعویٰ ہے کہ ماہرین حدیث نے ان کی طرف کوئی توجہ نہیں دی، حالاں کہ اہل علم سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ داخلی نقد حدیث کے جو اصول اوپر ذکر کئے گئے ہیں یہ سب ان میں داخل ہیں۔ مثلاً :۔ نمبر ۱، ۲، ۷ (۱۵) کے تحت ہیں جس میں تاریخی حقائق کی خلاف ورزی کا ذکر ہے۔ نمبر ۳ (۱) کے تحت ہے جس میں رکاکت کی تفصیل ہے نمبر ۴، ۶، ۸ (۲۵) کے تحت ہیں جس میں ہر قسم کی عصبیتوں کا ذکر ہے۔ نمبر ۵ (۱۶) کے تحت ہے جس میں خلاف شواہد موجود ہونے کا ذکر ہے۔ غرض مقامِ نبوت تسلیم کرنے کے بعد حدیث کی معرفت کے لئے جس نئے اصول کی بھی

---

[1] احمد امین : فجر الاسلام۔ الفصل الثانی الحدیث۔ [2] احمد امین ضحی الاسلام۔ الفصل الرابع الحدیث والتفسیر۔

ضرورت ہو اس کو خوش آمدید کہنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔ اسی طرح جن حدیثوں پر گفتگو ہو چکی ہے ان پر اگر مزید گفتگو کی ضرورت سمجھی جائے تو اس سے انکار نہ ہونا چاہیئے۔ اہلِ علم کی مساعی انتہائی قابلِ قدر ہونے کے باوجود نہ آخری ہیں اور نہ بذریعہ وحی ان کی تصدیق ہوئی ہے۔

ناشر
قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

Marfat.com

مختصر حالاتِ زندگی

(از مصنّف)

پیدائش | ۲۲، شوال ۱۳۴۴ھ مطابق ۵، مئی ۱۹۲۶ء کو لکھنؤ سے متصل ضلع بارہ بنکی کے مشہور قصبہ سُبَیْحہ میں ہوئی۔

خاندان کے لوگ جس بزرگ کے معتقد تھے انہوں نے محیّ الدین نام تجویز کیا، گھر کے لوگوں نے محمد تقی الدین نام رکھا اور بعد میں صرف محمد تقی سے شہرت ہوئی۔ والد ماجد کا نام عبد الحلیم تھا جو اپنے اخلاق و کردار اور تہذیب و شائستگی میں ممتاز تھے۔ خدمتِ خلق اور قربانی کا جذبہ بے مثال تھا۔ والدہ ماجدہ ایک نہایت مخیّر اور صاحبِ ثروت بزرگ کی صاحبزادی، نہایت دیندار اور خدا ترس تھیں۔

تعلیم | جب عمر پڑھنے کے قابل ہوئی تو خاندانی دستور کے مطابق والد صاحب نے قصبہ کے دینی مدرسہ میں دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بٹھایا جس میں حفظ و قرأت کی تکمیل کی اور عربی علوم و فنون کی بیشتر کتابیں اسی مدرسہ میں پڑھیں۔ اس کے بعد جامع العلوم کانپور میں دینی علوم و فنون کی تکمیل کی اور آخر میں مدرسہ امینیہ دہلی سے فضیلت و تکمیل کی سند حاصل کی۔ امینی کی نسبت نظریۂ امانت کی طرف ہے کہ ہر شَے کا حقیقی مالک اللہ ہے اور انسان بحیثیت امین، قابض و متصرف ہے۔" اسلام کا زرعی نظام" میں نظریۂ امانت مغربی نظریۂ ملکیت کے مقابلہ میں پیش کیا گیا تھا اور ابتداء میں ایک تحریک چلانے کا ارادہ تھا اسی کی مناسبت سے اپنے نام کے ساتھ امینی لگانا شروع کیا۔ بعد میں لوگوں نے مدرسہ امینیہ کی طرف منسوب سمجھا۔

اساتذہ نے نہایت محبت و شفقت اور دل سوزی سے تعلیم و تربیت میں حصہ لیا۔ اللہ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔ ان میں قاری محمد یامین، صوفی افضل علی اور مفتی محمد کفایت اللہ (مفتی اعظم ہند) خاص طور سے قابل ذکر ہیں جن کی علمی و عملی

Marfat.com

تربیت اور حوصلہ افزائی نے زندگی کو وہ متاع گراں مایہ دیا کہ جس کا بدل دنیا کی اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔

دعوت و تبلیغ

دعوت و تبلیغ کا شوق بچپن ہی سے تھا۔ حفظِ قرآن کے زمانہ ہی سے ٹوٹی پھوٹی تقریر شروع کر دی تھی۔ وطن اور قرب و جوار میں شرک و بدعت کا بہت زور تھا جن کے خلاف آواز اٹھانا بہت مشکل کام تھا۔ لیکن بچپن ہی سے مسجدوں اور محفلوں میں تقریریں کرنے لگا۔ پہلے تو لوگ "بچہ" سمجھ کر برداشت کرتے رہے لیکن بعد میں سخت مخالفتوں اور مزاحمتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ الزام تراشی، بہتان اور معاشرتی بائیکاٹ وغیرہ سب کچھ ہوا۔ والد صاحب نے اس موقع پر جس ضبط و تحمل اور قربانی کا ثبوت دیا یہ انہیں کا حصہ تھا۔ اس زمانہ میں وعظ و تقریر کے علاوہ علماء سے مناظرہ کا بھی شوق تھا۔ طالب علمی کے زمانہ ہی سے یہ سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ لیکن جب "میں" شعور کو پہنچا تو معلوم ہوا کہ دعوت و تبلیغ اور حق کی اشاعت میں مناظرہ سود مند نہیں رہا بلکہ اور الٹا نقصان ہی ہوتا ہے۔

درس و تدریس

تعلیم کے بعد مدرسہ سبحانیہ دہلی، دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور جامع العلوم کانپور میں درس و تدریس کی خدمت انجام دی لیکن چونکہ وہ ہندوستان و پاکستان کی تقسیم، ۱۹۴۷ء کا زمانہ تھا۔ افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔ مسلمان انتشار کا شکار تھے۔ کسی ایک جگہ جم کر سال چھ مہینہ سے زیادہ کام نہ کر سکا۔ ۱۹۵۰ء میں ناگپور (مہاراشٹر) چلا گیا وہاں تقریباً چھ سال مدرسہ فرقانیہ اور ہائی اسکول میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ پھر ۱۹۵۶ء میں دار العلوم معینیہ (درگاہ خواجہ معین الدین چشتیؒ) اجمیر میں بحیثیت صدر مدرس اور شیخ الحدیث تقرر ہوا۔ وہاں تقریباً ۷ سال مختلف علوم و فنون کی کتابیں بالخصوص حدیث شریف پڑھاتا رہا۔ ۱۹۶۴ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڈھ آیا۔ یہاں درس و تدریس اور نظامتِ دینیات کی خدمت سپرد ہے۔

تصنیف و تالیف

پہلے تصنیف و تالیف سے کوئی مناسبت نہ تھی قیام ناگپور کے زمانہ میں قرآنِ حکیم میں غور و فکر کا موقع ملا۔ وہیں سب سے پہلے ایک کتابچہ "اسلامی برادری" کے نام سے ترتیب دیا پھر "اسلام کا زرعی نظام" اور "عروج

Marfat.com

وزوال کا الٰہی نظام" لکھا۔ اجمیر منتقل ہونے کے بعد اس سلسلہ کو مزید ترقی ہوئی چنانچہ فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر، مسئلہ اجتہاد پر تحقیقی نظر، لامذہبی دور کا تاریخی پس منظر، جیسی ضخیم کتابیں اور بہت سے مقالات لکھے جن میں بعض مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کی دعوت پر پڑھے گئے۔ مثلاً فقہ کی تدوین جدید، اجتہاد، موجودہ دور کے اجتماعی مسائل، کائنات میں انسان کا مقام، موجودہ مسائل کس طرح حل کئے جائیں؟ وغیرہ تصنیف و تالیف کا ایک ادارہ علم و عرفان کے نام سے قائم کیا جس سے اوپر کی بعض کتابیں شائع بھی ہوئیں۔ سنہ ۱۹۶۰ء میں پاکستان سے مسائل حاضرہ پر چودہ سوالات ہندو پاک کے مختلف علماء کے پاس بھیجے گئے لیکن پاکستان سے صرف مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے اور ہندوستان سے صرف میرے جوابات "اسلام بیسویں صدی میں" نام کی کتاب میں شائع ہوئے۔ دونوں کے یہ جوابات کتاب کے نوّے ۹۰ صفحات پر ہیں۔

تحریک چلانے کی کوشش

قیام اجمیر کے زمانہ میں فقہ کی جدید تدوین اور مسائل حاضرہ کے حل کرنے کے لئے علماء کرام کو متوجہ کیا اور اس کام کو مستقل تحریک کی شکل دینے کی کوشش کی جس کے نتیجہ میں ندوۃ العلماء لکھنؤ میں مجلس تحقیقات شرعیہ قائم ہوئی اور مولانا ابوالحسن علی ندوی کی دعوت و اصرار پر سنہ ۱۹۶۳ء میں اس کام کے لئے ندوہ گیا اور وہاں مجلس کے کنوینر کی حیثیت سے ایک سال کام کیا۔ اس مجلس میں ہندوستان کے چوٹی کے علماء شامل تھے اور دوسرے ممالک کے بعض علماء کو بھی شامل کیا گیا تھا لیکن تجربہ سے ثابت ہوا کہ ذہنی و شعوری سطح ابھی اس قسم کے کام کی متحمل نہیں ہو سکی ہے۔ میری زندگی کا یہ مرحلہ نہایت شدید تھا جس کام کے لئے عرصہ سے توانائی خرچ کر رہا تھا اس میں ناکامی برداشت کر لینا آسان نہ تھا۔ میرے پاس اس قدر وسائل و ذرائع نہ تھے کہ علیحدہ اس کام کو انجام دے سکتا۔

اہلِ علم کو بیدار کرنے کی کوشش

بالآخر مجبور ہو کر مولانا سعید اکبر آبادی کی خواہش پر ستمبر ۱۹۶۴ء میں مسلم یونیورسٹی علیگڈھ آگیا۔ یہاں حسب معمول تصنیف و تالیف کا کام جاری رہا اور اسکے ذریعہ اہل علم کے ذہن کو بیدار کرتا رہا چنانچہ احکام شرعیہ

Marfat.com

میں حالات وزمانہ کی رعایت، تہذیب کی تشکیل جدید، حدیث کا درایتی معیار، اجتہاد کا تاریخی پس منظر" جیسی ضخیم کتابیں اور بہت سے مقالات لکھے۔ جن میں بعض کتاب جیسی ضخامت رکھتے ہیں مثلاً (بیمہ کی حقیقت وشرعی حیثیت، سٹہ بازی واسٹاک ایکس چینج پر خرید وفروخت) فقہ کی تدوین جدید میں موجودہ حالت کی رعایت، خلافتِ فاروقی میں آراضی کی تنظیم وتقسیم، ریڈیو پر رویت ہلال کی خبر، جدید دور میں جدید رہنمائی کی ضرورت، ایک اور تہذیب جدید کی ضرورت، شعور نبوت اور شعور اجتہاد کی ضرورت، کیا سیکولر قانون زندگی کی رہنمائی کے لئے کافی ہے؟ روح انسان اور ذکر وعبادت، مفاہمت بین المذاہب مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی، قرآن کا دستور اساسی وغیرہ۔ ان میں سے بعض مقالے انٹرنیشنل سیمنار میں بھی پڑھے گئے ہیں۔ اہل علم کو بیدار کرنے اور مسلمانوں کی اصلاح کے لئے پندرہ روزہ "احتساب" نکالا جو اب تک نکل رہا ہے! اس میں جدید حالات ومسائل کے متعلق مضامین بھی ہوتے ہیں۔ ادارہ علم وعرفان جو اجمیر میں قائم کیا تھا اس کو علی گڈھ منتقل کیا اور کتابوں کی نشر واشاعت کا کام جاری ہے۔ اردو کے علاوہ عربی میں بھی مقالات وکتابیں لکھنے کا سلسلہ ہے چنانچہ القطائع فی الاسلام۔ السیاسۃ فی مصطلح الشریعۃ۔ العقوبات الشریعۃ والمجتمع الجدید۔ الفقیہ فی مصطلح الشریعۃ۔ النشاۃ الانسانیۃ۔ التحلیل النفسی للقوی الانسانیۃ۔ نشاط الدعوۃ توقی الحضارۃ۔ بین الانسان لصناعی والانسان الحقیقی۔ حول الدستور القرانی وغیرہ مختلف عربی رسالوں میں شائع ہو چکے ہیں اور بعض کتابی شکل میں طبع ہو رہے ہیں اور اب زیادہ تر عربی میں لکھنے کی کوشش ہے۔ اللہ تعالیٰ رہنمائی اور مدد فرمائے۔

تنظیمی سرگرمیاں | علمی مصروفیتوں کی وجہ سے تنظیمی سرگرمیوں سے زیادہ دلچسپی نہ لے سکا پھر بھی اجمیر کے زمانۂ قیام میں صوبہ راجستھان میں دینی تعلیم کو عام کرنے کیلئے مختلف مکاتب فکر کے لوگوں پر مشتمل ایک تنظیم قائم کی گئی جس کا کئی سال میں صدر رہا! اسی طرح مسلم یونیورسٹی کے طلبہ میں دینی بیداری کے لئے "تنظیم اسلامی" کے نام سے ایک جماعت قائم کی جس کا عرصہ تک ناظم رہا۔ وعظ وتقریر اور درسِ قرآن کے ذریعہ یہ کام جاری ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ ان سب خدمات کو قبول فرمائے اور بقیہ زندگی قرآن حکیم کی خدمت کیلئے وقف کر دے۔ آمین۔

محمد تقی امینی
۱۵ مارچ ۱۹۸۰ء

Marfat.com

برِّصغیر کے مشہور مفکر و عالمِ دین، تلمیذِ مولانا مفتی کفایت اللہؒ

مولانا محمد تقی امینیؒ کی فکر انگیز اسلامی تصانیف

اجتہاد: اجتہاد کے تاریخی پس منظر اور اصولِ فقہ پر ایک مستند و مفصل کتاب۔

اسلام اور جدید دور کے مسائل: جدید دور کے متعدد اجتماعی مسائل پر جامع اور مدلل بحث۔

حدیث کا درایتی معیار: حدیث کو پرکھنے کے اصولِ درایت کی مفصل وضاحت مثالوں کے ساتھ۔

فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر: فقہ اسلامی کے تدریجی ارتقا اور ماخذِ شریعت قرآن، سنّت، اجماع اور قیاس کا تفصیلی بیان۔ اصولِ فقہ کے موضوع پر ایک جامع کتاب۔ خود مصنفؒ کا نظرثانی شدہ ایڈیشن۔

احکام شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعایت: اس نازک مسئلہ پر مصنف نے انتہائی احتیاط اور بصیرت کے ساتھ قلم اٹھایا ہے۔ اس موضوع پر ایک انقلاب انگیز کتاب۔ (زیرِ طبع)

قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی